بالوں کے شرعی احکام

مؤلف

احقر العباد محمد خالد حنفی

فاضل جامعہ مطلع العلوم کوئٹہ

المكتبة الحنفية

کتاب کا نام	:	بالوں کے شرعی احکام
مؤلف	:	احقر العباد محمد خالد حنفی
سن اشاعت	:	
تعداد	:	
قیمت	:	
کمپوزنگ	:	ابوحنیفہ
پبلشرز	:	المکتبۃ الحنفیۃ
رابطہ نمبر	:	۰۳۳۷۹۷۳۵۵۷٤

ملنے کا پتہ

مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ بلوچستان

آفتاب اسٹیشنری مین بازار مچھ بولان بوچستان

فہرست مضامین

نمبر شمار | صفحات

ڈاڑھی کا بیان

مونچھوں کا بیان

بالوں کا بیان

خضاب لگانے کا بیان

عرض مرتب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاۃ والسلام علی سیدنا شفیعنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین.

اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے آخری اور مکمل دین جو نوعِ انسانی کے لئے پسند فرمایا ہے وہ اسلام ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً. [سورۂ مائدہ آیت ۳]

ترجمہ: آج میں پورا کر چکا تمہارے لیے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اسلام میں دیگر شعبہاءِ زندگی کی طرح انسانی جسم کے تمام بالوں کے متعلق بھی واضح احکامات موجود ہیں۔ سر کے بال وغیرہ غرضیکہ انسانی جسم میں اُگنے والے تمام بالوں سے متعلق الگ الگ احکامات موجود ہیں ان کی پابندی ہر مومن مرد وعورت کیلئے ضروری ہے لیکن موجودہ دور میں دیگر احکاماتِ شرعیہ کی طرح بالوں کے متعلق بھی انتہائی غفلت برتی جارہی ہے۔ لہٰذا خیال ہوا کہ بالوں کے متعلق تمام مسائل کو قرآن وحدیث اور فقہ کی معتبر ومستند کتابوں سے اخذ کر کے یکجا کیا جائے۔ تا کہ لوگوں کیلئے مسائل کو تلاش کرنا ان پر عمل کرنا آسان ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ کام مکمل ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازیں، اور آخرت کے لئے نجات کا ذریعہ بنائیں۔ (آمین)

بندہ محمد خالد حنفی/ ۵/۷/۲۰۲۱

ضروری گزارش

حضرات علماء کرام اور معزز قارئین کی خدمت میں نہایت ہی عاجزانہ گزارش ہے کہ الحمدللہ اس کتاب میں تصحیح وتخریج کی پوری کوشش کی گئی ہے، تا کہ ہر بات مستند اور باحوالہ ہو، پھر بھی اگر کہیں مضمون یا حوالہ جات میں کمی بیشی یا اغلاط وغیرہ نظر آئیں تو از راہ کرم مجھے ضرور مطلع فرمائیں، تا کہ آئندہ ایڈیشن میں وہ غلطی دور کی جائے۔

بندہ محمد خالد حنفی

رابطہ نمبر: ۰۳۳۷۹۷۳۵۵۷۴

ڈاڑھی کا بیان

ڈاڑھی کی اہمیت وتاکید پر احادیث وروایات

سب سے پہلے ڈاڑھی رکھنے کی اہمیت وتاکید کے بارے میں چند احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہے۔

ڈاڑھی رکھنا فطرت میں داخل ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عن عائشةؓ قالت: قال: رسول اللهﷺ عشرة من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية والسواک واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانة وانتقاص الماء. قال زکريا قال: مصعب ونسيت العاشرة الا أن تکون المضمضة. زاد قتيبة قال: وکيع انتقاص الماء يعني الاستنجاء. (رواه مسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، ص: ۱۲۵، رقم: ٦٠٤، ط، دار السلام رياض)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا: دس چیزیں فطرت سے تعلق رکھتی ہیں۔ مونچھیں کتروانا، ڈاڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخنوں کا کاٹنا، جوڑ دھونا، بغل کے بال اکھیڑنا، زیر ناف بال صاف کرنا، پانی سے استنجاء کرنا۔ مصعب روای بیان کرتے ہیں کہ دسویں چیز کیا تھی میں بھول گیا، شاید وہ کلی کرنا ہو۔ قتیبہ نے وکیع کے حوالہ سے کہا کہ انتقاص الماء سے مراد پانی سے استنجاء کرنا ہے۔

تشریح: ''عشر من الفطرة'' یعنی ان انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام والتسلیم کی سنت میں سے دس صفات اور عادات ہیں جن کی پیروی کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، گویا کہ ہم اس پر پیدا کئے گئے ہیں۔ اکثر علماء سے عشر من الفطرة کی ہی تشریح منقول ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿واذ ابتلٰی ابراھم ربہٗ بکلمٰت﴾ [البقرة: ١٢٤] میں مراد ہے (کلمات سے یہی دس طریقے مراد ہیں) اور بعض نے کہا ہے کہ مراد (فطرت سے) وہ سنت ہے کہ جس کو بطور دین اپنانے کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، یا لوگوں کو اس پر پیدا کیا گیا اور ان کی عقلوں میں اس کا اچھا ہونا فطرۃً ودیعت رکھ دیا گیا، اور یہ معنی زیادہ ظاہر ہے۔ یا عشر من الفطرۃ سے عشر من توابع مراد ہے یعنی یہ دین کی پیروی کرنے والوں کی دس صفات ہیں۔ فطرۃ سے مراد دین ہے اور مضاف توابع محذوف ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ زیادہ بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فطرت اللّٰہ التی فطر الناس علیھا﴾ [الروم: ٣٠] ''یعنی اللہ تعالیٰ کا وہ دین جس کو مخلوق میں سب سے پہلے آدمی کیلئے اللہ تعالیٰ نے پسند کیا''۔

بعض نے کہا ہے کہ عشر من الفطرة کا معنی یہ ہے کہ یہ دس کام ان انبیاء کی سنت ہیں جن کی اقتداء کا ہمارے نبی پاک ﷺ کو حکم دیا گیا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿فبھداھم اقتدہ﴾ [الانعام: ٩٠] اور اسی طرح ﴿ان اتبع ملة ابراھیم حنیفاً﴾ [النحل: ١٢٣] ''سو آپ بھی ان ہی کے طریق پر چلیے''۔ یعنی آپ ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر جو ایک طرف کے ہو رہے تھے چلیے''۔ یہ تشریح بھی پہلے قول کی طرف راجع ہے(۱)۔ (مرقاۃ المفاتیح مترجم، ج:۲، ص:۱۴۹، ط، مکتبہ رحمانیہ)

---

(۱): فی المرقات: (وعن عائشة قالت: قال رسول اللہ ﷺ: عشر=

فائدہ: اس حدیث میں ڈاڑھی بڑھانے کو فطرت بتلایا گیا ہے، اور فطرت ان چیزوں کو کہا جاتا ہے کہ انسان کی طبیعت سلیمہ پیدائشی طور پر ان کو پسند اور قبول کرتی ہو اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی طبیعت سب سے زیادہ سلامتی والی ہوتی ہے، جس کی وجہ سے ان امور کو انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام بھی لازماً اختیار اور پسند کرتے ہیں، اس لئے امورِ فطرت ایسے کاموں کو بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ جن پر تمام انبیاء اور رسولوں کا عمل ہو اور جو سب کا متفق علیہ طریقہ ہو اور ساتھ ہی ہم کو ان پر عمل کرنے کا بھی حکم ہو۔

= من الفطرة) أی عشر خصال من سنة الأنبياء الذين أمرنا أن نقتدی بهم فكأنا فطرنا عليها كذا نقل عن أكثر العلماء، وهذه هی المراد من قوله تعالیٰ: ﴿واذ ابتلى ابراهم ربهٗ بكلمٰت﴾[البقرة: ۱۲۴] وقال بعضهم: هی السنة التی فطر ابراهيم عليه الصلاة والسلام على التدين بها، أو فطر الناس عليها وركب فی عقولهم استحسانها وهذا أظهر، أو من توابع الدين. والفطرة الدين والمضاف محذوف، قيل: وهذا أوجه، قال تعالیٰ: ﴿فطرة اللّٰه التی فطر الناس عليها﴾ [الروم: ۳۰] أی دين اللّٰه الذی اختاره لأول مفطور من البشر، وقيل: أی من سنة الأنبياء الذين أمرنا نبيناﷺ بأتباعهم والاقتداء بهم ﴿فبهداهم اقتده﴾ [الانعام: ۹۰] ﴿وأن اتبع ملة ابراهيم حنيفا﴾ [النحل: ۱۲۳] وهذا يرجع الى القول الأول. (مرقاة المفاتيح، كتاب الطهارة، باب السواك، ج: ۲، ص: ۸٤، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

ڈاڑھی بڑھانے کوفطرت اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ انسان کی فطرت اور پیدائش میں داخل ہے، یعنی انسان کی فطرتِ سلیمہ (سلامتی والی فطرت) ڈاڑھی رکھنے کا تقاضا کرتی ہے، اور جب فطرت کے ساتھ شریعت کا بھی حکم ہوتو اس کی تاکید اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

نیز حدیث میں ڈاڑھی بڑھانے کو فطرت بتلایا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ چھوٹی چھوٹی یا بالفاظِ دیگر خشخشی ڈاڑھی رکھنا فطرت اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا طریقہ نہیں ہے۔ (ڈاڑھی کا شرعی حکم، ص:۱۵، ط، ادارہ غفران راولپنڈی)

ڈاڑھی منڈانا، مونچھیں بڑھانا غیروں کا طریقہ ہے

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

قال: قصوا الشوارب واعفوا اللحی، ولاتمشوا فی الاسواق الا علیکم الازر، انه لیس منا من عمل بسنة غیرنا. (المعجم الکبیر للطبرانی، ج: ١١، ص: ١٥٢، رقم: ١١٣٣٥، ط، مکتبه ابن تیمیه القاهرة)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مونچھوں کو کٹاؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ، اور بازاروں میں بغیر تہبند کے (یعنی ستر کھول کر) نہ چلو، بیشک جس نے ہمارے غیروں کے طریقہ پر عمل کیا، وہ ہم میں سے نہیں۔

نیز صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے:

جزوا الشوارب وارخوا اللحی خالفوا المجوس.

ترجمہ: یعنی مونچھیں کٹاؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ان روایات کے مثل اور بہت سے روایتیں کتب حدیث میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مجوس اور مشرکین اس زمانے میں ڈاڑھی منڈاتے تھے اور مونچھیں بڑھاتے تھے۔ جیسا کہ آج عیسائی قوم کررہی ہے۔ (ڈاڑھی منڈانا گناہ کبیرہ ہے اور اس کا مذاق اُڑانا کفر ہے، ص: ۷، ۸، ط، مکتبہ حکیم الامت کراچی)

ڈاڑھی بڑھانے کا حکم

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول اللهﷺ انهکو الشوارب واعفوا اللحیٰ.

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مونچھیں خوب کتر والیا کرو اور داڑھی چھوڑ دو، بڑھاؤ۔

حدیث پاک میں اعفوا بصیغہ امر ہے معلوم ہوا کہ داڑھی بڑھانا واجب ہے داڑھی مونڈانا حرام ہے داڑھی مونڈانے والا داڑھی چور بلاشبہ فاسق ہے۔ (نصر الباری، باب اعفاء اللّحیٰ، ج: ۱۱ ص: ۸۷، ط، مکتبہ الشیخ کراچی)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے مسلم اور ابو عوانہ روایت کرتے ہیں:

عن أبی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ جزوا الشوارب وأرخوا اللحی خالفوا المجوس.

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مونچھیں کاٹو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

حضرت ابو امامہؓ سے امام احمدؒ نے روایت کیا ہے:

عن أبي أمامة قال قلنا يا رسول الله ان أهل الكتاب يقصون عثانينهم ويوفرون سبالهم، فقال النبي ﷺ قصوا سبالكم ووفروا عثانينكم وخالفوا أهل الكتاب.

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! اہل کتاب اپنی ڈاڑھیاں کاٹتے ہیں اور مونچھیں لمبی کرتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنی مونچھیں کاٹو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

ان مذکورہ احادیث کی روشنی میں علمائے امت ڈاڑھی کی مشروعیت اور اس کے وجوب پر متفق ہیں، نیز اس بارے میں بھی متفق ہیں کہ اس کا منڈانا حرام ہے۔ (اعلام الفتیۃ بأحکام اللحیۃ، ص:۷تا۹، ط، دار الکتاب الاسلامی الہند)

ڈاڑھی منڈانا حرام ہے

شریعت مطہرہ نے مردوں پر ڈاڑھی رکھنے کو واجب اور لازم قرار دیا ہے اور اس کی کم از کم حد طولاً و عرضاً ایک مشت ہے، یعنی ڈاڑھی ایک مشت سے کم کرنا ناجائز ہے، یہ ائمہ اربعہ کا متفقہ اور مسلمہ حکم ہے۔ ایک مشت سے پہلے ڈاڑھی کٹانے والا یا چھوٹی رکھنے والا فاسق ہے۔

لہٰذا فقہاء ائمہ اربعہ کی عبارات ملاحظہ فرمائیں:

مذہب احناف:

في الدر المختار: لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق، ولذا يحرم

علی الرجل قطع لحیته. (الدرالمختار مع الشامی، کتاب الحظر و الاباحة، فصل فی البیع، ج: ٩، ص: ٥٨٣، ط، دار عالم الکتب ریاض)

وفیه ایضاً: بقدر المسنون وهو القبضة، وصرح فی النهایة بوجوب قطع منا زاد علی القبضة بالضم، ومقتضاه الاثم بترکه الا أن یحمل الوجوب علی الثبوت، وأما الأخذ منها وهی دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة، ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد، وأخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الأعاجم. (الدرالمختار مع الشامی، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم وما لایفسده، ج: ٣، ص: ٣٩٧، ٣٩٨، ط، دار عالم الکتب ریاض)

مذہب مالکیہ: یحرم علی الرجل حلق لحیته. (حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیر، فصل یذکر فی أحکام الوضوء، ج: ١، ص: ٩٠)

(وکذا فی مواهب الجلیل لشرح مختصر خلیل، کتاب الطهارة، فصل فی فرائض الوضوء، ج: ١، ص: ٣١٣، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

مذہب شافعیہ: فی حاشیة الکافیة بأن الشافعی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه نص فی الأم علی التحریم قال الزرکشی وکذا الحلیمی فی شعب الایمان واستاذه القفال الشاشی فی محاسن الشریعة وقال الاذرعی الصواب تحریم حلقها جملة لغیر علة بها کما یفعله القلندریة اهـ. (حاشیة الشروانی علی تحفة المحتاج فی شرح المنهاج، کتاب الاضحیة، فصل فی العقیقة، ج: ٩، ص: ٣٧٦)

مذہب حنابلہ: **فی مطالب أولی النهی: وحرم الشيخ تقی الدين حلقها..... ولايكره أخذ ما زاد علی قبضته.** (مطالب أولی النهی فی شرح غاية المنتهی، كتاب الطهارة، فصل سن بداءة بجانب أيمن، ج: ١، ص: ٨٥)

فی الاقناع: واعفاء اللحية، ويحرم حلقها، ولايكره أخذ ما زاد علی القبضة، ولا أخذ ما تحت حلقه. (الاقناع فی فقه الامام أحمد بن حنبل، كتاب الطهارة، فصل ويسن الامتشاط، ج: ١، ص: ٢٠، ط، دار المعرفة بيروت لبنان)

داڑھی کی شرعی حیثیت اور اس کی حد

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ داڑھی کی شرعی حد کیا ہے؟ کیا ایک مشت کے سنت مؤکدہ ہونے پر جملہ اہل سنت والجماعت کا متفقہ فتویٰ ہے۔ جواب کو فقہ کے ساتھ صحاح ستہ کی کتب سے بھی مدلل کریں۔

دوسرا پہلو یہ کہ عرض میں داڑھی کی شرعی حد کیا ہے، یعنی تحریر کتنی پتلی کم از کم بنوائی جاسکتی ہے؟ ہم نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ سائڈوں سے باریک سی قطار رکھتے ہیں، لمبائی تو ایک مشت ہی ہوتی ہے، مگر اوپر نیچے کی کھال استرے سے صاف کرادیتے ہیں، اس میں کہاں تک گنجائش ہے، وضاحت فرما کر ذہنی الجھن کو دور فرمائیں۔

الجواب وباللہ التوفیق: داڑھی کی حد کان کے سوراخ کے محاذ پر سر سے ملتی ہوئی جو ہڈی آرہی ہے، وہاں سے شروع ہوتی ہے، وہاں سے شروع ہوکر کے رخساروں کی ہڈی سے ملتی ہوئی جو ہونٹ کے برابر تک پہونچ گئی ہے اور ہونٹوں کے نیچے جو بال ہیں وہ

بھی تقریباً داڑھی میں شامل ہیں، اس لئے اس کے کاٹنے کو فقہاء نے مکروہ وبدعت لکھا ہے۔

ونتف الفنیکین بدعة وهما جانبا العنفقة، وهي شعر الشفة السفلیٰ، كذا في الغرائب. (فتاوی هندیه، کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر، زکریا قدیم ٥/٣٥٨، جدید ٥/ ٤١٤، شامی، کراچی ٦/ ٤٠٨، زکریا ٩/ ٥٨٣، حاشیة الطحطاوی علی المراقی، دار الکتاب دیوبند ٥٢٦)

اب کان کے سوراخ کے برابر کان کی پٹی سے لے کر نیچے تک چوڑائی میں کیا حد ہے؟ اس کو حضرات فقہاء نے العذار سے تعبیر کیا ہے، عذار نام ہے کنپٹی کی ہڈی سے لے کر چہرے کی سائیڈ کے نیچے تک کے حصہ کا اور اس کی چوڑائی چہرے کی جانب سے رخسار کی ہڈی کے ختم تک اور اوپر نیچے دونوں جبڑے کے اوپر جو کھال ہے، اس کھال سے متصل جو سخت حصہ شروع ہو رہا ہے، یہ پورا داڑھی کا حصہ ہے، رخسار میں ہڈی سے خارج وہ نرم چمڑی منھ کے کھولنے کی صورت میں دونوں جبڑے کے بیچ میں آجاتی ہے، صرف وہ حصہ داڑھی کی حدود سے خارج ہے، لہٰذا چہرہ کی گولائی کے وقت میں اس حصہ میں جو بال زیادہ بڑھ جائیں، ان کو صاف کرنے کی گنجائش ہے تاکہ چہرہ ایک مناسب انداز سے خوبصورت معلوم ہو اور یہ سمجھنا غلط ہے کہ کان کے سوراخ کے محاذ سے ایک باریک سی دھاری نیچے تک لے جائی جائے، تو داڑھی کا فریضہ مکمل ہو جائے گا، یہ داڑھی کے لئے کافی ہے، بلکہ اس کی چوڑائی اچھی خاصی ہے، جو داڑھ کے نیچے کے حصہ سے رخسار کے سامنے کی ہڈی تک کسی کے دو انگل چوڑی کسی ڈھائی تین انگلی چوڑی ہوتی ہے اور دیکھنے والوں کو خود ہی محسوس ہو جاتا ہے کہ داڑھی کی گولائی مناسب انداز کی ہے، اس حد کے متعین کرنے میں فقہاء نے

اچھی خاصی بحث کی ہے، مختصر سے عبارت حسب ذیل ہے۔

العذار ان كما فى لسان العرب جانباً اللحية وكان الفقهاء أكثر تحديداً للعذار (الى قوله) بأنه الشعر النابت على العظم الناتئ المحاذى لصماخ الأذن يتصل من الاعلىٰ بالصدغ ومن الأسفل بالعارض الى قوله بأن العذار جزء من اللحية وعليه فتنطبق عليه أحكامها. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۳۵/ ۲۲۲)

ایک مشت داڑھی رکھنا اہل سنت والجماعت کا متفقہ فتویٰ ہے، جن کتابوں میں ایک مشت داڑھی سنت کہا گیا ہے، وہ اس لئے کہا گیا ہے کہ حدیث سے ثابت ہے، ورنہ ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے اور ایک مشت سے کم کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ حدیث پاک میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے امر کے صیغہ کے ساتھ مونچھ کو کاٹنے اور داڑھی کو بڑھانے کا حکم فرمایا ہے اور صیغۂ امر سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔

وكذا يحرم على الرجل قطع لحيته، فعلم من ذلك أن ما يفعله بعض من لا خلاق له فى الدين من المسلمين فى الهند، والأتراك حرام. (بذل المجهود، كتاب الطهارة، باب السوال من الفطرة قديم ۱/۳۳، جديد دار البشائر الاسلامية بيروت ۱/ ۳۳٦)

عن ابن عمر عن النبى ﷺ أنه أمر باحفاء الشوارب، واعفاء اللحية. (مسلم شريف، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، النسخة الهندية ۱/ ۱۲۹، بيت الأفكار رقم: ۲۵۹، سنن الترمذى، أبواب الأداب، باب ماجاء فى اعفاء اللحية، النسخة الهندية ۲/ ۱۰۵، دار السلام رقم: ۲۷٦۳، سنن

النسائی، باب احفاء الشارب، و اعفاء اللحیٰ، النسخة الهندية ۱ / ٤، دار السلام رقم: ۱۵) فقط واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی قاسمیه، ج: ۲۳، ص: ٦۲٥تا ٦۲۷)

ڈاڑھی کے بالوں کی لمبائی میں شرعی مقدار

کئی صحیح اور صریح احادیث میں مرد حضرات کو ڈاڑھی بڑھانے کا حکم آیا ہے۔ جن کے پیشِ نظر بعض اہل علم حضرات نے کسی بھی مقدار پر ڈاڑھی کاٹنے کو پسند نہیں کیا، لیکن اس سلسلہ میں راجح یہ ہے کہ ایک مٹھی کے بقدر ڈاڑھی ہو جانے کے بعد زائد مقدار کے بالوں کو کاٹنا صحابۂ کرام اور تابعین عظام سے ثابت ہونے کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ بہتر اور بعض کے نزدیک سنت ہے، اور زائد بالوں کو اپنے حال پر چھوڑے رکھ کر ڈاڑھی کا غیر معمولی لمبا کر لینا پسندیدہ نہیں (۲)۔ (ڈاڑھی کا شرعی حکم، ص: ۲۱۰، ۲۱۱، مطبوعہ ادارہ غفران راولپنڈی)

---

(۲):فی الموسوعة الفقهية: الأخذ من اللحية: ذهب بعض الفقهاء، منهم النووی الی أن لايتعرض للحية، فلايؤخذ من طولها أو عرضها لظاهر الخبر فی الأمر بتوفيرها، قال: المختار تركها على حالها، وأن لايتعرض لها بتقصير ولا غيره.

وذهب آخرون منهم الحنفية والحنابلة الی أنه اذا زاد طول اللحية عن القبضة يجوز أخذ الزائد، لما ثبت أن ابن عمر رضی اللّٰه عنهما كان اذا حلق رأسه فی حج أو عمرة أخذ من لحيته وشاربه، وفی رواية

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد القاسمی صاحب دامت برکاتہم ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

”داڑھی ایک مشت رکھنا واجب ہے اور ایک مشت سے بہت زائد لمبی داڑھی رکھنا جیسا کہ بعض غیر مقلدین رکھتے ہیں، یہ احادیث اور سنت کے خلاف ہے ایک مشت سے زائد داڑھی کو کاٹ کر گولائی میں کرنا ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ کی روایت سے ثابت ہے، جو درج ذیل ہے۔

”كان اذا حج أو اعتمر قبض على لحيته، فما فضل أخذه“.

قال ابن حجر: الذى يظهر أن ابن عمر كان لايخص هذا بالنسک بل كان يحمل الأمر بالاعفاء على غير الحالة التى تتشوه فيها الصورة بافراط طول شعر اللحية أو عرضه.

قال الحنفية: ان أخذ ما زاد عن القبضة سنة، جاء فى الفتاوى الهندية: القص سنة فيها، وهو أن يقبض الرجل على لحيته، فان زاد منها عن قبضته شئ قطعه، كذا ذكره محمد رحمه الله عن أبى حنيفة، قال: وبه نأخذ. (الموسوعة الفقهية، مادة ”لحية“ ج: ٣٥، ص: ٢٢٤، ٢٢٥)

فى الاختيار: قال محمد عن أبى حنيفة: تركها حتى تكث وتكثر والتقصير فيها سنة، وهو أن يقبض الرجل لحيته فما زاد على قبضته قطعه لأن اللحية زينة وكثرتها من كمال الزينة وطولها الفاحش خلاف السنة.

(الاختيار لعليل المختار، كتاب الكراهية، ج: ٤، ص: ١٦٧، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

عن ابن عمرؓ عن النبیﷺ قال: خالفوا المشركين، ووفروا اللحیٰ، واحفوا الشوارب، وكان ابن عمر اذا حج، أو اعتمر قبض على لحيته فما فضل أخذه. (بخاری شریف، کتاب اللباس، باب تقلیم الأظفار ۲/ ۸۷۵، رقم: ۵۶۶۳، ف: ۵۸۹۲)

وقد روی عن أبی هريرةؓ ايضاً أنه كان يقبض على لحيته فيأخذ ما فضل عن القبضة. (هامش الترمذی ۲/ ۱۰۵)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده، أن رسول اللهﷺ كان يأخذ من لحيته من طولها وعرضها. (سنن الترمذی، کتاب الأدب، باب ماجاء فی الأخذ اللحية، النسخة الهندية ۲/ ۱۰۵، دار السلام رقم: ۲۷۶۲)

عن الحسن قال: كانوا يرخصون فيما زاد على القبضة من اللحية: أن يوخذ منها. (مصنف ابن أبی شيبة، مؤسسة علوم القرآن بيروت ۱۳/ ۱۱۲، رقم: ۲۵۹۹۵)

عن أبی هريرةؓ: أنه كان يأخذ من لحيته ما جاز القبضة. (مصنف ابن أبی شيبة ۱۳/ ۱۱۳، رقم: ۲۵۹۹۹)

أنه ورد فی السنة اصلاح اللحية بما يزيد على القبضة. (اوجز المسالك، دار القلم بيروت ۸/ ۱۳۵) فقط واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی قاسمیه، ج: ۲۳، ص: ۶۴۷، ۶۴۸، ط، مکتبه اشرفیه دیوبند)

داڑھی میں گرہیں لگانا یا چڑھانا

قال (رُویفع بن ثابت رضی الله عنه) قال لی رسول الله ﷺ قال: یا رویفع! لعل الحیاة ستطول بک بعدی، فأخبر الناس أنه من عقد لحیته أو تقلد وتراً أو استنجی برجیع دابة أو عظم، فان محمداً بریٔ منه. (ابو داؤد، رقم الحدیث: ٣٦)

حضرت رویفع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے رویفع! شاید تم زیادہ عمر پاؤ میری وفات کے بعد تم لوگوں تک میرا پیغام پہنچا دینا کہ جس شخص نے داڑھی میں گرہ باندھی یا گھوڑے وغیرہ کے گلے میں تانت کا گھیرا ڈالا یا جانور کے پاخانہ سے یا ہڈی سے استنجاء کیا تو اللہ کے رسول محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں۔

قوله: "من عقد لحیته الخ" یعنی جو شخص گرہ لگائے اپنی داڑھی میں، گرہ لگانے کے کئی معنی بیان کئے گئے ہیں، ایک یہ کہ داڑھی کو چڑھانا اور اس کو گھونگریالا بنانا، آپ نے اس سے منع فرمایا ہے اس لئے کہ یہ خلاف سنت ہے مسنون طریقہ تسریح لحیہ ہے یعنی داڑھی کے بالوں کو سیدھا رکھنا اور بعض نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں متکبرینِ کفار جب جنگ کے لئے جاتے تھے تو داڑھی میں گرہ لگایا کرتے تھے اس سے آپ نے منع فرمایا کیونکہ اس میں تشبہ بالنساء ہے، اور بعضوں نے کہا کہ کفار عرب کی یہ عادت تھی کہ جس کے ایک بیوی ہوتی وہ اپنی داڑھی میں ایک گرہ لگاتا، اور اگر دو بیویاں ہوتیں تو دو گرہ لگاتا۔

فی البذل: (فأخبر الناس انه من عقد لحیته) قال الأکثرون: هو معالجتها حتی تتعقد وتتجعد، وهذا مخالف للسنة التی هی تسریح

اللحية، وقيل: كانوا يعقدونها في الحرب زمن الجاهلية، فأمرهم عليه السلام بإرسالها، لما في عقدها من التشبه بالنساء، وقيل: كان ذلك من دأب العجم أيضاً، فنهوا عنه، وقيل: كان من عادة العرب أن له زوجة واحدة، عقد في لحيته عقدة صغيرة، ومن كان له زوجتان عقد عقدتين، كذا نقله القاري عن الأبهري. (بذل المجهود في حل سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة، باب ماينهى عنه أن يستنجي به، ج: ۱، ص: ۲۸۷، رقم: ۳٦، ط، دار البشائر الاسلامية بيروت لبنان/ الدرالمنضود، ج: ۱، ص: ۱۳۹، ۱٤۰، ط، مكتبة الشيخ كراچی)

حضرت مولانا مفتی سید سلمان منصور پوری صاحب دامت برکاتہم ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ’’داڑھی چڑھانا، ٹھوڑی کے نیچے چھپانا اور گرہیں لگانا، یہ سب چیزیں شرعاً جائز نہیں، داڑھی اللہ تعالیٰ کا ایک نور ہے، اور مؤمن کی خوبصورتی اور زینت ہے، جسے اچھے سے اچھے انداز میں بنانا چاہئے، حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ اپنی داڑھی میں آئینہ دیکھ کر کنگھی کر کے سیدھا کیا کرتے تھے، لہٰذا داڑھی کو چھپانا، چڑھانا یا اُس میں گرہیں لگانا یہ سب اللہ کے نور کو ناپسند کرنے کے قبیل سے ہے، جس کی شرعاً اجازت نہیں ہے‘‘...الخ۔ (کتاب النوازل، ج:۱۵،ص:۵۵٦،۵۵۷)

ریش بچہ اور جانبین کے بال کاٹنے کا حکم

سوال: کیا ریش بچہ یعنی ڈاڑھی کے نیچے کے بال کاٹنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز جو بال ریش بچہ کی دونوں جانب میں ہیں ان کا کاٹنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: ریش بچہ ڈاڑھی کے حکم میں ہے لہٰذا اس کا کاٹنا درست نہیں ہے۔ نیز دونوں جانب کے بال جن کو فنیکین کہتے ہیں ان کا کاٹنا بھی درست نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو عالمگیری میں ہے:

ونتف الفنيكين بدعة وهما جانبا العنفقة وهى شعر الشفة السفلى كذا فى الغرائب. (الفتاوى الهندية: ٥/ ٣٥٨)۔

(وكذا فى فتاوى الشامى: ٦/٤٠٧، سعيد وحاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ص: ٣٤٢، بولاق)۔

قال الامام النووىؒ فى شرح مسلم: وقد ذكر العلماء فى اللحية عشر خصال مكروهة بعضها أشد قبحاً من بعض.... السابعة.... ونتف جانبى العنفقة. (شرح مسلم: ٣/ ١٤٩، دار احياء التراث العربى)

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ نبی پاک ﷺ کے ریش بچہ میں سفید بال نظر آتے تھے۔ ملاحظہ ہو:

عن وهب أبى جحيفة السوائى قال: رأيت النبىﷺ ورأيت بياضاً من تحت شفته السفلى العنفقة. (رواه البخارى، رقم: ٣٥٤٥)

قال العلامة بدر الدين العينى: واللحية تشمل العنفقة. (عمدة القارى: باب صفة النبىﷺ)۔

وعن أنس رضى الله عنه أن رسول اللهﷺ لم يخضب قط انما كان البياض فى مقدم لحيته وفى العنفقة...الخ. (اخرجه احمد فى مسنده، رقم: ١٣٢٦٣)۔

وفی النهایة فی غریب الأثر: العنفقة: الشعر الذی فی الشفة السفلی، وقیل: الشعر الذی بینها وبین الذقن. وأصل العنفقة: خفة الشئ وقلته. (النهایة: ٣/ ٥٩٠، ط: المکتبة العلمیة)۔ واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

(فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ٧، ص: ٣٠٠، ٣٠١، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں: داڑھی بچہ داڑھی کے حکم میں ہے، لہٰذا اس کا رکھنا واجب اور بچہ کا کاٹنا مکروہ تحریمی ہے، پس اس کے کاٹنے سے بچنا ضروری ہے...الخ۔ (فتاوی قاسمیہ، ج:٢٣، ص:٦٤٤، ط، مکتبہ اشرفیہ دیوبند)

عورت کی ڈاڑھی مونچھ صاف کرنے کا حکم

سوال: اگر کسی عورت کی ڈاڑھی مونچھ نکل آئے تو صاف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: عورت کے لیے ڈاڑھی مونچھ صاف کرنا مستحب ہے۔ ملاحظہ ہو علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

وفی تبیین المحارم: ازالة الشعر من الوجه حرام الا اذ نبت للمرأة لحیة أو شوارب فلاتحرم ازالته بل تستحب. (فتاوی الشامی: ٦/ ٣٧٣، سعید)۔

قال فی الدیباج علی مسلم: اذا نبت للمرأة لحیة أو شوارب فلایحرم ازالتها بل تستحب والنهی خاص بالحواجب وما فی أطراف الوجه. (الدیباج: ٥/ ١٦٢، للعلامة السیوطی)۔

(وكذا فی التیسیر بشرح الجامع الصغیر للعلامة المناوی: ٢/ ٥٧١،
وشرح النووی علی مسلم: ١/ ١٢٩، باب خصال الفطرة، وفتح الباری: ١٠/
٣٧٨، ومرقاة المفاتیح: ١٣: ١٦٢، باب الترجل)۔

مزید ملاحظہ ہو: (احسن الفتاوی: ٨/ ٧٥، وفتاوی رحیمیہ: ٥/
٤٧٤، وکتاب الفتاوی: ١٤٨، وآپ کے مسائل اور ان کا حل: ٨/ ٣٢٢)۔
واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ٧، ص: ٣١٥،
٣١٦، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

رخسار اور حلق کے بال منڈانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے
میں کہ: رخسار کے بال اور ٹھوڑی کے نیچے حلق کے بال کی کیا حیثیت ہے؟ کیا یہ از روئے
شرع داڑھی کے اندر داخل ہے یا خارج؟ زید رخسار اور داڑھی کے نیچے ٹھوڑی کے نیچے کے
بال منڈاتا ہے، شریعت کی نظر میں اس کا یہ عمل کیسا ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق: رخسار اور حلق کے بال داڑھی میں داخل نہیں، لہٰذا
زید کے رخسار اور حلق کے بالوں کو منڈانے کی گنجائش ہے اور رخسار کے بالوں کو گولائی میں
منڈانے کی بھی گنجائش ہے، لیکن نہ منڈانا بہتر ہے۔ [مستفاد: فتاوی محمودیہ، جدید ڈابھیل
۱۹/۴۴۲، ۱۹/۴۲۰، قدیم ۸/۲۸۲، ۸/۲۹۴]

**ولایحلق شعر حلقه، وعن أبی یوسفؒ لابأس بذلک، ولابأس
بأخذ الحاجبین، وشعر وجهه ما لم یتشبه بالمخنث، کذا فی الینابیع.**

(هـنـدية، كتـاب الـكـراهية، البـاب التـاسـع، زكريا قديم ٥/ ٣٥٨، جديد ٥/ ٤١٤، حـاشية الـطـحـطـاوى على المراقى، دار الكتاب ديوبند ٥٢٦، شامى، كتـاب الـحـظـر والاباحة، فصل فى البيع، كراچى ٦/ ٤٠٧، زكريا ٩/ ٥٨٣)

فـقـط والـلّٰـه سبـحـانه وتعالىٰ اعلم۔(فتاوى قاسميه، ج: ٢٣، ص: ٦٥٠، ط، مكتبه اشرفيه ديوبند)

سفید بال اکھاڑنے کا حکم

سوال: کسی کی عمر اگر کم ہو مثلاً تیس ۳۰ پینتیس ۳۵ سال اس کی داڑھی میں ایک دو سفید بال نظر آئیں تو ان کو اکھاڑنا کیسا ہے؟

جواب: ایک دو سفید بال بغیر نیت زینت اکھاڑنے کی گنجائش ہے، یعنی اس کی عادت نہ بنائے کہ جب بھی کوئی بال سفید نظر آئے اس کو اکھاڑ دیا جائے۔ کیونکہ حدیث میں سفید بال کو مومن کیلئے نور قرار دیا ہے۔

وفى الشامية: **قال ولابأس بنتف الشيب.** [ص ٤٠٧ ج٦ حظر واباحة]

وفـى الهـنـدية: **قـال: نتف الشيـب مـكـروه لـلتزيين لا لترهيب العدو.** [عالمگيرى ص ٣٥٩ ج٥]

وروى عـن عـمرو بن شعيب عن ابيه عن جده رضوان اللّٰه عليهم اجمعين قال قال رسول اللّٰه ﷺ لاتنتفوا الشيب فانه ما مسلم يشيب شيبة فـى الاسلام الا كانت له نوراً يوم القيامة. [الترغيب والترهيب ١٨٣ ج٤]۔

(داڑھی اور بالوں کے احکام، ص: ١٦، ط، مکتبہ عمر فاروق)

داڑھی کے بال مسجد میں نہ گریں

بعض لوگ وضوء وغیرہ کے بعد داڑھی کے بالوں کو درست کرنے کیلئے مسجد میں ہی کنگی کر لیتے ہیں شرعاً اس میں کوئی قباحت تو نہیں البتہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ بال مسجد میں نہ گریں اگر کوئی بال ٹوٹ جائے تو اس کو جیب میں رکھ لے۔ کیونکہ مسجد کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔ (داڑھی اور بالوں کے احکام، ص: ۲۰، ط، مکتبہ عمر فاروق)

ڈاڑھی منڈانا اور کٹانا دوسرے گناہوں سے بدترین گناہ ہے

سوال: زید محلّہ کی مسجد میں امام ہے، ڈاڑھی کٹاتا ہے، اگر اسے ڈاڑھی سے متعلق کوئی شخص سمجھاتا ہے تو جواب میں کہتا ہے کہ ڈاڑھی کٹانا فسق ہے اور آج کل ننانوے فیصد لوگ فاسق ہیں ڈاڑھی رکھ کر بھی غیبت، کذب وغیرہ میں مبتلا ہیں، لہٰذا امام اور مقتدی سب ایک جیسے فاسق ہیں، اس لئے کسی شخص کو مجھ پر اعتراض کا حق نہیں، زید کا یہ خیال صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ومنہ الصدق والصواب: زید کا خیال بالکل غلط اور فریب ہے، اگر ایک شخص خفیۃً زنا کرتا ہے اور دوسرا علی الاعلان سر بازار زنا کا ارتکاب کرتا ہے یا ایک شخص خفیہ چوری کرتا ہے اور دوسرا علی الاعلان ڈاکہ زنی اور حکومت کی بغاوت کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ دونوں کے گناہوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے، لہٰذا کوئی شخص کسی درجہ کا بھی گناہگار اور فاسق وفاجر ہو مگر اس کا ظاہر شریعت کے خلاف نہ ہو تو اس کے گناہ مخفی ہونے کی وجہ سے ڈاڑھی کٹانے سے بدرجہا کم ہیں، ڈاڑھی کٹانے والا علی الاعلان شریعت کی مخالفت کر رہا

ہے اور دنیا میں ایسی شکل وصورت میں پھر رہا ہے کہ دور ہی سے ہر شخص اسے دیکھ کر اس کو فاسق اور شریعت کا مخالف سمجھتا ہے، اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص حکومت کی بغاوت کا جھنڈا اٹھا کر عام بازار میں پھر رہا ہو، اس شخص کے ناقابل معافی جرم کو حکومت کبھی بھی نظر انداز نہیں کر سکتی، غرضیکہ زید کا ڈاڑھی کٹانے کو دوسرے گناہوں کے برابر کہنا بدترین عذر ہے۔ زید حکومت الٰہیہ اور شریعتِ مصطفویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کر کے شہروں اور بازاروں میں پھر رہا ہے اور دور ہی سے ہر خاص وعام کے لئے خود کو شریعت کا باغی ظاہر کر رہا ہے، گناہ کے اظہار واخفاء میں بہت فرق ہے، چنانچہ رمضان میں علانیۃً کھانے پینے والے کو حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اہانت دین کی وجہ سے مباح الدم اور واجب القتل قرار دیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علانیۃ گناہ کرنے والوں کے سوا میری پوری امت لائق عفو ہے۔

كل امتي معافى الا المجاهرين. (متفق عليه)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی کٹانے، ٹخنے ڈھانکنے اور گانے بجانے کو ان بدکاریوں میں شمار فرمایا ہے جن کی وجہ سے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کیا گیا (۳)۔ (درمنثور)

---

(۳): **وأخرج اسحاق بن بشر، والخطيب، وابن عساكر، عن الحسن قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عشر خصال عملتها قوم لوط، بها أهلكوا، وتزيدها أمتي بخلة، ايتان الرجال بعضهم بعضاً، ورميهم بالجلاهق، والحذف، ولعبهم بالحمام، وضرب الدفوف، وشرب =**

علاوہ ازیں دوسرے گناہ وقتی ہوتے ہیں مگر ڈاڑھی کٹانے کا گناہ چوبیس گھنٹے ساتھ رہتا ہے، سوتے جاگتے حتی کہ نماز وغیرہ عبادات کی حالت میں بھی یہ گناہ ساتھ رہتا ہے۔اس لئے ڈاڑھی کٹانے کا گناہ دوسرے سب گناہوں سے بڑھ کر ہے۔

پھر زید کا ہر شخص کو غیبت وکذب یا دوسرے گناہوں میں مبتلا سمجھنا محض سوءظن ہے جو اپنے نفس پر قیاس کرنے سے پیدا ہوا ہے، بہرکیف فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔کسی ایسے شخص کو امام مقرر کرنا ضروری ہے جو ظاہر العدالہ ہو، باطن اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔(احسن الفتاوی، ج:۸،ص:۳۰۷،۴۷، ط، ایچ ایم سعید)

کیا داڑھی نہ رکھنے کا گناہ زنا سے بڑھ کر ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: رسالہ ''داڑھی کا وجوب'' صفحہ نمبر۳ پر حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ داڑھی نہ رکھنے کا گناہ زنا، لواطت چوری وغیرہ سے زیادہ خطرناک ہے، کیونکہ داڑھی نہ رکھنے کا گناہ ہر وقت ساتھ رہتا ہے، حضرت شیخ کی یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی، کیوں کہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ داڑھی رکھ کر زنا کرلے تو پہلی حالت سے بہتر رہے گا، حالانکہ یہ غلط ہے، نیز داڑھی والا زانی آدمی، داڑھی منڈے نمازی سے بہتر ہوگا، بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔

=الخمور، وقص اللحية، وطول الشارب، والصفير، والتصفيق، ولباس الحرير، وتزيدها أمتي بخلة، ايتان النساء بعضهن بعضاً. (الدرالمنثور، ج: ١٠، ص: ٣١٧، ٣١٨)

الجواب وباللہ التوفیق: حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے جو فرمایا کہ: ''داڑھی نہ رکھنے کا گناہ زنا وغیرہ سے زیادہ خطرناک ہے'' اس کی وجہ تو حضرت نے آگے بیان فرمادی کہ ''یہ گناہ ہر وقت بندہ کے ساتھ لگا رہتا ہے'' چاہے وہ صدق دل سے توبہ بھی کرلے، لیکن ظاہراً وہ فاسق ہی رہے گا اور دیگر گناہ صرف وقتی ہوتے ہیں۔ نیز ایک خاص بات یہ ہے کہ زنا وغیرہ کرتے وقت آدمی کا ضمیر اُسے ملامت کرتا رہتا ہے جس کی وجہ سے کبھی نہ کبھی توبہ کی توفیق ہوجاتی ہے، جب کہ داڑھی منڈانے والا عام طور پر اِس عمل کو گناہ ہی نہیں سمجھتا، اِس وجہ سے توبہ سے بھی محروم رہتا ہے، اِس بناء پر حضرت شیخ کا یہ قول اپنی جگہ درست ہے، لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر اعتبار سے داڑھی نہ رکھنے کا گناہ زنا وغیرہ سے بڑھا ہوا ہے، اس لئے زنا کی حرمت وخطرنا کی اپنی جگہ طے شدہ ہے، جو داڑھی نہ رکھنے سے بدرجہا زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔

قال رسول ﷺ: الغيبة أشد من الزنا، قالوا: يارسول الله! وكيف الغيبة أشد من الزنا؟ قال: ان الرجل ليزني فيتوب الله عليه.........، وان صاحب الغيبة لايغفر له حتى يغفرها له صاحبه. وفي رواية أنس قال: صاحب الزنا يتوب، وصاحب الغيبة ليس له توبة. قال على القارى: أى غالباً، لأنه يحسبه هيناً، وهو عندالله عظيم، لكن البلية اذا عمت طابت.

(مستفاد: مرقاة المفاتيح، ٩/ ١٦٦، ١٦٧، المكتبة الأشرفيه ديوبند) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (کتاب النوازل، ج: ١٥، ص: ٥٦٣، ٥٦٤)

داڑھی منڈانے والا ناقص مسلمان ہے

سوال: اگر داڑھی نہ رکھی جائے تو کیا مسلمان کا اسلام خطرے میں پڑ جاتا ہے یا نہیں؟ اور اسلام کے دائرے سے نکل جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: یہ سوال اس نوعیت کا ہے جیسے کوئی پوچھے کہ اگر انسان کی ناک کٹوادی جائے تو کیا انسانیت خطرے میں پڑ جاتی ہے، اور وہ انسانیت کے دائرے سے باہر ہو جاتا ہے یا آدمی کا ہاتھ پاؤں کاٹنے سے کیا اس کی جان جاتی رہتی ہے اور وہ مردہ ہو جاتا ہے تو جواب یہ ہوگا کہ نہیں ناک کٹوانے یا ہاتھ پاؤں کٹوانے سے انسانیت کے دائرے سے تو نہیں نکلتا یا مردہ ہو جانا ضروری نہیں بے ناک اور بے ہاتھ پاؤں کے بھی زندہ تو رہ سکتا ہے مگر ناقص اور عیبی اسی طرح داڑھی منڈانے والا اسلام کے دائرے سے تو نہیں نکلتا مگر وہ اسلام کے لحاظ سے ایسا مسلمان ہے جیسا انسانیت کے لحاظ سے ناک یا ہاتھ پاؤں کٹا ہوا انسان یعنی نافرمان اور فاسق مسلمان، رسول کریم ﷺ کا حکم ہے "**خالفوا المشرکین اوفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب**" (۴). [مشکوۃ] اس حکم کے ماتحت داڑھی رکھنا واجب ہے جس کو فرض عملی کہا جاتا ہے۔ (کفایۃ المفتی، ج:۹ ص:۱۷۷، ط، دارالاشاعت)

شادی کرنا زیادہ اہم ہے یا داڑھی رکھنا

سوال: میں ایک غیر شادی شدہ نوجوان ہوں، اب میری شادی کا پروگرام طے ہو رہا ہے، دو جگہوں پر صرف داڑھی کی وجہ سے انکار کیا گیا اور تیسری جگہ بھی یہی شرط رکھی گئی

---

(۴): (مشکاۃ المصابیح، باب الترجل، الفصل الاول، ص: ۳۸۰، ط، قدیمی کتب خانہ کراچی)

ہے۔اس طرح میرے لئے ایک پیچیدگی پیدا ہوگئی ہے، کیونکہ مجرد کی حیثیت سے میں ہمیشہ زندگی بسر نہیں کرسکتا اور گناہ کا ارتکاب ممکن ہے۔ عالی جناب سے گزارش ہے تحریر فرمائیں کہ داڑھی اور شادی کرنے کی دین اسلام میں کیا فضیلت ہے؟ دونوں میں کون سا عمل زیادہ اہم سمجھا جائے گا؟ ازراہِ کرام اس سلسلے میں میری حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے مجھے مفید مشورہ دے دیا جائے۔ نیز میرے والدین کا مشورہ یہ ہے کہ شادی کرنے کے بعد آپ داڑھی پھر رکھ سکتے ہیں، مگر شادی آج کے دور میں ممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے، کیونکہ شادی کا تعلق عمر سے ہے۔

جواب: داڑھی اور شادی دونوں کی اہمیت اپنی جگہ ہے۔ داڑھی تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت، مردانہ فطرت اور شعار اسلام ہے، آنحضرت ﷺ نے داڑھی رکھنے کا بار بار حکم فرمایا ہے، اوراسے صاف کرانے پر غیظ وغضب کا اظہار فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ داڑھی رکھنا بالاتفاق واجب ہے، اور منڈانا یا ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں کترانا بالاتفاق حرام اور گناہ کبیرہ ہے(۵)۔ جولوگ داڑھی کو نفرت کی نگاہ سے

---

(۵):فی البذل: واعفاء اللحية. وهو ارسالها وتوقيرها، وكره قصها، وقص اللحية من سنن الأعاجم، وهو اليوم شعار كثير من المشركين والافرنج والهنود، ومن لاخلاق له في الدين ممن يتبعونهم ويحبون أن يتزيوا بزيهم.

وقال في الدرالمختار: ولابأس بنتف الشيب، وأخذ أطراف اللحية، والسنة فيها القبضة قطعة، كذا ذكر محمد في كتاب الآثار عن=

دیکھتے ہوئے شادی کے لئے داڑھی صاف کرانے کی شرط لگاتے ہیں، وہ ایک سنتِ نبوی اور شعارِ اسلام کی توہین کرنے کی وجہ سے ایمان سے خارج ہیں(۶)۔آپ کو شادی کے لئے داڑھی صاف کرانے کی فکر نہیں کرنی چاہئے بلکہ ان لوگوں کو تجدیدِ ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔(آپ کے مسائل اوران کا حل، ج:۸،ص:۳۱۶،ط،مکتبہ لدھیانوی)

نکاح کے لئے داڑھی منڈوانا

سوال: میں نے چار سال قبل شادی کی تھی لیکن ایک سال پہلے میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، اب مجھے دوبارہ نکاح کرنا ہے، میں نے چار پانچ جگہ پیغامِ نکاح بھیجا لیکن ہر جگہ سے ''انکارکا'' جواب ملا اوراس کی اصل وجہ میری داڑھی ہے، میں نے داڑھی رکھی ہے اب میں کیا کروں؟ داڑھی نکال دوں یا بے نکاح رہوں؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً.....تمہارے شادی کے پیغام میں ''انکار'' کا جواب آنے کی اصل وجہ داڑھی ہے، یہ بہانا تم نے کہاں سے نکالا؟ کیا تمہاری اخلاقی اور

=**الامام، قال: وبه نأخذ، محيط.** (بذل المجهود في حل سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة، باب السواك من الفطرة، ج: ١، ص: ٣٣٦، ط، دار البشائر الاسلامية بيروت لبنان)

(٦):**في البزازية: والحاصل انه اذا استخف بسنة أو حديث من أحاديثه عليه السلام كفر.** (الفتاوى البزازيه، على هامش الفتاوى العالمكيريه، كتاب ألفاظ تكون اسلاماً أو كفراً، الفصل الثاني، النوع الثالث في الأنبياء، ج: ٦، ص: ٣٢٨)

مالی حالت تو خراب نہیں؟ جب کہ تم پہلی بیوی کو بھی طلاق دے چکے ہو، کیا داڑھی رکھنے والے سب لوگ کنوارے ہی ہیں؟ نکاح کے لئے داڑھی مونڈوانا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا آپ کو داڑھی مونڈوانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی بے نکاح رہنے کی، دعا اور کوشش کرتے رہیں، ان شاء اللہ ضرور کامیابی ہوگی، کسی دیندار خاندان میں پیغام بھیجو تو داڑھی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دینیہ، ج:۵،ص:۹۹،۱۰۰)

حجام کے لئے شیو بنانا اور غیر شرعی بال بنانا

سوال: میں پانچوں وقت نماز پڑھتا ہوں، ایک دن ظہر کی نماز پڑھ کر وضو کر کے سوگیا، خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے کہ: ''ظالم! تم قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دوگے؟ کہ تم پیارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت کاٹتے ہو (یعنی شیو بنانا)۔'' میں حجام کا کام کرتا ہوں، آپ مہربانی فرما کر جواب دیں کہ میں کیا کروں؟ کیا اس کام کو چھوڑ دوں؟

جواب: آپ کا خواب بہت مبارک ہے۔ داڑھی مونڈنا حرام ہے، اور حرام پیشے کو اختیار کرنا کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ آپ بال اُتارنے کا کام ضرور کرتے رہیں، مگر داڑھی مونڈنے اور غیر شرعی بال بنانے سے انکار کردیا کریں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۸،ص:۳۱۶،۳۱۷، ط، مکتبہ لدھیانوی)

ڈاڑھی منڈانے والے کو سلام کرنے کا حکم

سوال: ڈاڑھی منڈانے والے کو سلام کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: فقہاء کی عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ ڈاڑھی منڈانے والا فاسق وفاجر

ہے، تو بچناً اس کو سلام نہ کرنا اولیٰ ہے، ہاں اگر سلام میں اس کی تعظیم مقصود نہ ہو بلکہ تالیفِ قلب اور دین کی طرف مائل کرنا مقصود ہو تو ثواب کی امید ہے۔

ملاحظہ ہو روح المعانی میں ہے:

ولایجب رد سلام فاسق أو مبتدع زجراً له أو لغیره وان شرع سلامه. (روح المعانی: ۳/ ۱۰۱، النساء: ۸٦)

امداد الفتاوی میں ہے:

تکبر حرام ہے اور مرتکب اس کا بالخصوص اس پر جو مصر ہو فاسق ہے اور فاسق کو ابتداء سلام نہ کرنا جائز ہے بلکہ اولیٰ ہے۔[امداد الفتاوی:۴/۲۷۹]

کفایت المفتی میں ہے:

فاسق کے سلام کا جواب دینا واجب نہیں لیکن جواب دینا جائز ہے مکروہ نہیں، جو لوگ ڈاڑھی منڈاتے ہیں یا منڈی ہوئی مثل کترواتے ہیں وہ فاسق کی تعریف میں شامل ہیں۔[کفایت المفتی: ۹/ ۱۰٦]۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔(فتاوی دار العلوم زکریا، ج:۷، ص:۲۹۹،۳۰۰، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

داڑھی رکھنے سے بیوی ناراض ہوتی ہو تو کیا داڑھی نہ رکھنے کی اجازت ہے؟

سوال: اگر عورت شوہر سے کہے تو داڑھی مت رکھ! تو کیا شریعت اجازت دیتی ہے کہ وہ داڑھی نہ رکھے؟ کیا بیوی داڑھی رکھنے سے ناراض ہو تو داڑھی نہ رکھنا جائز ہے؟ میرا ایک دوست کہتا ہے کہ لکھنؤ میں ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا ہے کہ عورت ناراض

ہوتو داڑھی نہیں رکھنی چاہئے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ مکمل تفصیل فرمائیں۔

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً...... داڑھی رکھنے کا ثبوت حدیث شریف سے ہے(۷) اور داڑھی نہ رکھنا یا کتروانا گناہ ہے، فقہاء ایسے شخص کو مخنث اور فاسق کہتے ہیں(۸)، لہٰذا عورت کے کہنے سے داڑھی نہ رکھنا جائز نہیں ہے، عورت بھی گنہگار ہوگی اور اس کی تابعداری کرنے والا بھی گنہگار ہوگا، ان پر توبہ کرنا لازم ہے۔

حدیث شریف ہے کہ "**لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق**"(۹) یعنی اللہ کی نافرمانی کے کاموں میں کسی بھی مخلوق کی تابعداری کرنا درست نہیں ہے، لہٰذا صورتِ مسئلہ میں عورت کے حکم کی تابعداری کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ وہ عورت جسے اسلامی شعائر

---

(۷):**عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ: أنهكوا الشوارب، وأعفوا اللحی.** (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب اعفاء اللحی، ص: ١٢٦٠، رقم: ٥٨٩٣، ط، دار السلام ریاض)

(۸):**قال المحدث الکبیر الشیخ محمد زکریا الکاندھلوی نور اللہ مرقدہٗ: ولقد ذهب أصحاب المذاهب الاربعة وغیرهم أن حلق اللحیة حرام وأن حالقها آثم فاسق.** (وجوب اعفاء اللحیة، ص: ١٩)

(۹):**فی الجامع الصغیر عن عمران بن حصینؓ عن النبی ﷺ قال: لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق. وفی التنویر تحت هذا الحدیث: رمز المصنف لصحته قال الهیثمی رجال أحمد رجال الصحیح.** (التنویر شرح الجامع الصغیر، ج: ١١، ص: ١٥٧، رقم: ٩٨٨٤)

اور حضور اقدس ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت اور شکل وشباہت پسند نہ ہوتو اسے زوجہ بنا کر رکھنا ہی مناسب نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دینیہ، ج:۵، ص: ۱۰۱،۱۰۲)

داڑھی رکھنے کی وجہ سے نوکری سے نکالنے لگے تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ زید گورنمنٹ ملازم ہیں یعنی ملیڑی میں نوکری کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ملیڑی میں رہنے کے باوجود داڑھی رکھیں، مگر ان کے جو جنرل کرنل ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اگر تم داڑھی رکھو گے تو تمہیں نوکری سے نکال دیا جائے گا اور اگر زید نوکری چھوڑ دیں، تو ایسا کوئی ذریعہ نہیں ہے، جس سے اپنے بیوی بچوں کا خرچہ چلاسکیں، اس وجہ سے زید کافی مجبور ہیں۔ واضح رہے کہ زید کے تمام آفیسر کافر ہیں۔

الجواب وباللہ التوفیق: داڑھی تمام انبیاء کی سنت اور شعائر اسلام میں سے ہے، اس لئے ایک مشت داڑھی رکھنا واجب اور لازم ہے، ایک مشت سے کم کرانا یا ترشوانا قطعاً جائز نہیں ہے۔ اب رہی ملازمت کی بات کہ داڑھی رکھنے سے نوکری سے نکال دیا جائے گا، تو یہ ہندوستانی قانون کے خلاف ہے، کیونکہ ہندوستانی قانون میں ہر آدمی اپنے مذہب پر عمل کرنے میں آزاد ہے، جیسا کہ سکھوں کو داڑھی رکھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں اور جو مسلمانوں کو دھمکی دی جارہی ہے، وہ خود مسلمانوں کی ذاتی کمزوری اور غفلت کی وجہ سے ہے، اس لئے کہ مسلمان خود اپنے یونی فارم کی پابندی نہیں کرتے ہیں۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ ﷺ: عشر من الفطرۃ قص

الشارب، واعفاء اللحية الى آخره. (سنن أبو داؤد شريف، كتاب الطهارة، باب السواك من الفطرة، النسخة الهندية ١/٨، دار السلام رقم: ٥٣، صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، النسخة الهندية ١/ ٢٩، بيت الأفكار: ٢٦١، سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، باب الفطرة، النسخة الهندية ١/ ٢٥، دار السلام رقم: ٢٩٣)

وقص اللحية كان من صنع الأعاجم، وهو اليوم شعار كثير من المشركين كالأفرنج والهنود،، ومن لاخلاق له في الدين من الطائفة القلندرية. (مرقاة شرح مشكاة شريف، باب السواك، مكتبة امداديه ملتان اشرفي ٢/٤، شامي، زكريا ٣/ ٣٩٨، كراچی ٢/ ٤١٨) فقط والله سبحانه وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی قاسمیه، ج: ٢٣، ص: ٦٥٤، ط، مکتبه اشرفیه دیوبند)

داڑھی کے اس حصہ میں جہاں بال نہیں بال آنے کی نیت سے استرا پھیرنا

سوال: میری داڑھی نکلی ہے مگر درمیان میں بعض جگہ بالکل بال نہیں ہیں اس لئے بدنما اور بُرا معلوم ہوتا ہے بعض لوگوں کا تجربہ ہے کہ اگر خالی جگہ پر استرا پھیرا جائے تو بال نکل آتے ہیں اس نیت سے موضع ریش پر استرا پھیرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: موضع ریش کا بعض حصہ بالوں سے خالی ہو تو بال نکل آئیں اور ریش بھر جائے اس غرض سے خالی جگہ پر بطور علاج استرا پھیرنے میں مضائقہ نہیں لیکن اگر موضع ریش پر چھوٹے اور متفرق بال ہوں تو بڑھانے اور ملانے کی غرض سے ان بالوں کو مونڈنا درست نہ ہوگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی رحیمیہ، ج: ١٠، ص: ١١٦، ١١٧، ط، دار الاشاعت کراچی)

کافر کی ڈاڑھی مونڈنا جائز نہیں

سوال: از تذکرۃ الرشید حصہ اول ص: ۱۹۵۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارہ میں کہ مسلمان حجام کو کسی ہندو کی ڈاڑھی مونڈنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی مسلمان یا کافر کی ڈاڑھی مونڈنی درست نہیں اور نہ اس کی اُجرت لینی درست ہے۔ فقط

ایک مفتی صاحب نے فتویٰ میں یہ بات لکھی ہے کہ ہندوؤں کی ڈاڑھی مونڈنا درست ہے، کیونکہ ان کے مذہب میں ڈاڑھی کا منڈانا درست ہے، اس لئے اُجرت بھی لینی درست ہے اور مسلمان کی ڈاڑھی مونڈنا بھی درست ہے، لیکن پہلے نصیحت کردینی چاہئے۔ فقط۔

حضرت مولانا گنگوہیؒ کا فتویٰ، مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ نے ان کی سوانح عمری میں نقل کیا ہے، آپ صحیح جواب سے مستفید فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

جواب: **في الدر المختار: وجاز تعمير كنيسة وحمل خمر ذمي بنفسه أو دابته بأجر لا عصرها لقيام المعصية بعينه.** [شامی ص:۳٤٥، ج: ٥]

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا کسی کافر کے لئے شراب نچوڑنا اور اس پر اُجرت لینا درست نہیں، البتہ شراب کو اُٹھا کر لیجانا اور اس پر اُجرت لینا جائز ہے۔ کیونکہ پہلی صورت میں اُجرت اس فعل پر لی جارہی ہے جو بعینہٖ معصیت سے متعلق ہے اور دوسری صورت میں ایسا نہیں۔ اور فقہاء رحمہم اللہ نے یہ اُصول بیان فرمایا ہے کہ پہلی قسم کے فعل پر اُجرت لینا وغیرہ ناجائز اور دوسری قسم پر جائز ہے۔

اگر ہمارے زیر بحث مسئلہ پر غور کیا جائے تو یہ اُجرت لینا پہلی قسم پر ہوگا، کیونکہ ڈاڑھی مونڈنا بعینہٖ معصیت ہے اور اس میں کافر و مسلم کی تفریق بھی اسی طرح نہیں ہوگی جیسا کہ شراب کے مسئلہ میں نہیں ہے، چنانچہ ڈاڑھی مونڈنا اور اس پر اُجرت لینا بہر صورت ناجائز ہے، خواہ کافر کی ڈاڑھی مونڈی جائے یا مسلم کی۔

اور یہ کہنا کہ کیونکہ یہ فعل کفار کے مذہب میں جائز ہے، اس لئے اس کی اعانت اور اس پر اُجرت لینا جائز ہوگا، بایں وجہ صحیح نہیں کہ اگر ایسا ہی ہے تو شراب نچوڑنا اور اس پر اُجرت لینا بھی جائز ہونا چاہئے، جب وہ جائز نہیں ہے تو یہ بھی جائز نہیں ہوگا۔

اور یہ کہنا تو بالکل ہی بے اصل و بنیاد اور غلط ہے کہ مسلمان کی ڈاڑھی مونڈنا بھی جائز ہے، اس لئے کہ تمام فقہاء نے استیجار علی المعاصی اور اُجرت علی المعصیۃ کو ناجائز لکھا ہے، مثال کے طور پر درمختار کی یہ عبارت ملاحظہ ہو:

لاتصح الاجارة لعسب التيس ولا لأجل المعاصي مثل الغناء والنوح والملاهي الخ [ص: ۴۰۱ ج: ۵]. (فتاوی عثمانی، ج: ٤، ص: ٤٢٣ تا ٣٢٥، ط، مکتبہ معارف القرآن کراچی)

علاج کے لئے داڑھی صاف کرنا

سوال: ایک شخص ہے جس کی داڑھی میں روگ لگ گیا ہے جس کا کافی علاج بھی کیا گیا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہے۔ نیز ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ داڑھی صاف کردیجئے، اس کے بعد آپ کا علاج کامیاب ہوجائے گا۔ کیا ایسی صورت میں داڑھی صاف کرانا شرعاً جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً: امراض کے علاج کے لئے جب کوئی جائز دوا مفید نہ ہوتو مجبوراً نجس اور حرام دوا کے استعمال کی بھی اجازت ہے جب کہ تجربہ کار اور دیندار معالج تجویز کردے کہ شفا حرام چیز سے ہی ہوسکتی ہے۔ اسی طرح اگر بغیر داڑھی صاف کرائے صحت نہیں ہوسکتی تو مجبوراً تحصیل صحت کے لئے اس کی گنجائش ہے(۱۰)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج:۱۹،ص:۴۱۶)

بضرورتِ جہاد ڈاڑھی مُنڈانا جائز نہیں

سوال: جب کوئی شخص جہاد پر جائے تو اس کے لئے ڈاڑھی مُنڈوانا جائز ہے یا نہیں؟ جہاد کے لئے جو راستہ ہے وہاں کفار ہیں، بغیر ڈاڑھی والے کو چھوڑتے ہیں اور ڈاڑھی والے کو قتل کرتے ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب باسم ملہم الصواب: ڈاڑھی مُنڈانا حرام ہے، جہاد کی ضرورت سے فعلِ حرام کا ارتکاب جائز نہیں، بلکہ ایسے موقع میں تو گناہوں سے بچنے اور استغفار کی زیادہ تاکید ہے، **قال اللّٰہ تعالیٰ وان تصبروا وتتقوا لایضرکم کیدھم شیئاً، وقال حکایةً عن الربیین الذین کانوا یقاتلون مع نبیھم، ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین،** اس آیت کے

---

(۱۰):**فی الدرالمختار: وجوزہ فی النہایة بمحرم اذا أخبرہ طبیب مسلم أن فیہ شفاء ولم یجد مباحاً یقوم مقامہ.** (الدرالمحتار مع ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ج: ۹، ص: ۵۵۸، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

مضمون کی ترتیب میں اس پر دلالت ہے کہ جس طرح نصرت ثباتِ اقدام پر موقوف ہے اسی طرح ثباتِ اقدام گناہوں سے توبہ واستغفار پر موقوف ہے، **وقال رسول اللہ ﷺ فانه لایدرک ما عند اللّٰہ الا بطاعته، فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم.** (احسن الفتاوی، ج:٦،ص:١٧،١٨، ط،سعید)

فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب نور اللہ مرقدہٗ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: ایک شخص یا کئی ہوں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم داڑھی کیوں منڈاتے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ: ہم مجاہدین ہیں، اگر تم کو یقین نہ ہو تو تم لیجا کر دیکھ لو، ہم کرنے کے لئے تیار ہیں یا نہیں؟ اس سے معلوم ہوا کہ مجاہدین کے واسطے داڑھی منڈانا جائز ہے تو کیا حضور ﷺ نے کسی وقت مجاہدین کو داڑھی منڈانے کے لئے فرمایا تھا یا نہیں؟ اگر فرمایا تھا تو کسی خاص مصلحت سے یا عام، اگر کسی خاص مصلحت سے فرمایا ہو، یا کسی وجہ سے فرمایا ہو تو اگر وہ وجہ اس وقت بھی پائی جائے تو داڑھی منڈانا جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر حضور نے نہیں فرمایا تو اس کی کیا اصلیت ہے وہ کیوں کہتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: انہیں سے پوچھو کہ ڈاڑھی منڈانے کی اجازت مجاہدین کے لئے کس دلیل سے ثابت ہے، حدیث شریف میں تو داڑھی منڈانے کی ممانعت عام ہے۔ پھر مجاہدین کو کس دلیل سے مستثنیٰ کرتے ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج:١٩، ٤١٦، ٤١٧)

''مجھے داڑھی کے نام سے نفرت ہے'' کہنے والے کا شرعی حکم

سوال: میں ایک تقریب میں گیا تھا، وہاں ایک لڑکی کے رشتے کی بابت باتیں ہورہی تھیں، لڑکی کی والدہ نے فرمایا کہ: ''یہ رشتہ مجھے منظور نہیں ہے، اس لئے کہ لڑکے کے داڑھی ہے۔'' جب یہ کہا گیا کہ لڑکا آفیسر گریڈ کا ہے، تعلیم یافتہ ہے اور داڑھی تو اور بھی اچھی چیز ہے ہے، اس زمانے میں راغب بہ اسلام ہے۔ تو فرمایا کہ: ''مجھے داڑھی کے نام سے نفرت ہے'' آپ فرمائیں کہ داڑھی کی یہ تضحیک کہاں تک درست ہے؟ کیا ایسا کہنے والا گناہگار نہیں ہوا؟ اور اگر ہوا تو اس کا کفارہ کیا ہے اور گناہ کا درجہ کیا ہے؟

جواب: داڑھی آنحضرت ﷺ کی سنت ہے، آنحضرت ﷺ نے اس کے رکھنے کا حکم فرمایا (۱۱)۔ داڑھی منڈے کے لئے ہلاکت کی بددُعا فرمائی اور اس کی شکل دیکھنا گوارا نہیں فرمایا (۱۲)۔ اس لئے داڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے اور اس کا منڈانا ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں اس کا کاٹنا تمام ائمہ دین کے نزدیک حرام ہے۔

---

(۱۱): **عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: أنهكوا الشوارب، وأعفوا اللحى.** (صحيح البخاری، کتاب اللباس، باب اعفاء اللحی، ص: ١٢٦٠، رقم: ٥٨٩٣، ط، دار السلام رياض)

(۱۲): **عن زيد بن أبي حبيب قال: ....فكره النظر اليهما وقال ويلكما من أمر كما بهذا؟ قالا أمرنا ربنا ـ يعنيان كسرى ـ فقال رسول الله ﷺ ولكن ربي أمرني باعفاء لحيتي وقص شاربي...الخ.** (البداية والنهاية، ج: ٣، ص: ٢٦٩، ٢٧٠، ط، مكتبه المعارف بيروت)

جو مسلمان یہ کہے کہ: ''مجھے فلاں شرعی حکم سے نفرت ہے'' وہ مسلمان نہیں رہا، کافر مرتد بن جاتا ہے(۱۳)۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل سے نفرت کرے وہ مسلمان کیسے رہ سکتا ہے؟ یہ خاتون کسی داڑھی والے کو اپنی لڑکی دے یا نہ دے، مگر اس پر کفر سے توبہ کرنا اور ایمان کی اور نکاح تجدید کرنا لازم ہے(۱۴)۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۸،ص:۲۹۱،۲۹۲،ط، مکتبہ لدھیانوی)

داڑھی نوچنے والے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جھگڑے میں ایک

---

(۱۳):**فی البزازية: والحاصل انه اذا استخف بسنة أو حديث من أحاديثه عليه السلام كفر.** (الفتاوى البزازيه، على هامش الفتاوى العالمكيريه، كتاب ألفاظ تكون اسلاماً أو كفراً، الفصل الثانى، النوع الثالث فى الأنبياء، ج: ٦، ص: ٣٢٨)

وفى الفتاوى التاتارخانية: من لم يقر ببعض الأنبياء عليهم السلام أو عاب نبيا بشيء أو لم يرض بسنة من سنن المرسلين عليهم السلام فقد كفر. (الفتاوى التاتارخانيه، كتاب أحكام المرتدين، الفصل السابع: فيما يعود الى الأنبياء عليهم السلام، ج:٧، ص:٣٠٥، ط، مكتبة زكريا، بديوبند، الهند)

(۱۴):**فى الدرالمختار: وفى شرح الوهبانية للشرنبلالى: مايكون كفراً اتفاقاً: يبطل العمل والنكاح وأولاده أولاد زنا، وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح.** (الدرالمختار مع الشامى، كتاب الجهاد، باب المرتد، ج: ٦، ص: ٣٩٠، ٣٩١، ط، دار عالم الكتب رياض)

فریق نے دوسرے فریق کی ڈاڑھی نوچی، کیا ڈاڑھی نوچنے سے وہ فریق اسلام سے خارج ہوگیا، جب کہ ڈاڑھی نوچنے والے کی نیت بے ادبی کی نہیں تھی، اور ایسا کرنے کے بعد اس سے توبہ کرلی، نیز کیا ڈاڑھی نوچنے والے کا نکاح ختم ہوگیا یا باقی ہے؟ بینوا توجروا (نوٹ) کہ ابھی تک رخصتی بھی نہیں ہوئی۔

الجواب باسم الملک الوھاب: ڈاڑھی شعائر اسلام میں سے ہے، اس کی توہین کرنا کفر ہے، لیکن مذکورہ صورت میں چونکہ اس کی نیت توہین کی نہیں تھی اس لیے اس سے کفر لازم نہیں آئے گا، لیکن یہ گناہ کبیرہ میں داخل ہے اس لیے اب توبہ کرنے کے بعد آئندہ اس قسم کے فعل سے مکمل اجتناب کریں، اور شخص مذکورہ کا نکاح بدستور قائم ہے، اس کا اعلانیہ توبہ تائب ہونا لازم ہے۔

البتہ اگر جرم اعلانیہ کیا ہو تو توبہ اعلانیہ لازم ہے اگر جرم اعلانیہ نہیں کیا تو توبہ اعلانیہ ضروری نہیں ہے۔

”والاستهزاء بشئ من الشرائع كفر“....... (الدر على هامش الرد: ٤/٤١٩)

”قوله لو عامد غير مستخف فلو غير عامد فلا اساء ة ايضا بل تندب اعادة الصلاة كما قدمناه فى اول بحث الواجبات ولو مستخفا كفر لما فى النهر عن البزازية لو لم ير السنة حقا كفر لانه استخفاف اه“.

”ووجهه ان السنة احد الاحكام الشرعية المتفق على مشروعيتها عند علماء الدين فاذا انكر ذلك و لم يرها شيئاً ثابتاً ومعتبراً

فی الدین یکون قد استخف بها و استهانها وذلک کفر تامل".....
(فتاوی شامی: ۳۵۰/ ۱)

"ثم ان کانت نیة القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فهو مسلم وان کانت نیة الوجه الذی یوجب التکفیر لاتنفعه فتوی المفتی ویومر بالتوبة والرجوع عن ذلک وبتجدید النکاح بینه وبین امرء ته کذا فی المحیط". (فتاوی الهندیة: ۲۸۳/ ۲)۔ (ارشاد المفتین، ج: ۲، ص: ۱۹۰، ط، مکتبة الحسن لاهور)

سر یا داڑھی پر مہندی ہو تو وضو کا حکم

سوال: کوئی شخص سر یا داڑھی پر مہندی کا استعمال کرتا ہے، مہندی خشک ہو جانے کے بعد اس کو دھو کر اُتارنے سے پہلے کیا صرف وضو کر کے نماز ادا کر سکتا ہے یا پہلے مہندی کو بھی دھو کر صاف کر لے؟

جواب: وضو صحیح ہونے کے لئے مہندی کا اُتارنا ضروری ہے(۱۵)۔(آپ کے مسائل اوران کا حل، ج:۳، ص:۹۳، ط، مکتبہ لدھیانوی کراچی)

داڑھی کے غسل اور خلال کے بارے میں قولِ فیصل

سوال: خلال یا غسلِ لحیہ کا حکم شرعی کیا ہے، پہلے تو یہ سنا یا پڑھا تھا کہ داڑھی

---

(۱۵):**فی الهندیة: والخضاب اذا تجسد ویبس یمنع تمام الوضوء والغسل**. (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الطهارة، الباب الاول فی الوضوء، ج: ۱، ص: ٤)

گھنی ہوتو صرف خلال مسنون ہے ورنہ جہاں سے چہرہ کی کھال نظر آئے اس کا دھونا فرض ہے، دریافت کرنے پر ایک سابق مفتی دیو بند نے اس کا طریقہ اس طرح دکھا کر سمجھایا تھا کہ چہرہ دھوتے ہوئے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں نیچے کی جانب سے داڑھی میں داخل کرکے خلال کیا جائے۔

پھر ایک عالم مدرس نے بتایا کہ ایک چلو میں پانی لے کر نیچے سے داخل کیا جائے، اور بعض لوگوں نے غسلِ لحیہ کو ضروری کہا۔

پھر ایک بڑے عالم نے کہا کہ امام اعظمؒ کے اس بارے میں آٹھ قول منقول ہیں اور کنز میں گھنی داڑھی کا خلال اور غیر گھنی کا غسل جو لکھا ہے یہ تسامح ہے بلکہ بہر صورت غسلِ لحیہ ہی ضروری ہے، بحرالرائق میں یہی لکھا گیا ہے۔

ان مختلف جوابات سے تردد واقع ہوگیا، مہربانی فرما کر تشفی بخش جواب دیں۔

الجواب: (۱): لحیہ کثیر کا دھونا فرض ہے لیکن یہ سارے بالوں کے بارے میں نہیں بلکہ یہ صرف شعر غیر مسترسل کے متعلق ہے، صاحبِ بحر مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں۔

وهذا كله في غير المسترسل واما المسترسل فلايجب غسله ولا مسحه لكن ذكر في منية المصلي انه سنة. [بحر الرائق: ج: ١، ص: ١٦]

(۲): جو داڑھی کچھ گھنی اور کچھ خفیفہ ہو اس کا حکم یہ معلوم ہوتا ہے کہ کثہ کے نیچے کا دھونا فرض نہیں اور خفیفہ والے حصے کے نیچے کا دھونا فرض ہے کیونکہ سقوطِ غسل کی علت جزم الاستتار بالشعر ہے۔

كـمـا في الدرالمختار والشامية: وفي البرهان يجب غسل بشرة لـم يستـرهـا الشـعـر اهـ. وفـي الشامية تحته اما المستورة ساقط غسلها للحرج. [ج: ١، ص: ٩٤]

الحاصل لحیہ کثہ کے بارے میں صحیح اور مفتیٰ بہ یہی قول ہے کہ اس کا دھونا فرض ہے اور باطن وداخل کا خلال سنت ہے۔کمافی المعتبر ات۔فقط واللہ اعلم۔(خیرالفتاوی، ج:۲، ص:۵۶، ۵۷، ط، مکتبہ امدادیہ ملتان)

داڑھی میں خلال کا طریقہ

سوال: ڈاڑھی میں خلال کس طرح کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً: داہنے ہاتھ کو سیدھا کر کے ٹھوڑی کے نیچے سے داڑھی میں داخل کردیا جائے، اسی طرح دہنی اور بائیں سمت میں اندر سے داخل کر کے باہر کی طرف کو ہاتھ لایا جاوے۔(فتاوی محمودیہ، ج:۵،ص:۵۰)

غسل کے دوران ڈاڑھی اوراس کے نیچے دھونے کا حکم

غسلِ جنابت کرتے وقت ڈاڑھی اور ریش بچہ کے سارے بالوں اوران کے نیچے جلد تک پانی پہنچانا ضروری ہے، چاہے ڈاڑھی گھنی ہو یا ہلکی (۱۶)۔(ڈاڑھی کا شرعی حکم،ص:۲۵۳، ط، ادارہ غفران راولپنڈی)

---

(۱۶):فـي الـمـوسـوعة الفقهية: يجب في الغسل من الجنابة عند جـمهـور الـفـقـهـاء غسـل البشـرة تحت اللحية سواء كان الشعر كثيفاً أو خـفـيـفاً، وذلـك لما روى عن علي رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: من=

تیمّم میں ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرنے کا حکم

تیمّم میں چہرے پر ہاتھ پھیرتے وقت چہرے کی حدود میں واقع (نہ کہ چہرہ کی حدود سے باہر) ڈاڑھی کے اوپر کی سطح کے تمام بالوں پر ہاتھ پھیرنا ضروری ہے، اور تیمّم میں ڈاڑھی کے بالوں پر ہاتھ پھیرنا اس کے نیچے کی جلد اور اندر چھپے ہوئے بالوں پر ہاتھ پھیرنے کی طرح ہے، اور تیمّم میں ڈاڑھی کے بالوں میں خلال کرنے کی ضرورت نہیں ہے(۱۷)۔(ڈاڑھی کا شرعی حکم،ص:۲۵۵،ط،ادارہ غفران راولپنڈی)

ڈاڑھی کٹانے والے کی اذان واقامت مکروہ تحریمی ہے

سوال: ڈاڑھی منڈے انگریزی بال رکھنے والے کی اذان وامامت درست

=**ترک موضع شعرة من جنابة لم يغسلها فعل به كذا وكذا من النار قال علی: فمن ثم عاديت شعری، وكان يجز شعره، ولحديث أبی هريرةؓ أن النبیﷺ قال: ان تحت كل شعرة جنابة فاغسلوا الشعر، وأنقوا البشر.** (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج: ۳۵، ص: ۲۳۰،۲۳۱، مادة لحية، غسل اللحية فی الغسل من الجنابة)

(۱۷):**فی الموسوعة الفقهية:يحب فی التيمم مسح اللحية مع مسح الوجه عند جميع الفقهاء، فيمسح علی ظاهر الشعر سواء كان الشعر خفيفاً أو كثيفاً، فلايحب ولايندب ايصال التراب الی الشعر الباطن ولا الی البشرة لعسره، ولأن المسح مبنی علی التخفيف.** (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج: ۳۵، ص: ۲۳۱، مادة لحية، مسح اللحية فی التيمم)

ہے یا نہیں؟

الجواب باسم ملہم الصواب: ڈاڑھی منڈانے یا کترانے والا اور انگریزی بال رکھنے والا فاسق ہے، اس لئے اس کی اذان واقامت مکروہ تحریمی ہے، اس کی اذان کا اعادہ مستحب ہے اقامت کا نہیں، **قال فی التنویر ویکرہ اذان جنب واقامۃ محدث لا اذانہ وامرأۃ وفاسق (الی قولہ) ویعاد اذان جنب لا اقامتہ وفی الشرح ندباً وفی الحاشیۃ زاد القھستانی والفاجر الخ.** (ردالمحتار، ص ۳۶۵ ج ۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (احسن الفتاوی، ج: ۲، ص: ۲۸۷، ۲۸۸، ط، سعید)

ڈاڑھی منڈے اور انگریزی بال والے کی امامت

سوال: انگریزی بال جس کے ہوں اس کے پیچھے نماز یا تراویح اور بوجہ داڑھی مونڈنے کے نماز یا تراویح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اس سے بہتر نماز پڑھانے والا موجود ہو: **"وکرہ امامۃ العبد والأعرابی والفاسق". بحر:** ۱/ ۳۴۸. فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج:۶، ص:۱۲۸)

داڑھی کٹانے والے حافظ کے پیچھے تراویح

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: اکثر مساجد میں یہ ہدایات تحریراً دیکھنے میں آئی ہیں کہ اگر کوئی امام داڑھی کترواتا یا منڈواتا ہے، تو اس کے پیچھے نہ اقامت جائز نہ امامت جائز، نہ موذن کا ہونا جائز، ایسے

اماموں کی قیادت میں نماز کا ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے، اس مسئلہ پر تمام ہی عقائد کے مفتیان حضرات کا متفقہ فیصلہ ہے، مگر رمضان المبارک کے موقع پر اکثر حافظ حضرات ایسے دیکھنے کو ملتے ہیں جو اکثر تو روزہ ہی نہیں رکھتے اور نماز کے بھی پابند نہیں ہوتے اور اکثر داڑھی منڈواتے اور کترواتے ہیں، منڈوانے والے حضرات صرف رمضان المبارک کے موقع پر فیرنچ کش بہت باریک داڑھی رکھ لیا کرتے ہیں، شرعی صوم وصلاۃ کے پابند حضرات بہت کم دستیاب ہوتے ہیں، ایسے دور میں رمضان المبارک کے واسطے حافظ حضرات کا انتظام کیسے کیا جائے؟ کیا اگر صحیح حافظ دستیاب نہ ہو تو رمضان المبارک کے موقع پر ایسے حافظ سے تراویح میں کلام پاک سنا جائے یا نہیں؟

الجواب وباللہ التوفیق: داڑھی منڈانے والے حافظ کے پیچھے تراویح یا فرض نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر باشرع متبع شریعت حافظ میسر نہ ہو تو کسی متبع شریعت غیر حافظ کے پیچھے ''الم ترکیف'' سے تراویح پڑھ لیا کریں۔ [مستفاد: احسن الفتاوی ۵۱۸/۳، ایضاح المسائل ۲۸]

وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتهم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للامامة تعظيمه ـ الى ـ بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديم كراهة تحريم، لما ذكرنا. (شامي، كتاب الصلاة، باب الامامة، كراچی ۱/ ٥٦٠، زكريا ۲/ ۲۹۹)

كون الكراهة في الفاسق تحريمية. (طحطاوي على المراقي، الصلاة، فصل في بيان الأحق بالامامة، دار الكتاب ديوبند ۳۰۳) فقط والله

سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی قاسمیہ، ج: ۸، ص: ۳۱۸، ۳۱۹، ط، مکتبہ اشرفیہ دیوبند)

داڑھی منڈے کا عید کا خطبہ

سوال: ہمارے یہاں عیدین کا خطبہ وکیل صاحب پڑھتے ہیں جن کی داڑھی مونچھ صاف ہے، نماز دوسرے حافظ صاحب پڑھاتے ہیں، دعاء تیسرے وکیل صاحب کراتے ہیں۔ تو یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ وکیل صاحب داڑھی کے سلسلہ میں کہتے ہیں کہ خطبہ کے لئے داڑھی کی کوئی قید نہیں ہے، اگر رکھنی ہی ہوگی تو ہم موسمی داڑھی رکھ لیں گے، یعنی خطبہ کے ایک ہفتہ پہلے رکھ لیں گے۔ سوال یہ ہے کہ اس طرح نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً: اچھی بات تو یہ ہے کہ نماز اور خطبہ دونوں کام ایک شخص انجام دے اگرچہ دونوں کام دو آدمیوں کے کرنے سے بھی ادا ہو جائیں گے (۱۸)۔ وکیل صاحب حضرت رسول مقبول ﷺ کا حکم مان کر شرعی داڑھی رکھ لیں تو بڑے اجر کے مستحق ہوں گے، موسمی داڑھی کی کوئی قدر و قیمت نہیں بلکہ یہ تو شریعت کے ساتھ فریب کاری ہے

---

(۱۸):في الدر المختار: لاينبغي أن يصلي غير الخطيب لأنهما كشيئ واحد فان فعل بأن خطب صبي باذن السلطان صلى بالغ جاز.

(الدرالمختار، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص: ۱۱۱، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان/ بحر الرائق، باب صلاة الجمعة، ج: ۲، ص: ۲۵۸، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

کہ خطبہ پڑھنے کی خاطر رکھی گئی ہے تاکہ لوگ اعتراض نہ کریں، کام وہ مقبول ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کے لئے ہو (۱۹)۔

دعاء کے لئے تو کسی خاص شخص کی ضرورت ہی نہیں ہے، ہر شخص اپنی اپنی دعاء جس طرح پنجگانہ نماز کے بعد مانگتا ہے اسی طرح عید کی نماز کے بعد مانگ لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج:۶، ص:۱۳۰، ۱۳۱)

داڑھی منڈانے والے کے فتوے کی شرعی حیثیت

سوال: آج کل ٹی وی پر ماڈرن قسم کے مولوی فتوے دیتے ہیں، یعنی ایسے مولوی جو کلین شیو کر کے پینٹ پہن کر ٹی وی پر آتے ہیں اور لوگوں کے مسائل کے جوابات دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے فتوے پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: داڑھی منڈانے والا فاسق ہے، اور فاسق کی خبر دُنیوی معاملات میں بھی قابل اعتماد نہیں، دینی اُمور میں کیونکر ہو گی؟ (۲۰)۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۸، ص:۳۰۲، ط، مکتبہ لدھیانوی)

---

(۱۹): عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِاِمْرِءٍ مَّانَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَّتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ. [متفق عليه]۔ (مشكوة المصابيح، ص:۱۱، ط، قديمى كتب خانه كراچى)

(۲۰): في الهندية: اتفقوا على أن الاعلان بكبيرة يمنع الشهادة=

نائی (حجام) کو دوکان کرایہ پر دینے کا حکم

سوال: کیا کسی نائی (حجام) کو دوکان وغیرہ کرایہ پر دینا جائز ہے؟ جبکہ یہ لوگوں کی داڑھی مونڈتے اور بال یہودیوں کی طرح بناتے ہیں، حالانکہ ارشاد قرآنی ہے: ''ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان''.. الخ (یعنی گناہ کے کاموں میں کسی سے تعاون نہ کرو) اس لحاظ سے کسی نائی (حجام) کو دوکان وغیرہ کرایہ پر دینے والا تعاون علی المعصیت کا مرتکب تو نہیں ہوگا؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب: حجامت کا پیشہ ایک ضروری عمل ہے، اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں، لیکن اس میں شرعی حدود وقیود کا لحاظ رکھنا انتہائی ضروری ہے، اگر اس میں خلافِ شرع عمل کیا جائے تو اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی ناجائز ہوجاتی ہے۔ اسی طرح اس کام (حجامت وغیرہ) کے لیے دوکان یا مکان کرایہ پر دینا بھی تعاون علی المعصیت ہے جو بنصِ قرآنی حرام ہے۔ لہٰذا خلافِ شرع حجامت بنانے والے نائی (حجام) کو مکان یا دوکان کرایہ پر دینا صحیح نہیں اور نہ اس کی آمدنی درست ہے۔ (فتاوی حقانیہ، ج:٦، ص:٢٧٧، ط، مکتبہ سید احمد شہید اکوڑہ خٹک)

=وفی الصغائر ان کان معلناً بنوع فسق مستشنع یسمیه الناس بذالک فاسقاً مطلقاً لاتقبل شهادته والأصح أن شهادته لاتقبل کذا فی الکافی.

(الفتاوی العالمکیریة، کتاب الشهادات، الباب الرابع فیمن تقبل شهادته ومن لاتقبل، الفصل الثانی فیمن لاتقبل شهادته لفسقه، ج: ٣، ص: ٤٦٦)

داڑھی مونڈے کا پیشہ اور اس کی اُجرت

حجام اور نائی کا کام بلاشبہ جائز اور حلال ہے۔ اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے بال مونڈنا یا چھوٹے کرانا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

محلقین رؤسکم و مقصرین. [الفتح: ٢٧]

تم اپنے سر کے بالوں کو مونڈنے والے ہو اور چھوٹا کرنے والے۔

لیکن داڑھی مونڈنے کا پیشہ کرنا اور اس کی اجرت لینا حرام ہے، کیوں کہ جب داڑھی کا مونڈنا حرام ہے، تو اس کا مونڈنے کی اجرت لینا کیسے جائز ہو سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان. [المائدۃ: ٢]

اور گناہ اور زیادتی کے کاموں کی مددمت کرو۔ (داڑھی کے مسائل کتاب وسنت کی روشنی میں، ص: ٨٧، ٨٨، ط، دار العلم ممبئی)

شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا مفتی احمد خانپوری صاحب ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

''داڑھی منڈانا اور ایک مشت سے کم کتروانا حرام ہے، اس لیے اس فعل کی اُجرت بھی جائز نہیں، البتہ اس کے علاوہ دوسرے جائز طریقوں سے حاصل کردہ آمدنی حلال ہے''۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (محمود الفتاوی، ج:٦، ص: ٣٢٨، ط، مکتبہ محمودیہ، گجرات/ ڈاڑھی ایک اسلامی شعار، ص: ٢٧، ط، میمن اسلامک پبلشرز کراچی/ ڈاڑھی کا شرعی حکم، ص: ٢٢٢، ط، ادارہ غفران راولپنڈی)

ڈاڑھی کے وجوب سے انکار کرنا، کسی کی ڈاڑھی جبراً منڈوانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کہ زید نے ڈاڑھی رکھی اور اس پر عرصہ دارز گزر گیا زید کی شادی کا وقت قریب آیا تو عمرو اور بکر نے اس کو ڈاڑھی منڈوانے کے متعلق کہا اس نے جواب دیا کہ میں نے سنت رسول پر عمل کیا اور میں ایسا عمل کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوں لیکن جب اس کو عمرو اور بکر نے بہت تنگ کیا تو اس نے شادی کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں ایسی شادی کرنے سے ویسے ہی اچھا ہوں کہ جس شادی میں سنت رسول کا ترک لازم آتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ کوئی سنت نہیں ہے۔ ہم جبراً منڈوا دیں گے۔ الغرض بکر وعمرو خود تو ڈاڑھی منڈاتے ہی تھے انہوں نے زید کو زمین پر گرا کر اس کو پکڑ لیا اور حجام نے آکر اس کی ڈاڑھی مونڈ دی۔ اب بکر وعمرو نے جو فعل کیا ہے شریعت میں اس کا کیا حکم ہے۔ آیا وہ دائرہ دین سے خارج ہیں یا داخل ہیں۔ اگر خارج ہوئے تو کیوں اگر داخل ہیں تو شریعت کی رُو سے ان کی سزا کیا ہے جو بھی حکم شرع ہوگا اس پر اہلیان انشاء اللہ تعالیٰ عمل پیرا ہوں گے۔

الجواب: ڈاڑھی بڑھانا تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی سنت ہے۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہے نیز حضور ﷺ **اوفروا اللحی او ارخوا اللحی او اعفوا اللحی** جیسے مختلف الفاظ میں اس کے بڑھانے کا امر بھی کر دیا ہے۔ حضور ﷺ اور جملہ انبیاء علیہم السلام کی دائمی سنت اور معمول اور اس پر قولی امر اس سے علمائے اصول کے قواعد کے تحت ثابت ہوتا ہے کہ ڈاڑھی رکھنی واجب ہے اور اس پر عمل نہ کرنے والا فاسق مردود الشہادۃ ہے۔ پھر حضور ﷺ اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا ڈاڑھی رکھنا متواتر ثابت ہے۔

کوئی بھی شخص جب سنت متواتر کی سنت سے انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔لہٰذا ضروری ہے کہ دونوں شخص مسئول عنہما توبہ کریں اوراس کے ساتھ ساتھ تجدید نکاح بھی کریں۔استخفاف اوراہانت سنت کا موجب کفر ہونا تمام کتب میں مصرح ہے۔انہوں نے یقیناً استخفاف سنت کیا ہے(۲۱)۔واللہ اعلم بالصواب۔(فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۱۰،ص: ۳۰۵،۳۰۶،ط،اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور)

---

(۲۱):**فی البزازية: والحاصل انه اذا استخف بسنة أو حديث من أحاديثه عليه السلام كفر.** (الفتاوى البزازيه، على هامش الفتاوى العالمكيريه، كتاب ألفاظ تكون اسلاماً أو كفراً، الفصل الثانى، النوع الثالث فى الأنبياء، ج: ٦، ص: ٣٢٨)

وفى الفتاوى التاتارخانية: من لم يقر ببعض الأنبياء عليهم السلام أو عاب نبيا بشيء أو لم يرض بسنة من سنن المرسلين عليهم السلام فقد كفر. (الفتاوى التاتارخانيه، كتاب أحكام المرتدين، الفصل السابع: فيما يعود الى الأنبياء عليهم السلام، ج:٧،ص:٣٠٥، ط، مكتبة زكريا، بديوبند، الهند)

(وكذا فى الفتاوى العالمكيرية، الباب التاسع فى أحكام المرتدين، موجبات الكفر انواع، منها مايتعلق بالعلم والعلماء، ج: ٢، ص: ٢٧١)

(وكذا فى مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر، كتاب السير والجهاد، باب المرتد، ج: ٢، ص: ٥٠٦، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

(وكذا فى المحيط البرهانى، كتاب السير، فصل فى مسائل المرتدين وأحكامهم، نوع آخر فيما يعود الى الانبياء، ج: ٥، ص: ٢٣٥،ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

داڑھی کے بال توڑ کر پھینکنے کی حکمت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ ہمارے یہاں ایک رواج ہے کہ اگر داڑھی کا کوئی بال ٹوٹتا ہے، یا گرتا ہے تو اس کو توڑ کر پھینکتے ہیں، معلوم یہ کرنا ہے کہ داڑھی کے بال کا توڑ کر ایک طرف ڈالنا یہ شرعاً کوئی بات ہے یا ویسے عوامی رواج ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق: بخاری شریف میں ایک روایت کئی جگہ موجود ہے حضور ﷺ کو جو جادو کیا گیا تھا، وہ بالوں میں گرہ لگا کر کیا گیا تھا اور داڑھی کے بال چونکہ لمبے ہوتے ہیں، ان میں گرہ لگانا آسان ہوتا ہے، اس لئے جو لوگ داڑھی کے بال گرنے کے بعد اسے توڑ کر چھوڑ دیتے ہیں، شاید اسی وجہ سے کرتے ہوں گے کہ کسی دشمن کے ہاتھ نہ لگ سکے، اور اگر داڑھی کے بال توڑ کر ایک طرف ڈالنے والوں کا مقصد کوئی دوسرا ہے، تو وہی بتائیں گے، ہم کو معلوم نہیں کہ ان کا کیا مقصد ہے؟

عن عائشةؓ كان رسول الله ﷺ سحر حتى كان يرىٰ أنه يأتي النساء، ولا يأتيهن.... و قال من طبه قال لبيد بن الأعصم رجل من بني زريق حليف ليهود، كان منافقاً، قال: وفيم، قال في مشط ومشاقة قال فأين؟ قال: في جف طلعة ذكر تحت رعوفة في بئر ذى أروان. (بخاری شریف، کتاب الطب، باب هل يستخرج السحر ٢/ ٨٥٨، رقم: ٥٥٤٠، ف: ٥٧٦٥)۔ فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی قاسمیه، ج: ٢٣، ص: ٦٤٩، ط، مکتبه اشرفیه دیوبند)

ہر داڑھی والے کو مولانا کہنے کا حکم

سوال: آجکل ہمارے ہاں دستور ہو گیا ہے کہ جس کے چہرے پر تھوڑی بہت داڑھی کے بال ہوں اس کو مولانا کہہ دیا جاتا ہے اسی لقب کے ساتھ اس کو پکارا جاتا ہے شرعی مسئلہ بھی بعض دفعہ اس سے پوچھا جاتا ہے اس سے کوئی غلط کام سرزد ہو جائے تو اس کو بنیاد بنا کر علماء کو بدنام کیا جاتا ہے کیا شرعاً ہر کسی کو مولانا کہنا جائز ہے؟

جواب: مولانا، مولوی، مُلاّ، یہ انتہائی ادب کے الفاظ ہیں۔ ان اشخاص کے لئے بولے جاتے ہیں جنہوں نے ماہر اساتذہ کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کر کے ایک معتد بہ وقت گذار کر علوم نبویہ سے اپنے آپ کو آراستہ کیا ہو، قرآن وحدیث سے واقفیت اور احکام شرع سے ممارست حاصل کر لی ہو۔

ہر کس وناکس کو مولوی مولانا کا خطاب دینا، دینی مسائل کیلئے ان کی طرف رجوع کرنا ان کے اقوال وافعال کو سند بنانا یہ گمراہی کا ایک خطرناک دروازہ کھولنا ہے اس لئے ہر کسی کو مولانا کہنا جائز نہیں ہے۔

دین کے معاملات میں ہر کس وناکس کو مقتدا بنانا، ان پر اعتماد کرنا بھی جائز نہیں اس سے احتیاط کرنا نہایت ضروری ہے۔ پھر کسی ایک کی غلطی پر بلاوجہ علماء کی جماعت کو بدنام کرنا علماء اور شریعت کی توہین کرنا اور علماء کو سب شتم کرنا آدمی کو کفر تک پہنچا دیتا ہے **لما فی العالمگیریة: ویخاف علیه الکفر اذا شتم عالماً او فقیها من غیر سبب الخ.**

اسی طرح جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری صورت شریعتِ مطہرہ کے مطابق

بنانے کی توفیق دی ہے، ان کو بھی چاہئے کہ شریعت کے بقیہ احکام پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں۔ دینی مسائل کو محقق و ماہر علماء کرام سے معلوم کرتے رہیں، اگر کوئی دین کی بات پوچھے تو از خود جواب دینے کی بجائے علماء کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیں یا کسی ماہر مفتی سے پوچھ کر تب جواب دیں کہ فلاں مفتی صاحب نے اس مسئلہ کا حکم یہ بتایا ہے، خود سے جواب نہ دیں اور نہ ہی دوسروں کے کہنے کیوجہ سے اپنے کو مولانا سمجھیں۔ (داڑھی اور بالوں کے احکام، ص: ۳۵ تا ۳۷، ط، مکتبہ عمر فاروق کراچی)

داڑھی کنگھی کرنے کے متعلق توہمات

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ایک شخص داڑھی کے خشک بالوں میں کنگھی کرتا ہے تو وہ مفلس ہو جاتا ہے اور کھڑے ہو کر داڑھی میں کنگھی کرنے سے انسان مفروض ہو جاتا ہے۔ برائے مہربانی اس کے متعلق آگاہ فرمائیں۔

الجواب وباللہ التوفیق: داڑھی کو اسلام کے شعائر میں داخل ہونے کے ساتھ ساتھ مرد کی خوبصورتی اور جمال کا سبب بھی قرار دیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ داڑھی کے بالوں میں اکثر کنگھی فرمایا کرتے تھے، اسی لیے فقہائے کرام نے داڑھی کے منتشر اور پراگندہ ہونے کو خلافِ مروت اور مکروہ قرار دیا ہے۔

صورتِ مسئولہ میں خشک داڑھی کو کنگھی کرنے سے مفلس اور کھڑے ہو کر کنگھی کرنے سے مقروض ہونے کا جو ذکر ہے، احادیث کی کتابوں میں تلاش بسیار کے باوجود اس کا کوئی حوالہ نہ مل سکا اور نہ ہی فقہائے کرام کی کتابوں میں نظر سے گزرا، البتہ عبدالرحمٰن صفوری شافعی کی کتاب ''نزہۃ المجالس'' اردو ترجمہ کے صفحہ ۱۴۶ پر فائدے کے ضمن میں

وہب بن منبہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص پانی کے بغیر اپنی داڑھی میں کنگھی کرتا ہے، اس کا فقر بڑھتا ہے، جو کھڑے ہوکر کنگھی کرتا ہے تو قرض اس پر سوار ہو جاتا ہے اور جو بیٹھ کر کنگھی کرتا ہے، اس کا قرض جاتا رہتا ہے، لیکن اس قول کے متعلق چند باتیں قابل توجہ ہیں:

ا: شریعت مطہرہ آسانی اور سہولت پر مبنی ہے، اور اس قول کے مطابق کنگھی کرنے کے لیے داڑھی کو گیلا کرنا اور اس کے لیے بیٹھ جانا بلا ضرورت سختی ہے، جو شریعت میں مدفوع ہے۔

۲: عبدالرحمٰن صفوری ایک صوفی عالم ہیں، جنہوں نے احادیث اور اقوال کی جرح وتعدیل کیے بغیر اپنی کتاب میں جمع کیا ہے اور دیباچہ میں خود اس کا اظہار بھی کیا ہے کہ ''ظرافت آمیر قصے اور اہل خیر وصلاح کے حالات سننے سے چونکہ دل بڑا خوش ہوتا ہے، اس لیے ثواب کی امید سے انہیں جمع کیا ہے''۔ اس عبارت کو دیکھ کر مذکور کتاب کے کسی قول سے استدلال کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے۔

۳: حدیث شریف میں بدفالی (بدشگونی) سے منع فرمایا گیا ہے اور شریعت میں اس کی سخت مذمت کی گئی ہے، اور یہاں ایک مباح اور مستحسن امر پر خواہ مخواہ بدفالی کا سہارا لیا گیا ہے۔

لہٰذا یہ دونوں باتیں محض توہم اور فکری کمزوری پر مبنی ہیں، جن پر اعتقاد سے احتراز ضروری ہے۔

والدليل على ذلك:

﴿**وما جعل عليكم فى الذين من حرج**﴾. [الحج: ٧٨]

ترجمہ: اور تم پر دین کے بارے میں تنگی نہیں ڈالی۔

عن أنس بن مالكؓ قال: كان رسول اللهﷺ يكثر دهن رأسه وتسريح لحيته.

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ سر مبارک کے بالوں میں کثرت سے تیل استعمال کرتے تھے اور کثرت سے داڑھی میں کنگھی فرماتے تھے۔

عن أنسؓ عن النبیﷺ قال: لاعدوی ولا طیرة ویعجبنی الفال الصالح الکلمة الحسنة.

ترجمہ: حضرت انسؓ نبی کریمﷺ سے نقل کرتے ہیں آپﷺ نے فرمایا: نہ ایک دوسرے کو بیماری لگنا حقیقت ہے اور نہ بدشگونی کی کوئی حقیقت ہے اور مجھے نیک شگونی اچھی معلوم ہوتی ہے، یعنی کسی اچھی بات سے نیک شگونی لینا اچھا ہے۔ (فتاوی عثمانیہ، ج: ۱۰، ص: ۱۵۶، ۱۵۷، ط، العصر اکیڈمی)

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد یونس جونپوری صاحب نور اللہ مرقدہٗ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: کنگھا کھڑے ہوکر کرنا چاہئے یا بیٹھ کر ایک امیر جماعت نے بتایا کہ کھڑے ہوکر کنگھا کرنے سے مفلسی آتی ہے ایک صاحب کہتے ہیں کھڑے ہوکر بیٹھ کر دونوں طرح کرسکتے ہیں۔

جواب: کنگھا کرنا ہر طرح جائز ہے چاہے کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر یا لیٹ کر کسی معتبر روایت میں کوئی صورت ہمارے علم میں منقول نہیں ہے صرف ایک غیر معتبر روایت

میں یہ آیا ہے کہ ”من امتشط قائما رکبه الدین“. رواه ابن عدی فی الکامل عن عائشة مرفوعاً. یعنی اگر کوئی کھڑے ہوکر کنگھا کرتا ہے تو اس پر قرض کا بوجھ لد جاتا ہے لیکن یہ روایت قابل اعتماد نہیں ہے اس کی سند میں احمد بن عبداللہ الہروی الجوئباری اور وہب بن وہب ابو البختری ہیں اور دونوں کذاب دروغ گو ہیں اور موضوع (جعلی) روایتیں بنانے والے ہیں اسی لئے حافظ ابن الجوزی نے اس روایت کو موضوعات ۵۴/۳ میں داخل کیا ہے علامہ سیوطی نے اللآلی المصنوعة ۲۶۸/۱ اور اپنی دیگر تالیفات میں اور علامہ ابن عراق نے تنزیہ الشریعة ۲۶۹/۲ میں ان کی موافقت کی ہے۔ (نوادر الفقه، ص: ۱۵۷، ط، ادارہ افادات اشرفیہ لکھنؤ الہند)

فی اللآلی المصنوعة: (ابن عدی) حدثنا أحمد بن حفص حدثنا أحمد بن بهرام أنبأنا أحمد بن عبدالله الهروی عن أبی البختری عن هشام بن عروة عن عائشةؓ مرفوعاً من امتشط قائماً رکبه الدین، موضوع: الهروی هو الجویباری و أبو البختری وهب بن وهب کذابان. (اللآلی المصنوعة فی الأحادیث الموضوعة، کتاب اللباس، ج: ۲، ص: ۲٦٨، ط، دار المعرفة بیروت لبنان)

ڈاڑھی اور اس کی مقدار اطباء وحکماء کی نظر میں

اب تک ڈاڑھی کے شرعی پہلو کے اعتبار سے بحث کی گئی ہے، اور اگر طبی پہلو سے غور کیا جائے، تو طبی اعتبار سے بھی ڈاڑھی کی افادیت اور اس کے منڈانے کا ضرر اور نقصان طے شدہ ہے۔

چنانچہ قدیم طب میں تو یہ بات پہلے ہی طے شدہ تھی کہ ڈاڑھی مرد کے لیے زینت اور گردن وسینہ کے لیے بڑی محافظ ہے، مگر بعد کے تحقیق دانوں کی تحقیق سے بھی معلوم ہوا کہ ڈاڑھی صحت کے لیے انتہائی مفید چیز ہے، اور اس کو منڈانے سے صحت پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔

ڈاڑھی کے موجود ہونے سے مضر جراثیم حلق اور سینے میں پہنچنے سے رُکے رہتے ہیں۔

اور اس کے برعکس متعدد ماہرین کی رائے کے مطابق ڈاڑھی منڈانے سے مردانہ قوت میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔

اور اسی وجہ سے ان کا کہنا ہے کہ اگر سات نسلوں تک ڈاڑھی منڈانے کی عادت قائم رہے تو آٹھویں نسل بغیر ڈاڑھی کے پیدا ہوگی۔

ڈاڑھی مونڈنے سے دماغ پر بُرا اثر پڑتا ہے، اور دماغ کمزور ہوجاتا ہے، اور دیگر کئی دماغی بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔

ڈاڑھی منڈانے سے پھیپڑوں کی متعدد بیماریاں (مثلاً نمونیہ، سِل وغیرہ) پیدا ہوتی ہیں۔

ڈاڑھی کو بار بار مونڈنے سے آنکھوں کی رگوں پر بُرا اثر پڑتا ہے، اور نظر کمزور ہوجاتی ہے (جس کی آج کل اکثر لوگوں کو شکایت ہے)

اور اگر ڈاڑھی کو ایک مٹھی کے بالوں کا اوپر والا حصہ پتلا چلا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں سر میں اثر پیدا ہوتا ہے، اور اس کی وجہ سے عقل اور دماغ میں فتور اور کمزوری پیدا ہوتی ہے۔

حکماء عقلاء نے بھی ڈاڑھی کے متعلق شریعت کی معتدل تعلیم کو عقل ونظر میں انتہائی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے۔ (ڈاڑھی کا شرعی حکم، ص: ۱۴۸، ۱۴۹، ط، مطبوعہ ادارہ غفران، راولپنڈی)

اس بحث میں سب سے زیادہ واضح تحریر امریکن ڈاکٹر چارلس ہومر کی ہے جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ اس کا بلفظہ ترجمہ ایک مضمون نگار نے ڈاڑھی مونڈنے کے لئے برقی سوئیاں ایجاد کرنے کی مجھ سے فرمائش کی ہے تا کہ وہ تمام وقت جو داڑھی مونڈنے کی نظر ہوتا ہے بچ جائے لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر داڑھی کے نام سے لوگوں کو لرزہ کیوں چڑھتا ہے لوگ جب سروں پر بال رکھتے ہیں تو پھر چہرہ پر ان کے رکھنے میں کیا عیب ہے۔

کسی کے سر پر اگر کسی جگہ کے بال اُڑ جائیں تو اسے اس گنج کے اظہار سے شرم آیا کرتی ہے لیکن یہ عجب تماشا ہے کہ اپنے پورے چہرے کو خوشی سے گنجا کر لیتے ہیں اور اپنے کو داڑھی سے محروم کرتے ذرا نہیں شرماتے جو کہ مرد ہونے کی سب سے زیادہ واضح علامت ہے۔ [ماخوذ داڑھی کا وجوب]۔ (داڑھی اور بالوں کے احکام، ص: ۶۱، ط، مکتبہ عمر فاروق)

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ تمام مسلمانوں کو شریعتِ مطہرہ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے اور جناب نبی کریم ﷺ کی طرح صورت، شکل لباس، وضع قطع، رہن سہن اپنانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ [آمین ھو نعم الوکیل]

مرزا قتیل کا ایک واقعہ

داڑھی منڈے لوگوں کو یہ محبوب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا نہ پہنچے مگر دشمنان رسول ﷺ کی شکل وصورت اختیار کرنا منظور ہے، تف ہے ایسے فیشن پر، بزرگوں سے ایک

واقعہ سنا ہے وہ بھی قابل ذکر ہے اور لائق عبرت ہے وہ یہ کہ مرزا قتیل ایک ہندوستانی شاعر تھے انہوں نے ایک عارفانہ نظم لکھی جو کسی طرح ایران پہنچ گئی وہاں ایک صاحب بہت متاثر ہوئے اور باقاعدہ مرزا قتیل کی زیارت کرنے کے لئے ہندوستان آئے جب مرزا قتیل کے دروازہ پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ داڑھی منڈا رہے ہیں حیرت میں رہ گئے اور مرزا قتیل سے کہا کہ آغا ریش می تراشی؟ (کہ آپ داڑھی تراش رہے ہیں؟) مرزا قتیل نے جواب دیا کہ بلے ریش می تراشم، دل کس رانمی تراشم (ہاں میں داڑھی تراشتا ہوں کسی کا دل نہیں چھیلتا ہوں) اس نوارد نے کہا بلے دل رسول اللہ مے خراشی (کہ ہاں رسول اللہ ﷺ کے دل کو چھیلتے ہو) یہ سن کر مرزا قتیل کو ہوش آیا اور فوراً اقرار گناہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

جزاک اللہ چشم باز کر دی

مرا با جان جاں ہمراز کر دی

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ تجھے جزا دے، تو نے میری آنکھیں کھول دیں اور مجھے محبوب سے باخبر کر دیا) داڑھی منڈانے والے اپنی اس حرکت کو معمولی چیز سمجھتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ کس کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں؟ اور کس کی صورت سے عملاً بیزار ہو رہے ہیں۔ (ڈاڑھی ایک اسلامی شعار، ص: ۲۰، ط، میمن اسلامک پبلشرز کراچی)

مونچھوں کا بیان

مونچھوں کا صاف کرنا (یعنی منڈانا) افضل ہے

عن ابن عباسؓ قال کان النبیﷺ یقص او یأخذ من شاربه و کان ابراهیم خلیل الرحمٰن یفعله.

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے مونچھیں کترتے تھے (راوی کو الفاظ میں شک ہے) آپ فرماتے: کہ رحمٰن کے خلیل ابراہیم علیہ السلام بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

عن زید بن ارقمؓ ان رسول اللهﷺ قال: من لم یاخذ من شاربه فلیس منا. (رواهما الترمذی)

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی مونچھیں نہیں لیتا تو وہ ہم میں سے نہیں (یعنی ہماری سنت پر عمل کرنے والا نہیں)۔

حضرت مولانا مفتی محمد طارق صاحب (استاذ الحدیث جامعہ فریدیہ اسلام آباد) ان مذکورہ بالا احادیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

احادیث میں مونچھیں تراشنے کے بارے میں مختلف الفاظ منقول ہیں بعض روایات میں "قص الشارب" کے الفاظ ہیں کہ مونچھیں تراشی جائے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں "احفوا الشوارب" بعض روایات میں "انهکوا الشوارب" اور صحیح مسلم کی روایت میں "جزوا الشوارب" کے الفاظ ہیں۔ "الاحفا" کے معنی ہیں جڑ سے اکھاڑنا "نهک" کے معنی ہیں خوب مبالغہ کے ساتھ صاف کرنا اور "جز"

کاٹنے اور کترنے کو کہتے ہیں۔

ان مختلف الفاظ کی وجہ سے ائمہ کرام میں اختلاف ہے کہ مونچھیں کاٹنے کا مسنون طریقہ حلق کرانا ہے یا قینچی سے کترنا یا یہ کہ دونوں طریقوں میں اختیار ہے۔

امام مالک اور امام نووی رحمہم اللہ قص الشارب کی وجہ سے یہ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ مونچھیں قینچی وغیرہ سے اس قدر باریک تراشی جائیں کہ کھال نظر آنے لگے اور ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو جائے، جڑ سے نہ اکھیڑی جائیں۔ ان کا حلق کرانا ان کے نزدیک مسنون نہیں بلکہ امام مالک رحمہ اللہ نے اسے بدعت اور مثلہ قرار دیا ہے اور "احفوا الشوارب" کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ مونچھیں اس قدر تراشی جائیں کہ ہونٹوں کا کنارہ ظاہر ہو جائے۔ انہیں بلیڈ یا استرے وغیرہ سے صاف کرانا مراد نہیں۔ جبکہ جمہور علماء کے نزدیک مونچھیں تراشی جائیں یا انہیں استرے وغیرہ سے صاف کیا جائے دونوں صورتیں مسنون ہیں، لہٰذا ان میں سے جونسی صورت بھی اختیار کی جائے اس سے سنت ادا ہو جاتی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی دونوں طریقے منقول ہیں چنانچہ امام طحاویؒ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مونچھوں کا جڑ سے صاف کرنا نقل کیا ہے جن میں حضرت ابوسعید خدریؓ، ابواسیدؓ رافع بن خدیجؓ، سہلؓ بن سعد، عبداللہ بن عمرؓ، جابرؓ بن عبداللہ اور حضرت ابوھریرۃؓ شامل ہیں۔

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ امام نوویؒ نے جو "احفاء" کے معنی بیان کیے ہیں کہ مونچھیں اس طرح تراشی جائیں کہ ہونٹ کے کنارے ظاہر ہو جائیں۔" یہ معنی کسی بھی لغت کی کتاب سے ثابت نہیں، بلکہ صحاح، قاموس اور کشاف وغیرہ میں "احفاء" کے معنی استیصال ہی کے لکھے ہیں کہ جڑ سے بالوں کو صاف کر دیا جائے، اس کی تائید حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ: "ان رسول اللہ ﷺ کان یحفی

شاربہ'' کہ نبی کریم ﷺ اپنی مونچھیں جڑ سے صاف کرتے تھے۔ اور جن روایات میں قص کے الفاظ ہیں وہ احفاء کی روایات کے منافی نہیں۔ کیونکہ قص کبھی تو اس مبالغہ کے ساتھ ہوتا ہے کہ وہ ''احفاء'' میں داخل ہوجاتا ہے اور کبھی صرف مونچھیں تراشی جاتی ہیں اور ''احفاء'' والی روایت میں صرف ایک ہی جہت متعین ہے کہ مونچھیں استرے وغیرہ سے صاف کی جائیں یہی وجہ ہے کہ طبریؒ فرماتے ہیں کہ انسان کو اختیار ہے چاہے تو وہ مونچھیں تراشے یا انہیں استرے وغیرہ سے صاف کرلے ہر صورت میں سنت ادا ہوجاتی ہے، احناف کے نزدیک تراشنے کے بجائے جڑ سے مونچھوں کو صاف کرنا افضل ہے۔ (معارف الترمذی، ج:۲،ص:۵۸۷تا۵۸۹)

فی نیل الاوطار: وقد اختلف الناس فی حد ما یقص من الشارب وقد ذهب کثیر من السلف الی استئصاله و حلقه لظاهر قوله ﷺ ''احفوا'' و ''انهکوا'' وهو قول الکوفیین وذهب کثیر منهم الی منع الحلق والاستئصال، والیه ذهب مالک، و کان یریٰ تا دیب من حلقه و رویٰ ابن القاسم عنه انه قال احفاء الشارب مثلة.

قال النووی: المختار انه یقص حتیٰ یبدو طرف الشفة ولا یحفه من اصله، قال واماروایة احفوا الشوارب فمعناها احفوا ماطال عن الشفتین وکذلک قال مالک فی المؤطا یوخذ من الشارب حتیٰ تبدو اطراف الشفة.

و قد روی النووی فی شرح مسلم عن بعض العلماء انه ذهب الی التخییر بین الامرین، والاحفاء وعدمه، وروی الطحاوی الاحفاء عن جماعة

من الصحابة: ابی سعیدؓ و ابی اسیدؓ ورافعؓ بن خدیج و سھل بن سعدؓ و عبداللهؓ بن عمرؓ و جابرؓ و ابی هریرةؓ..الخ.

و الاحفاء لیس کما ذکره النووی من ان معناه احفوا ماطال عن الشفتین بل الاحفاء، استئصال کمافی الصحاح والقاموس والکشاف وسائر کتب اللغة و روایة القص لاتنافیه، لان القص قد یکون علی جهة الاحفاء و قد لایکون، ورروایة الاحفاء معینة للمراد وکذلک حدیث الباب الذی فیه من لم یاخذ من شاربه فلیس منا لا یعارض روایة الاحفاء، لان فیها زیادة یتعین المصیر الیها و لو فرض التعارض من کل وجه لکانت روایة الاحفاء ارجح لانها فی الصحیحین. (نیل الاوطار من أسرار منتقی الأخبار، الباب السادس، باب أخذ الشارب واعفاء اللحیة، ج:۱، ص: ۴۳۱ تا ۴۳۳، ط، دار ابن الجوزی/وتحفة الاحوذی بشرح جامع الترمذی، باب ماجاء فی قص الشارب، ج:۸، ص:۴۲، ۴۳، ط، دار الفکر)

مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں اہل مدینہ کا مذہب

علامہ طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ مونچھوں کا کترنا، مونچھوں کے منڈانے سے افضل ہے، علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس جماعت سے مراد حضرت سالم اور سعید بن المسیب اور عروۃ بن زبیر و جعفر بن زبیر اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ اور ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں یہ تمام حضرات فرماتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ مونچھوں کے کترنے کو منڈانے پر ترجیح دی جائے

اوران حضرات کے علاوہ حضرت عطاء بن ابی رباح، حمید بن ہلال وحسن بصری ومحمد بن سیرین رحمہم اللہ تعالیٰ حضرات کا بھی یہی رائے ہے اورامام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب بھی یہی ہے۔

فقال الطحاوی: ذهب قوم من اهل المدينة الى ان قص الشارب هو المختار على الاحفاء، قلت: اراد بالقوم هولاء سالما وسعيد بن المسيب وعروة بن الزبير وجعفر بن الزبير وعبيدالله بن عبدالله بن عتبة وابابكر بن عبدالرحمٰن بن الحارث فانهم قالوا: المستحب هو ان يختار قص الشارب على احفائه، واليه ذهب حميد بن هلال والحسن البصرى و محمد بن سيرين و عطاء بن ابى رباح وهو مذهب مالک ايضا. (عمدة القارى، كتاب اللباس، باب قص الشارب، ج: ٢٢، ص:٦٨، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں فقہاء مالکیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب

علامہ قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن العربی المالکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مونچھوں کو اس طرح تراشا جائے کہ ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہوجائے۔

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دوسری جگہ پر لکھتے ہیں کہ مونچھوں کو منڈانے کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، پس امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مونچھوں کا کترنا سنت ہے اور وہ یہ ہے کہ اوپر کے ہونٹ کے کنارے سے

مونچھوں کوتراشا جائے۔

علامہ حافظ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر النمری الاندلسی المالکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مونچھوں کومنڈانے کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے پس امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مونچھوں کا کترنا سنت ہے۔

علامہ ابوالولید سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب بن وارث الباجی الاندلسی المالکی رحمہ اللہ تعالیٰ ''قص الشارب'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مونچھوں کواس طرح تراشا جائے کہ ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہوجائے۔

قوله: (و قص الشارب): قال مالک یوخذ منه حتیٰ یبدو طرف الشفة.وقال ابن القاسم کذلک عنه. (المسالك فی شرح مؤطا امام مالك، باب ماجاء السنة فی الفطرة، ج:۷،ص:۳۲۵، ط، دار الغرب الاسلامی)

و قد اختلف العلماء فی حلق الشارب: فکان مالک یقول السنة قص الشارب و هواخذه من الاطار و هوطرف الشفة العلیا. (المسالك، باب السنة فی الشعر، ج: ۷، ص:۴۷۳، ط، دار الغرب الاسلامی)

وقد اختلف العلماء فی حلق الشارب: فکان مالک یقول: السنة قص الشارب. (الاستذکار شرح مؤطا امام مالك، کتاب الشعر، باب السنة فی الشعر، ج:۲۷، ص :۶۰، ط، دار قتیبة بیروت)

(فصل): وقوله وقص الشارب قال مالک یؤخذ منه حتیٰ یبدو طرف الشفة وقال ابن القاسم عنه. (المنتقیٰ شرح مؤطا امام مالك، باب ماجاء السنة فی الفطرة، ج:۷، ص:۲۳۲، ط، دار الکتاب القاهر)

خلاصہ: لہٰذا فقہاء مالکیہؒ کے نزدیک مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں ''قص الشارب'' ہی سنت ہے اور جن احادیث میں ''احفاء'' کا لفظ آیا ہے، امام مالکؒ کے نزدیک ''احفاء'' یہ ہے کہ اطار ظاہر ہو جائے اور وہ یہ ہے کہ مونچھوں کو اس طرح تراشا جائے کہ اوپر کے ہونٹ کے کنارے کی سرخی ظاہر ہو جائے۔

"قال الباجی: روی ابن القاسم عن مالک ان تفسیر الاحفاء انما هوان یبدو الاطار وهوما احمرمن طرف الشفة". (اوجز المسالك شرح مؤطا امام مالك، كتاب الشعر، باب السنة فی الشعر، ج:۱۷، ص ٦، ط، دار القلم دمشق)

روی ابن القاسم عن مالک ان تفسیر حدیث النبی صلی اللّٰہ علیه و سلم فی احفاء الشوارب انما هو ان یبدو الاطار، و هوما احمر من طرف الشفة.....الخ. (احکام الطهارة، ص:۳۲٤)

لفظ ''احفاء'' کی تحقیق

جاننا چاہیے کہ ''احفاء'' کا جو معنی فقہاء مالکیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے یہ معنی عندالاحناف وعنداہل اللغہ درست نہیں، اس لیے کہ بقول علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ معنی (کہ مونچھوں کو اس طرح تراشا جائے کہ (اوپر کے) ہونٹ کے کنارے ظاہر ہو جائیں) کسی بھی لغت کی کتاب سے ثابت نہیں، بلکہ صحاح، قاموس اور کشاف وغیرہ میں احفاء کے معنی استئصال ہی کے لکھے ہیں۔ (کمامر)

نیز علامہ ابن عبدالبر المالکی وعلامہ ابن العربی المالکی رحمہما اللہ تعالیٰ نے بھی اہل لغت سے ''احفاء'' کا معنی استئصال بالحلق ہی نقل کیا ہے۔

واما الاحفاء: فهو عند اهل اللغة الاستئصال بالحلق. (الاستذكار شرح مؤطا امام مالك، كتاب الشعر، باب السنة فی الشعر، ج:۲۷، ص: ٦۰، ط، دار قتيبة بيروت)

و هو عند اهل اللغة الاستئصال بالحلق. (المسالك، باب السنة فی الشعر، ج: ۷، ص:٤۷۳، ط، دار الغرب الاسلامی)

اوراس کے علاوہ کثیر تعداد میں سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی بھی یہی رائے ہے کہ احفاء سے مراد استئصال اور حلق ہی ہے اور یہی قول اہل کوفہ کا بھی ہے۔

وقداختلف الناس فی حد مایقص من الشارب فذهب کثیرمن السلف الی استئصاله وحلقه لظاهر قوله "احفوا" و هوقول الکوفيين. (بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی مع الفتح الربانی لترتيب مسند الامام احمد بن حنبل الشيبانی، باب أخذ الشارب و اعفاء اللحية، ج: ۱۷، ص۳۱۳، ۳۱٤، ط، دار احياء التراث العربی بيروت لبنان)

وذهب آخرون الیٰ استحباب حلقه کله لظاهرحديث الصحيحين عن ابن عمرؓ رفعه خالفوا المشرکين و وفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب ....الخ. (شرح الزرقانی علی المؤطا، باب ماجاء السنة فی الفطرة، ج: ٤، ص: ۱۲۷، المطبعة الخيرية)

قوله : (امر باحفاء الشوارب): الاحفاء فی اللغة الافراط فی الشی ويقال: سأل فاحفیٰ وفلا ن حفی بفلان، اذا کان يکثرمن بره ولذلک رأی اهل العراق استئصال بالحد. (التعليق علی المؤطا، کتاب الشعر، باب السنة فی

الشعر، ج:٢، ص:٣٦١، ط، مكتبة العبيكان)

قال الطبرى: اختلف السلف فى صفة الشارب فقال بعضهم، الاحفاء الاخذ من الاطار وقال آخرون، الاحفاء حلقه كله......وهو قول الكوفيين و قالوا الاحفاء هو الحلق. (شرح صحيح البخارى لابن بطال، باب قص الشارب، ج:٩، ص:١٤٤، ط، مكتبة الرشد رياض)

قال ابن الملقن: وقال آخرون: الاحفاء حلقه كله.....وهو قول الكوفيين وقالوا: احفاء وهو الحلق، والحلق افضل من التقصير فى الرأس والشارب.... الخ. (التوضيح شرح صحيح البخارى، كتاب اللباس، باب تقليم الاظفار، ج: ٢٨، ص: ١١٢، ط، دار النوادر دمشق)

فقال الطحاو ى: قص الشارب حسن والحلق سنة وهو احسن من القص وهوقول ابى حنيفة وابى يوسف ومحمد لحديث احفوا الشوارب.(المنهل المورود شرح سنن ابى داؤد، كتاب الطهارة، باب السواك من الفطرة، ج: ١، ص: ١٨٥، ط، مؤسسة التاريخ العربى بيروت لبنان)

واختلف فى حد مايقص من الشارب فذهب كثيرمن السلف الىٰ استئصاله و حلقه، لظاهرحديث ابن عمرؓ ان النبیﷺ قال احفوا الشوارب واعفوا اللحى، اخرجه مسلم والنسائى والترمذى وصححه. و قال الحنفيون: قص الشارب حسن والحلق أحسن. وقال أحمد: الأحفاء أولى من القص......واحتج المحفون بأحاديث الأمر بالاحفاء، وهى صحيحة. (الدين الخالص، باب سنن الفطرة، ج: ١، ص: ١٨٦، ١٨٧)

فقہاء شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب

مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں فقہاء شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے مختلف اقوال منقول ہیں:

قول اول: علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ مونچھوں کو اس طرح کاٹا جائے کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو جائے اور ان کو جڑ سے صاف نہ کیا جائے، فقہاء شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے بعض دوسرے حضرات نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے، لیکن علامہ ابن دقیق العیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ علامہ نوویؒ نے اس قول کو مذہب (یعنی اپنے مسلک) سے نقل کیا ہے یا اس قول کو امام مالکؒ کے مذہب سے اختیار کر کے کہا ہے، لیکن علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ علامہ نوویؒ نے (المجموع) شرح المہذب میں کہا ہے کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔

واما قص الشارب فسنة ایضاً...واما حد مایقصه فالمختار انه یقص حتی یبدو طرف الشفة ولایحفه من اصله واما روایات احفوا الشوارب فمعناها احفوا ما طال علی الشفتین . واللّٰہ اعلم . (المنهاج شرح المسلم للنووی ، ج : ۱، ص : ۱۲۹)

قال النووی : ثم ضابط قص الشارب ان یقص حتیٰ یبدو طرف الشفة ولا یحفه من اصله هذا مذهبنا. (المجموع شرح المهذب، ج: ۱، ص ۲۸۷)

وان یقص الشارب حتیٰ یبین حد الشفة بیاناً ظاهراً ولایحفیه من اصله.

قال فی المجموع: وماجاء فی الحدیث من الامر بحف الشوارب محمول علی حفها من طرف الشفة. (مغنی المحتاج الی معرفة معانی ألفاظ المنهاج، کتاب الأضحیة، ج: ٦، ص: ١٤٤، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

وان یقص الشارب حتی یتبین طرف الشفة بیاناً ظاهراً ولایحفیه من اصله. (حواشی تحفة المنهاج بشرح المنهاج، ج: ٩، ص: ٣٧٥)

قال النووی: المختار فی قص الشارب انه یقصه حتٰی یبدوطرف الشفة ولایحفه من اصله وامارواية "احفوا" فمعناها ازیلوها ماطال علی الشفتین، قال ابن دقیق العید: ما ادری هل نقله عن المذهب أو قاله اختیاراً منه لمذهب مالک، قلت: صرح فی "شرح المهذب" بان هذا مذهبنا. (فتح الباری، کتاب اللباس، باب قص الشارب، ج: ١٠، ص: ٣٥٩، ط، مکتبة الملك فهد)

قول ثانی: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں، میں نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی تصریح نہیں پائی البتہ اس کے اصحاب میں سے امام مزنی اور امام ربیع رحمہما اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ وہ دونوں مونچھوں کو جڑ سے صاف کرتے تھے تو یہ دلیل ہے کہ ان دونوں حضرات نے اسے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے لیا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر المالکیؒ فرماتے ہیں کہ امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ اور ان دونوں کے اصحاب فرماتے ہیں کہ مونچھوں کا حلق کرنا، مونچھوں کے کترنے سے افضل ہے۔

علامہ شوکانی اور علامہ ابوالعلی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فقہا مالکیہ میں سے بعض حضرات نے امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ مونچھوں کے حلق کے بارے میں ان کا مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کی طرح ہے۔

علامہ ابن خویز منداد ؒ نے امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ مونچھوں کے حلق کے بارے میں ان کا مذہب حنفیہ کے مذہب کی طرح ہے (یعنی مونچھوں کا حلق کرنا، کترنے سے افضل ہے)۔

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ ''قص الشارب'' کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ: اور یہ تصریح کہ حلق نہ کیا جائے، برخلاف امام شافعیؒ کے، اس لئے کہ ان کا قول یہ ہے کہ حلق کیا جائے اور انہوں نے احفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ سے دلیل لی ہے۔

و قال الطحاوی لم نجد عن الشافعی فی ھذا شیئا منصوصاً واصحابه الذین راینا ھم المزنی والربیع کانا یحفیان شواربھما، ذلک یدل علی انھما اخذا ذلک عن الشافعی وذکر ابن خویزمنداد موافقة الشافعی للکوفیین....الخ. (الکوکب الدری علی جامع الترمذی، ص: ۴۰۲، ج: ۳)

وقال الشافعی وابوحنیفة واصحابھما: احفاء الشارب وحلقه واستئصاله افضل من تقصیره وقصه. (الاستذکار شرح مؤطا امام مالك، کتاب الشعر، باب السنة فی الشعر، ج:۲۷، ص: ۶۲، ط، دار قتیبة بیروت)

قال الطحاوی ولم نجد نصاعن الشافعی واصحابه الذین رأیناھم منھم الربیع و المزنی یحفیان شاربھما وماظنھم اخذوا ذلک الا عنه واما

ابوحنيفة واصحابه فعندهم الاحفاء فى الرأس والشارب افضل من التقصيروذكر ابن خويزمنداد عن الشافعى كالحنفى سواء....الخ. (شرح الرزقانى على المؤطا، باب ماجاء السنة فى الفطرة، ج : ٤، ص : ١٢٧، المطبعة الخيرية)

وذكر بعض المالكية عن الشافعى ان مذهبه كمذهب ابى حنيفة فى حلق الشارب قال الطحاوى ولم اجد عن الشافعى شيئا منصوصاً فى هذا...الخ. (تحفة الاحوذى بشرح جامع الترمذى، باب ماجاء فى قص الشارب، ج:٨، ص:٤٢، ط، دار الفكر)

وذكر بعض المالكية عن الشافعى ان مذهبه كمذهب ابى حنيفة فى حلق الشارب.....الخ. (نيل الاوطار من أسرار منتقى الأخبار، الباب السادس، باب أخذ الشارب واعفاء اللحية، ج:١، ص: ٤٣١، ٤٣٢، ط، دار ابن الجوزى)

(الثالث): قص الشارب وهذا نص فى انه لايحلق خلافاً للشافعى فى قوله انه يحلق و احتج بقوله احفوا الشوارب و اعفوا اللحىٰ...الخ . (عارضة الاحوذى، أبواب الادب، ج : ١٠، ص : ٢١٧، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

خلاصہ: ان مذکورہ بالاتحقیقات سے معلوم ہوا کہ مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں شوافع حضرات سے مختلف اقوال منقول ہیں، ان حضرات کا ایک قول یہ ہے کہ مونچھوں کو اس طرح کاٹا جائے کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہوجائے اوران کو جڑ سے صاف نہ کیا

جائے اس قول کو فقہاء شافعیہ میں سے علامہ نوویؒ اور بعض دیگر حضرات نے اختیار کیا ہے اور فقہاء مالکیہ رحمہم اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

اور اس کے علاوہ امام شافعیؒ سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ مونچھوں کا منڈانا، مونچھوں کے کترنے سے افضل ہے۔"کماقال العلامة ابن عبدالبرؒ وغیرہ".

فقہاء حنابلہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب

مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں فقہاء حنابلہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی مختلف اقوال منقول ہیں، ان حضرات (فقہاء حنابلہ) کا ایک قول یہ ہے کہ مونچھوں کا کترنا سنت ومستحب ہے اور وہ یہ ہے کہ مونچھوں کو اوپر کے ہونٹ کے کنارے سے کاٹا جائے۔ لہٰذا فقہاء حنابلہ میں سے بعض حضرت نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

وسن الادهان غباء والاكتحال وتراً، والاستحداد، وقص الشارب.

قال ابو عبدالله تحته: قوله: (وقص الشارب) اى ويسن قص الشارب، وهوقطع اطراف شعره بالمقص، والشارب هوالنابت على الشفة العليا، وقد ورد فى حديث ابى هريرةؓ الفطرة خمس وقص الشارب. (فقه الدليل شرح التسهيل، باب السواك وسنن الفطرة، ج: ١،ص: ١٠٥، ط، مكتبة الرشد)

ويستحب قص الشارب لانه من الفطرة ويفحش اذا طال وروى زيد بن ارقمؓ قال قال رسول اللهﷺ من لم ياخذ شاربه فليس منا، رواه

الامام احمد والنسائی والترمذی و قال حدیث حسن صحیح. (فتح الملك العزيز بشرح الوجيز، ج: ١، ص: ٢٣٣ كتاب الطهارة، فصل الفطرة، ج: ١، ص: ٢٢٤، دار خضر بيروت لبنان/وكذا فی الشرح الكبير و معه المقنع، باب السواك، وسنة الوضوء، ج: ١، ص: ٢٥٥)

فقہاء حنابلہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ مونچھوں کا کترنا بھی سنت ہے اور مونچھوں کا جڑ سے صاف کرنا بھی سنت ہے البتہ مونچھوں کا جڑ سے صاف کرنا زیادہ بہتر ہے۔

قاضی دمشق شیخ الاسلام ابوالنجا شرف الدین الحجاوی المقدسی الحنبلی اور علامہ شمس الدین محمد بن مفلح المقدسی الحنبلی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ مونچھوں کو جڑ سے اکھیڑا جائے یا کترایا جائے البتہ مونچھوں کا جڑ سے اکھاڑنا زیادہ بہتر ہے۔

علامہ حمزہ محمد قاسمؒ نے شرح بخاری میں مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب یہ نقل کیا ہے کہ سنت یہ ہے کہ مونچھوں کو منڈایا جائے۔

اور اس کے علاوہ علامہ عبدالرؤف المناویؒ نے بھی فیض القدیر شرح الجامع الصغیر (''جامع الصغیر'' علامہ سیوطیؒ کی تالیف ہے) میں حنابلہ وحنفیہ کا مذہب یہی نقل کیا ہے کہ مونچھوں کا منڈانا سنت ہے۔

علامہ علی بن البھاء الحنبلی اور علامہ علاء الدین ابوالحسن علی بن سلیمان المرداوی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن ابی موسیٰ اور اس کے علاوہ ہمارے علماء (فقہاء حنابلہ) میں سے بعض دوسرے حضرات نے مونچھوں کا جڑ سے اکھاڑنے کو ترجیح دی ہے۔

علامہ ابن نجار الفتوحی الحنبلیؒ فرماتے ہیں کہ ''فروع'' میں ہے کہ مونچھوں کو

منڈایا جائے۔خلاف امام مالکؒ کے، یا مونچھوں کو کترایا جائے، البتہ مونچھوں کا منڈانا زیادہ بہتر ہے اور اس میں امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے ساتھ موافقت بھی ہے۔

علامہ ابن عبدالبر المالکیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے اصحاب نے مونچھوں کے منڈانے میں امام مالکؒ سے اختلاف کیا ہے۔(یعنی ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مونچھوں کا منڈانا افضل ہے اور امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مونچھوں کو منڈایا نہ جائے بلکہ صرف کترایا جائے۔واللہ اعلم)

ویسن حف الشارب او قص طرفه وحفه اولٰى فى المنصوص.....الخ. (الاقناع فى فقه الامام احمد بن حنبلؒ، كتاب الطهارة، باب السواك وغيره، ج:١،ص:٢٠، ط، دار المعرفة بيروت لبنان/ و كذا فى كتاب الفروع، كتاب الطهارة، باب السواك وغيره، ج:١، ص:١٥١، ط، مؤسسة الرسالة بيروت لبنان)

وذهب ابوحنيفة واحمد ان السنة هى حلق الشارب واحفاؤه كما تقدم . (منار القارى شرح مختصر صحيح البخارى ، باب تقليم الأظفار، ج: ٥ ، ص : ٢٣٧، ط، مكتبة دار البيان)

واخذ الحنفيه والحنابله بظاهر الخبر فسنوا حلقه . (فيض القدير شرح الجامع الصغير، ج:١، ص :١٩٨، ط، دار المعرفة بيروت لبنان)

و اختار ابن ابى موسٰى وغيره من علمائنا: احفافه من اصله، و لابأس ان يوخذ من حاجبيه اذا طال بالمقراض. (فتح الملك العزيز بشرح الوجيز، كتاب الطهارة، فصل الفطرة، ج :١،ص: ٢٢٤، دار خضر بيروت لبنان)

واختـار ابـن ابـی مـوسٰـی وغیـره احـفـاء ه من اصلـه.انتهٰی.

(الانصاف، باب السواك،ج :۱ص : ۱۲۲)

قـال فـی الـفـروع: و یـحف شاربه خلافاً لمالک او یقص طرفه وحـفـه اولٰی فی المنصوص وفاقاً لابی حنیفة والشافعی. (معونة اولی النھی شـرح الـمنتھیٰ، باب السواك، ج:۱،ص: ۲۳۵،۲۳٤، ط، مکتبة الاسدی مکة المکرمة)

قـال ابـوعـمـر: خـالف ابـو حـنیـفةؒ والشافعیؒ واحمدؒ بن حنبل واصـحابھم ما لکاؒ فی احفاء الشوارب. (الاستـذکار، باب ماجاء فی السنة فی الفطرة، ج: ٢٦، ص:٢٤٢، ط، دار قتیبة بیروت)

خلاصہ: مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں فقہاء حنابلہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا ایک قول یہ ہے کہ مونچھوں کا کترنا سنت ومستحب ہے اور اس کے علاوہ فقہاء حنابلہؒ سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ مونچھوں کا کترنا بھی سنت ہے اور مونچھوں کا منڈانا بھی سنت ہے، البتہ مونچھوں کا منڈانا زیادہ بہتر ہے، اس لیے کہ اس میں امام ابوحنیفہ وامام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے ساتھ موافقت بھی ہے۔ **کما قال العلامة ابن نجار الفتوحی الحنبلیؒ فی المعونة.**

مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب

مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی مختلف اقوال منقول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ مونچھوں کو قینچی وغیرہ سے کترایا جائے۔ متاخرین مشائخ حنفیہ میں سے بعض بزرگوں نے اسی قول کو اختیار کیا ہے علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے ''بدائع''

میں اسی قول کو صحیح کہا ہے۔

واختلف فی المسنون منهما والمذهب عند بعض المتأخرين من مشايخنا انه القص، قال فی البدائع وهو الصحيح، وقال الطحاوی: القص حسن والحلق احسن وهو قول علمائنا الثلاثه. (النهر الفائق، ج: ۲، ص: ۱۲۰، ط، دار الکتب العلمية بيروت لبنان)

مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ مونچھوں کو اس طرح تراشا جائے کہ مونچھیں بھوؤں کے مانند ہو جائیں۔

و ينبغی أن يا خذ الرجل من شاربه حتیٰ يوازی الطرف العليامن الشفة العليا و يصير مثل الحاجب. (فتاوی قاضی خان علی هامش عالمگيريه، ج: ۳، ص: ۴۱۱)

و ينبغی للرجل ان يا خذ من لحيته اذا طالت......ويأخذ من شاربه حتیٰ يصير كالحاجب. (فتاوی بزازيه علی هامش عالمگيريه، ج: ۶، ص: ۳۷۷/ و كذافی فتاویٰ تاتارخانيه، ج: ۱۸، ص: ۲۱۰، ط، مكتبة زكريا ديوبند)

مونچھیں اتنی کاٹی جائیں کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو جائے یہ صورت بالاجماع سنت ہے۔

والقص منه حتیٰ يو ازی الحرف الاعلیٰ من الشفة العليا سنة بالاجماع. (رد المحتار علی الدرالمختار، كتاب الحظر والاباحة، ج: ۹، ص:۵۸۳، ط، دار عالم الكتب رياض)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب

مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ مونچھوں کو منڈایا جائے اور یہی قول امام اعظم ابوحنیفہ وزفر وابو یوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی ہے، نیز مذاہب شوافع وحنابلہ کے بیان میں بھی گزر چکا ہے کہ مونچھوں کا منڈانا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک سنت ہے۔

نیز جاننا چاہئے کہ ماقبل میں گزر چکا ہے کہ اہل مدینہ میں سے ایک جماعت کا مذہب یہ کہ مونچھوں کا کترنا مونچھوں کے منڈانے سے افضل ہے، لیکن اس جماعت کے برخلاف جمہور السلف، اہل کوفہ اور امام مکحول، ومحمد بن عجلان ونافع مولی بن عمر وابوحنیفہ وابو یوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالیٰ حضرات کی رائے یہ ہے کہ مونچھوں کے کترنے سے مونچھوں کا منڈانا افضل ہے۔

وقال الطحاویؒ: وخالفهم فی ذلک آخرون، فقالوا: بل یستحب احفاء الشوارب ونراه افضل من قصها، قلت: اراد بقوله: الآخرون، جمهور السلف منهم، اهل کوفه ومکحول ومحمد بن عجلان و نافع مولٰی ابن عمر وابوحنیفه وابو یوسف ومحمد رحمهم اللّٰه. فانهم قالوا: المستحب احفاء الشارب وهوافضل من قصها. (عمدة القاری، کتاب اللباس، باب قص الشارب، ج: ٢٢، ص:٦٨، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

بدعت کا قول ضعیف اور غیر معتبر ہے

مونچھوں کو منڈانے کے بارے میں علامہ حصکفیؒ نے درمختار میں ایک قول یہ نقل کیا ہے کہ مونچھوں کا منڈانا بدعت ہے۔

وفیه حلق الشارب بدعة. (الدرمختار ومعه ردالمحتار، ج: ۹، ص: ۵۸۳، ط، دار عالم الکتب ریاض)

لیکن یہ قول ضعیف ہے،اس لئے کہ علامہ حصکفیؒ نے اسی مذکورہ (بدعت کے) قول کو "الدرالمنتقیٰ" میں "قیل" کے ساتھ نقل کرکے اس کے ضعف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

(و السنة تقلیم الاظافیر)....(و نتف الابط وحلق العانة والشارب) وقیل حلقه بدعة. (الدر المنتقیٰ فی شرح الملتقیٰ، ج: ٤، ص: ۲۲٦، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

اوراس کے علاوہ درمختار کے دونوں شراح علامہ طحطاوی اورعلامہ ابن عابدین رحمہما اللہ تعالیٰ نے مونچھوں کے حلق کو سنت نقل فرمایا ہے اورامام ابوحنیفہؒ اورصاحبینؒ کیطرف نسبت فرمایا ہے۔

فی الدرالمختار: وفیه حلق الشارب بدعة، وقیل سنة.

وفی الشامیة تحته:قوله:(وقیل سنة) مشی علیه فی الملتقیٰ وعبارة المجتبی بعد مارمز للطحاوی:حلقه سنة و نسبه الیٰ ابی حنیفة وصاحبیه والقص منه حتیٰ یوازی الحرف الاعلیٰ من الشفة العلیاسنة بالاجماع. (ردالمحتارعلی الدرالمختار، ج: ۹، ص: ۵۸۳، ط، دار عالم الکتب ریاض)

وفی حاشیة الطحطاوی: (قوله حلق الشارب بدعة) وقع فی بعض العبارات التعبیربالقص وفی بعضها التعبیر بالحلق ففی الهندیة

ذکر الطحاوی فی شرح الآثار ان قص الشارب حسن وتفسیرہ ان یوخذ منه حتٰی ینقص من الاطار وھو الطرف الاعلٰی من الشفة العلیا قال الحلق سنة و ھو احسن من القص ھذا قوله رحمه اللّٰه وصاحبیه رحمهما اللّٰه تعالٰی کذا فی محیط السرخسی وعبارۃ المجتبی وحلق الشارب بدعة والسنة فیه القص صح حلقه سنة نسبه الٰی ابی حنیفة وصاحبیه والقص منه حتٰی یوازی الحرف الاعلٰی من الشفة العلیاسنة بالاجماع. (حاشیه طحطاوی علی الدر المختار، ج، ٤، ص: ٢٠٣)

اوراس کے علاوہ فقیہ العصر حضرت اقدس مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ:

''سنیت حلق سے انکار امام وصاحبین رحمہم اللہ کے مذہب منصوص کے خلاف ہونے کی وجہ سے بالکل غیر معتبر ہے صحیح یہ ہے کہ حلق بھی سنت ہے بلکہ سنت کا اعلیٰ درجہ ہے''۔(احسن الفتاوی، ج:۸،ص:۴۴۸)

مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب لکھتے ہیں کہ:

با اتفاق امام ابوحنیفہ وصاحبین رحمہم اللہ مونچھوں کو مونڈھنا یا ایسا کاٹنا جو کہ مونڈنے کی طرح ہو سنت ہے۔ سنیت حلق سے انکار امام وصاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے مذہب منصوص کے خلاف ہونے کی وجہ سے بالکل غیر معتبر ہے صحیح یہی ہے کہ مونچھوں کو مونڈھنا بھی سنت ہے بلکہ سنیت کا اعلیٰ درجہ ہے۔

قال الطحاوی رحمه اللّٰه تعالٰی وقال قصه حسن واحفاؤہ احسن وافضل وھٰذا مذھب ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد رحمھم اللّٰه تعالٰی

وقال فی آخر البحث، ان قص الشارب من الفطرة وھو مما لابدمنه وان ما بعد ذالک من الاحفاء ھوافضل وفیه اصابة الخیرمالیس فی القص.

(داڑھی اور بالوں کے شرعی احکام، ص:۳۹،۴۰، ط، مکتبہ عمر فاروق کراچی)

اوراس کے علاوہ فقہاء حنفیہ میں سے دوسرے حضرات نے بھی مونچھوں کے حلق کوسنت کہا ہے، لہٰذا حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

فی نھر الفائق: وقال الطحاوی: القص حسن والحلق احسن وھوقول علمائنا الثلاثة. (نھر الفائق، ج: ٢، ص: ١٢٠، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

وفی ملتقی الابحر: والسنة تقلیم الاظافیر ونتف الابط وحلق العانة والشارب وقصه حسن.

وفی مجمع الانھر تحته: (و)السنة(نتف الابط وحلق العانة و الشارب)......(و قصه) ای الشارب (حسن). (مجمع الانھر شرح ملتقى الابحر، كتاب الكراهية، فصل فی المتفرقات، ج: ٤، ص:٢٢٥، ٢٢٦، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

وفی البناية: وقال الكاكی رحمه الله وذكرالطحاوی فی شرح الآثار ان حلقه سنة ونسب ذلک الی العلماء الثلاثه. انتهٰی.

قلت: لم یذکرالطحاوی کذلک، وانما قال بعد روایته الاحادیث المذکورة و التوفیق بینها ان الاحفاء افضل من القص، ثم قال نعم باب حلق الشارب، وانما اراد بذلک الاحفاء حتی یصیر کالحلق،

وفی المختار حلقه سنة وقصه حسن، وفی المحيط الحلق احسن من القص وهو قول ابی حنیفه وصاحبیه رحمهما اللّٰہ. (البنایه، ج: ٤، ص: ٣٣٧،٣٣٦، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

وفی الاختیار: قال الطحاوی فی شرح الآثار قص الشارب حسن، وهو ان تاخذ حتیٰ ینتقص عن الاطار وهو الطرف الاعلیٰ من الشفة العلیا، قال: والحلق سنة وهو احسن من القص وهو قول اصحابنا. (الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الکراهة، ج: ٤، ص: ١٦٧، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

وفی التبیین: وذکر اخذ فی الشارب وهو القص لانه هو السنة وهو ان یقص منه حتیٰ یوازی الاطار وهو الحرف الاعلی من الشفة العلیا وذکر الطحاوی ان حلق الشارب هو السنة عند ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد رحمهم اللّٰہ بقوله علیه الصلاة والسلام احفوا الشارب واعفوا اللحی رواه مسلم وکان ابن عمرؓ یحفی شاربه حتی ینظر الی الجلد والاحفاء الاستئصال...الخ. (تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، ج: ٢، ص: ٥٥، ط، مکتبه امدادیه ملتان)

وقال العلامة احمد بن یونس: (قوله: وذکر الطحاوی ان حلق الشارب هو السنة) قال فخر الاسلام البزدوی فی شرح الجامع الصغیر: ومن الناس من قال بان الحلق بدعة احتجاجا بحدیث النبی ﷺ عشر من فطرتی وذکر منها الشارب و احتج اصحابنا رحمهم اللّٰہ بحدیث ابی

هریرة وعبداللّٰہ بن عمر رضی اللہ عنهم عن النبیﷺ انه قال احفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ، والاحفاء الاستئصال.

والقص محتمل فیحمل علی ماروینا لانه محکم " اتقانی" وکتب مانص وهو احسن من القص والقص حسن جائز."اتقانی". (حاشیه شیخ احمد بن یونس الشلبی علی تبیین الحقائق شرح کنزالدقا ئق، ج: ۲، ص:۵۵، ط، مکتبه امدادیه ملتان)

وفی الهندیة: وذکر الطحاوی فی شرح الآثار ان قص الشارب حسن وتقصیره ان یوخذ حتیٰ ینقص من الاطار وهو الطرف الاعلیٰ من الشفة العلیا قال والحلق سنة وهو احسن من القص و هذا قول ابی حنیفه وصاحبیه رحمهم اللّٰہ. کذا فی المحیط السرخسی .(الفتاوی العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب التاسع عشر فی الختان والخصاء الخ، ج:۵، ص : ۳۵۸)

وفی الفقه الحنفی: السنة تقلیم الاظا فر ونتف الابط وحلق الشارب وهی من سنن الخلیل صلوات اللہ علیه وفعلها نبینا (ﷺ) وامربها قال الطحاوی فی شرح الآثار قص الشارب حسن وهوان تاخذ منه حتیٰ ینقص عن الطرف الاعلیٰ من الشفة العلیا وقال الطحطاوی الحلق سنة وهواحسن من القص وهو قول الحنفیة لقوله علیه الصلاة والسلام احفوا الشارب و اعفوا اللحیٰ، والاحفاء الاستئصال. (الفقه الحنفی وادلته، ج: ۲، ص: ۳۹۰)

وفی الفیض: قال الطحاوی: ان خال المزنی کان یقص شواربه من اصلها وهوالنهک، و الاحفاء ولا اظنه الا أن تعلمه من الشافعی وهکذا کان یفعلا صاحبا ابی حنیفة ثم القص یحتمل ان یکون بالحلق ویتحمل ان یکون بالمبالغة فی القص من المقراض...الخ.

قال العلامة محمد بدرعالم رحمه اللّٰه تعالٰی فی حاشیة فیض الباری: "قلت" ولم اجد فی معانی الآثار ولم ارفیه انه عزا شیئا الی خاله، نعم فیه ان الاحفاء افضل من القص ثم ایده بالنظرفی الحلق و القصرفی باب الحج وقال: فالنظرعلی ذلک ان یکون کذلک حکم الشارب قصه حسن واحفاؤه احسن وافضل و هذا مذهب ابی حنیفة وابی یو سف و محمد رحمهم اللّٰه ثم ذکرجماعة من الصحابة رضی اللّٰه عنهم کانوا یحفون شواربهم، منهم ابن عمرؓ انه کان یحفی شاربه، حتٰی ان الجلد لیری، وفی لفظ کانه ینتفه ثم قال: فدل ذلک علی ان قص الشارب من الفطرة وهو مما لابد منه، وان ما بعد ذلک من الاحفاء هو افضل، فیه اصابة الخیر مالیس فی القص، ص: ٣٣٤، ج: ٢، قلت ولیراجع الیه مرة اخری فان القلم یزل والفکر یجنی والبصر یخطیء. (حاشیة البدر الساری الی فیض الباری، کتاب اللباس، باب قص الشارب، ج: ٦، ص: ٩٩، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

قال ابوبکر ذکرابوجعفر الطحاویؒ: ان مذهب ابی حنیفه و زفر وابی یوسف و محمد فی شعر الرأس والشارب ان الاحفاء افضل من

التقصير...الخ. (احكام القرآن للحصاص، ج :١، ص : ٦٧)

واما ابوحنيفة و زفر وابو يوسف فكان مذهبهم فى شعر الرأس والشارب ان الاحفاء افضل من التقصير...الخ. (حاشيه محى الدين شيخ زاده على تفسير القاضى البيضاوى، ج: ٢، ص: ٢٧٢)

وقال الطحاوى: وامامن طريق النظر فقد رأينا الحلق قد امربه فى الاحرام ورخص فى التقصير فكان الحلق افضل من التقصير و كان التقصير من شاء فعله ومن شاء زاد عليه، الا انه يكون بزيادته عليه اجراً اعظم من القص، فالنظرعلى ذلك ان يكون كذلك حكم الشارب قصه حسن، واحفاؤه احسن وافضل هذا مذهب ابى حنيفة وابى يوسف ومحمد رحمهم اللّٰه.

وقال العينى فى شرحه: وامامعنى هذا الباب من طريق النظر والقياس، بيانه، ان الحاج امربالحلق و رخص له فى التقصير وخير فيه ان شاء اقتصرعليه وان شاء زاد عليه، غيرانه يكون بزيادته على ذلك اكثر اجرا، فالقياس على ذلك ان يكون حكم الشارب كذلك، يكون مخيراً فى قصه فاذا زاد على ذلك حتٰى صار احفاء يكون افضل من ذلك. فيكون القص حسنا والاحفاء أحسن فافهم. (نخب الافكار فى تنقيح مبانى الأخبار فى شرح معانى الآثار، كتاب الكراهية، باب حلق الشارب، ج: ١٣، ص:١٨٣، ط، دار النوادر دمشق)

لہٰذا صحیح قول یہی ہے کہ مونچھوں کا منڈانا بدعت نہیں ہے بلکہ سنیت کا اعلیٰ درجہ

یہ ہے کہ مونچھوں کا حلق کیا جائے ، نیز بعض روایات میں لفظ حلق بھی آیا ہے، امام نسائی رحمہ اللہ نے سنن کبری میں محمد بن عبداللہ بن یزیدؒ کی سند سے ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: فطرۃ پانچ چیزیں ہیں، ختنہ کرنا اور زیر ناف بال منڈانا اور بغلوں کے بالوں کا اکھیڑنا اور ناخنوں کا تراشنا اور مونچھوں کا منڈانا۔

علامہ ابوبکر جصاص الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے احکام القرآن میں ابراھیم بن محمد بن خطابؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ مونچھوں کو منڈاتے تھے۔

قال الجامع عفاالله عنه: فتحصل من مجموع ماتقدم ان العلماء اختلفوا فى حلق الشارب منهم من كرهه ومنهم من رجحه على القص ومنهم من خير وسبب ذلك اختلاف الاحاديث: فانها وردت بلفظ "احفوا الشوارب" وبلفظ "جزوا الشوارب" بلفظ "انهكوا الشوارب" وكلها فى مسلم و بلفظ "الحلق" وهى رواية المصنف فى الكبرى فى، ۹/۹، عن محمد بن عبدالله بن يزيد عن سفيان بن عيينة عن الزهرى عن سعيد بن المسيب عن ابى هريرة عن النبى ﷺ قال: الفطرة خمس الختان وحلق العانة ونتف الابط وتقليم الاظفار وحلق الشارب.

(ذخيرة العقبىٰ فى شرح المجتبىٰ، ج: ۱، ص: ۳۸۵،۳۸۶)

وقال ابراهيم بن محمد بن خطاب رايت ابن عمرؓ يحلق شاربه كا نه ينتفه وقال بعضهم حتىٰ يرىٰ بياض الجلد قال ابو بكر ولما كان التقصيرمسنونافى الشارب عند الجميع كان الحلق افضل قال النبى عليه

السلام رحم الله المحلقين ثلاثا ودعا للمقصرين مرة فجعل حلق الرأس افضل من التقصير.... الخ. (احكام القرآن للجصاص، ج: ۱، ص: ٦٨)

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کا فتویٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی نور اللہ مرقدہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال:۔ استرے یا بلیڈ سے مونچھیں مونڈنا جائز ہے یا مکروہ؟

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ترجمۃ الباب ''باب حلق الشارب'' قائم فرمایا ہے پھر بحث میں بھی احفاء بمقابلہ قص لائے ہیں، نیز وجہ النظر میں بھی افضلیت حلق محرم پر قیاس فرمایا ہے، **ونصہ: قصہ حسن و احفاؤہ احسن وافضل وھٰذا مذھب ابی حنیفه وابی یوسف و محمد رحمھم اللّٰہ تعالٰی.**

وقال فی آخر البحث: ان قص الشارب من الفطرة وھومما لابد منه وان مابعد ذلک من الاحفاء ھوافضل وفیه من اصابة الخیر مالیس فی القص. (شرح معانی الآ ثار، ج:۲،ص ۲۷۹)۔

الجواب باسم ملھم الصواب:

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ باتفاق اعلم بمذہب ابی حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، آپ کی تحریر کے مطابق باتفاق ائمتنا الثلاثہ رحمہم اللہ حلق شوارب مسنون ہے، ترجمہ الباب حلق الشارب کے تحت احادیث احفاء لانے سے مقصد یہ ہے کہ ان احادیث میں احفاء بمعنی حلق ہے، چنانچہ فتح الباری کی ایک روایت میں صراحۃ لفظ حلق مذکور ہے، سیجی ءنصہ۔

حافظ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب میں حلق سے احفاء یعنی استئصال کالحلق مراد ہے جس کو بغرض اظہار مبالغہ حلق سے تعبیر کیا ہے۔

ولاتخفٰی ان ھٰذا التحمل تمحل وتاؤیل القول بما لایرضٰی به قائله وتفرد به الحافظ العینی رحمه اللّٰه تعالٰی، ثم نقل ھو نفسه فی البنایه سنیة الحلق عن المختار و المحیط وسیجی نصه.

یہ تاویل بوجوہ ذیل نا قابل قبول ہے۔

صنیع مصنفین میں اصل مقصود ترجمۃ الباب ہوتا ہے اس کے اثبات کے لئے اس کے تحت احادیث لائی جاتی ہیں، ترجمۃ الباب میں مصنف اپنا دعویٰ پیش کرتا ہے پھر اس کے تحت مندرجہ احادیث سے اپنے اس دعویٰ کو ثابت کرتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ احادیث احفاء سے سنیت حلق ثابت کر رہے ہیں اس کے برعکس حلق سے احفاء مراد لینا اصول تصنیف کے خلاف ہے اور قلب موضوع۔

حلق کا استیصال کالحلق سے ابلغ فی المعنی والیسر فی العمل ہونا ظاہر ہے اس لیے حلق پر احفاء بمعنی الاستیصال بالقص کالحلق کو ترجیح دینا خلاف معقول ہے۔

قال الحافظ العسقلانی رحمه اللّٰه تعالٰی: وورد الخبر بلفظ الحلق وھی روایة النسائی عن محمد بن عبداللّٰه بن یزید عن سفیان بن عیینه بسند ھٰذا الباب ورواه جمهور اصحاب ابن عیینه بلفظ القص وكذا سائر الروایات عن شیخ الزھری ووقع عند النسائی من طریق سعید المقبری عن ابی ھریرة رضی اللّٰه عنه بلفظ تقصیر الشارب نعم وقع الامر یشعر بأن روایة الحلق محفوظ کحدیث العلاء بن عبدالرحمٰن عنه عن ابیه عن ابی

هريرة رضي اللّٰه عنه عند مسلم بلفظ جزوا الشوارب وحديث ابن عمر رضي اللّٰه عنهما المذكور في الباب الذى يليه بلفظ احفوا الشوارب وفى الباب بلفظ انهكوا الشوارب فكل هذه الالفاظ تدل على ان المطلوب المبالغة في الازالة لان الجز وهو بالجيم والزاى الثقيلة قص الشعر والصوف الى ان يبلغ الجلد والاحفاء بالمهملة والفاء الاستقصاء ومنه احفوه بالمسألة قال ابوعبيد الحصروى معناه الزقوا الجزبالبشرة وقال الخطابى هو بمعنى الاستقصاء والنهك بالنون والكاف، المبالغة ومنه ما تقدم فى الكلام على الختان قوله ﷺ للخافضة "اشمى ولا تهنكى" اى لاتبالغى فى المرأة وجرى على ذٰلک اهل اللغة وقال ابن بطال: النهک التاثير فى الشيء وهوغيرالاستئصال. (فتح البارى، ج:١٠، ص: ٢٨٥)

وقال الطحاوى رحمه اللّٰه تعالٰى: الحلق هومذهب ابى حنيفة وابى يوسف و محمد رحمهم اللّٰه تعالٰى. (فتح البارى، ج:١٠، ص:٢٨٦)

وقال: وقد رجح الطحاوى: الحلق على القص بتفضيلة ﷺ الحلق على التقصير فى النسک.(حواله بالا)

وقال الحافظ العينى رحمه اللّٰه: قوله يحفى من الاحفاء بالحاء المهملة والفاء يقال احفى شعراذا استاصله حتى يصير كالحلق وتكون احفاء الشارب افضل من قصه عبر الطحاوى بقوله باب حلق الشارب.

(عمدة القارى، ج : ٢٦، ص : ٤٣)

وقال: وقال الكاكى وذكرالطحاوى رحمه اللّٰه تعالٰى فى شرح

الآثــار حــلـقــه ســنة و نـسـب ذلـک الـى الـعـلـمـاء الثلاثة انتهٰى. قلت لم يـذكـر الـطـحـاوى كـذلـک وانـمـا قـال بعد رواياته الاحاديث المذكورة والتـوفيق بينها ان الاحفاء افضل من القص نعم قال باب حلق الشارب انما اراد بـذلـک الاحـفـاء حتٰى يـصـيـر كالحلق وفى المختار حلقه سنة وقصه حسـن وفى المحيط الحلق احسن من القص وهو قول ابى حنيفة وصاحبيه رحمهم اللّٰه تعالىٰ. (البنايه ، ج:٤، ص :٢٥٥)

وقـال عبـدالـلّٰـه بـن محمود رحمه اللّٰه فى متنه المختار: والسنة تقليم الاظفار ونتف الابط وحلق العانة والشارب وقصه احسن.

نـقـل فـى شـرحـه عن الامام الطحاوى رحمه اللّٰه تعالىٰ: والحلق سـنة وهـو احسـن من القص وهو قول اصحابنا رحمهم اللّٰه تعالىٰ، قال عليه الـصـلاة والسلام: احفوا الشوارب و اعفوا اللحى، والاحفاء الاستئصال.

(الاختيار لتعليل المختار، ج: ٤، ص: ١٦٧)

متن میں قصہ احسن کتابت کی غلطی ہے صحیح لفظ حسن ہے۔اس پر دو دلائل ہیں عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مختار سے منقولہ عبارت مذکورہ میں ''وقصہ حسن'' ہے مصنف نے شرح میں خود امام طحاوی رحمہ اللہ سے حلق کا احسن ہونا نقل کیا ہے عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حلق کے احسن من القص ہونے کے بارے میں مختار اور محیط کا حوالہ دیا ہے عبارت کی تحقیق اوپر گذر چکی ہے، محیط سے بظاہر محیط سرخسی مراد ہے اس لیے کہ حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار میں اس کی تصریح ہے۔''و سیجیء نصہ''، ممکن ہے کہ محیط برہانی میں بھی اس طرح ہو عنقریب اس کی طباعت متوقع ہے، فليراجع بعد وقال العلامة الحصكفى رحمه اللّٰه: و كره تركه وراء الاربعين

مجتبٰی وفیه حلق الشارب بدعة وقیل سنة.

وقال العلامة ابن عابد ین رحمه اللّٰه: (وقوله وقیل سنة) ومشی علیه فی الملتقٰی و عبارة المجتبٰی بعدمارمز للطحاوی حلقه سنة ونسبه الٰی ابی حنیفة وصاحبیه رحمهم اللّٰه تعالٰی والقص منه حتّٰی یوازی الحرف الاعلٰی من الشفة العلیاسنة بالاجماع. (ردالمحتار، ج: ٥، ص: ٢٦١)

وقال العلامة الطحطاوی رحمه اللّٰه تعالٰی: (قوله حلق الشارب بدعة) وقع فی بعض العبارات التعبیربالقص وفی بعضها التعبیر بالحلق ففی الهندیة ذکرالطحاوی فی شرح الآثاران قص الشارب حسن وتفسیره ان یوخذ منه حتّٰی ینقص من الاطار وهو الطرف الاعلٰی من الشفة العلیا قال والحلق سنة وهو احسن من القص هذا قوله وصاحبیه رحمهم اللّٰه کذا فی المحیط السرخسی وعبارة المجتبٰی و حلق الشارب بدعة والسنة فیه القص صح حلقه سنة نسبه الی ابی حنیفة وصاحبیه رحمهم اللّٰه تعالٰی والقص منه حتّٰی یوازی الحرف الاعلٰی من الشفة العلیا سنة بالاجماع. (حاشیه طحطاوی علی الدرالمختار، ج :٤، ص : ٢٠٣)۔

واللّٰہ سبحانه وتعالٰی اعلم۔ (احسن الفتاویٰ، ج: ٨، ص: ٤٥٠ تا٤٥٣)

مونچھوں کوکاٹنے کے بارے میں تخییر کا قول

مونچھوں کوکاٹنے کے بارے میں علامہ طبری رحمہ اللہ تعالیٰ اوربعض دوسرے حضرات کی رائے یہ ہے کہ انسان کواختیار ہے کہ مونچھوں کوبالکل صاف کرے یا کترائے،

اس لئے کہ قص اور احفاء دونوں سنت سے ثابت ہیں، اور اس کے علاوہ یہ دونوں الفاظ (قص اور احفاء) ایک دوسرے کے لیے ناسخ ومنسوخ بھی نہیں ہیں۔ نیز بعض علماء کی رائے یہ بھی ہے کہ کبھی مونچھوں کو کترایا جائے اور کبھی بالکل صاف کیا جائے تاکہ احادیث میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس پر عمل ہو سکے۔

وذهب الطبری الی التخییر فی ذلک فقال ذکر اهل اللغة ان الاحفاء الاستئصال وکذا النهک بالنون والکاف المبالغة فی ذلک ودلت السنة علی الامرین ولاتعارض فان القص یدل علی اخذ البعض والاحفاء یدل علی اخذ الکل وکلاهما ثابت، وقال العسقلانی، ورجح ذلک ثبوت الامرین فی الاحادیث المرفوعة کذا حققة السیوطی.

(مرقات، ج: ٨، ص: ٢٧٢)

وقال الآخرون: لما جاء الحدیث عنهﷺ بلفظین یحتمل احدهما استئصال حلقه وهوقوله: "احفوا الشوارب" واللفظ الآخر یحتمل أخذ بعضه وهوقوله من الفطرة قص الشارب ولم یکن احد هما ناسخا للآخر و لادافعا له، دل ذلک علی ان النبی علیه السلام اطلق لامنه کلا الفعلین فمن أخذ بقص شاربه فهو مصیب ومن استأصل حلقه فهو لموافقة ذلک السنة...الخ. (شرح صحیح البخاری لابن بطال، ج: ٩، ص: ١٤٥)

قال القرطبی: وقص الشارب ان یاخذ ما طال علی الشفة بحیث لایؤذی ولا یجمع فیه الوسخ، قال: والجز والاحفاء هوالقص المذکور ولیس بالاستئصال عند مالک قال وذهب الکوفیون الی انه الاستئصال وبعض

العلماء الی التخییر فی ذلک: قلت: ھو الطبریؒ فانه حکی قول مالک وقول الکوفیین. ونقل عن اھل اللغة ان الاحفاء الاسئتصال ثم قال دلت السنة علی الامر ین ولاتعارض، فان القص یدل علی اخذ البعض والاحفاء یدل علی اخذ الکل وکلاھما ثابت فیما شاء....ویر جح قول الطبری ثبوت معا فی الاحادیث المرفوعة. (فتح الباری، ج: ١٠، ص: ٣٥٩، ٣٦٠)

(والحاصل): ان السنة دلت علی الامرین ولاتعارض فان القص یدل علی اخذ البعض والاحفاء یدل علی اخذ الکل وکلا ھما ثابت فیختار المکلف، ایھما شاء فینبغی لمن یرید المحافظة علی السنن ان یستعمل ھذا مرة وھذا مرة فیکون قد عمل ماورد. (المنھل العذب المورود شرح سنن ابی داؤد، ج: ١، ص: ١٨٥)

قال الجامع عفا اللّٰہ عنه: فلما صحت الاحادیث فی الامر ین علمنا ان المکلف مخیر فیھما قال صاحب المنھل. ١/١٨٥ : والحاصل السنة دلت علی الامر ین ولا تعارض فیختار المکلف ایھما شاء فینبغی لمن یرید المحافظة علی السنن ان یستعمل ھذا مرة وھٰذا مرة فیکون قد عمل بکل ماورد. انتھٰی کلام صاحب المنھل وھذا احسن ما یحصل به العمل بالاحادیث المقتضیة للامرین من غیر اھمال لبعضھا. واللّٰہ اعلم.(ذخیرة العقبی فی شرح المجتبیٰ: ج: ١، ص: ٣٨٧)

خلاصہ: مونچھوں کو کاٹنے کے بارے میں حضرت امام سالم وسعید بن المسیب و

عروۃ بن زبیر وجعفر بن زبیر وعبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ وابوبکر بن عبد الرحمٰن بن الحارث و حسن بصری ومحمد بن سیرین وعطاء بن ابی رباح ومالک بن انس رحمہم اللہ تعالیٰ ودیگر فقہاء مالکیہؒ اور حنفیہ میں علامہ کاسانیؒ اور بعض دیگر حضرات کی رائے یہ ہے کہ مونچھوں کا کترنا سنت وافضل ہے اور فقہاء شوافع وحنابلہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی ایک قول یہی منقول ہے کہ مونچھوں کا کترنا سنت وافضل ہے۔

اور ان حضرات کے برخلاف جمہور السلف، اہل کوفہ وامام مکحول ومحمد بن عجلان و نافع مولی ابن عمر وامام ابوحنیفہ وزفر وابو یوسف ومحمد وطحاوی وابوبکر جصاص رحمہم اللہ تعالیٰ و دیگر اکثر فقہاء حنفیہ کے نزدیک مونچھوں کا کترنا بھی سنت ہے اور منڈانا بھی، لیکن مونچھوں کا منڈانا، کترنے سے افضل ہے۔ نیز فقہاء شوافع وحنابلہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی ایک قول یہی منقول ہے کہ مونچھوں کا منڈانا افضل ہے۔

اور اس کے علاوہ علامہ طبری وحافظ ابن حجر عسقلانی وعلامہ محمود محمد خطاب السبکی اور علامہ محمد بن علی بن آدم رحمہم اللہ تعالیٰ، یہ تمام حضرات فرماتے ہیں کہ مونچھوں کو منڈانے اور کترنے کے بارے میں انسان کو اختیار ہے کہ مونچھوں کو منڈائے یا کترائے، البتہ علامہ محمود محمد خطاب السبکی اور علامہ محمد بن علی بن آدم، یہ دونوں بزرگ فرماتے ہیں کہ کبھی مونچھوں کو منڈایا جائے اور کبھی کترایا جائے تاکہ دونوں پر عمل ہو سکے۔ و اللّٰہ اعلم و علمہ اتم واحکم.

بڑی مونچھوں کا حکم

سوال: ایک شخص کی مونچھیں اتنی بڑی ہیں کہ پانی وغیرہ پیتے وقت مونچھیں اس

پانی وغیرہ کے ساتھ لگ جاتی ہیں، تو ایسی مونچھوں اور اس پانی وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اتنی بڑی مونچھیں رکھنا شرعاً گناہ ہے، حدیث میں آتا ہے:

"عن زید بن أرقم رضی اللّٰہ عنه أن رسول اللّٰہ ﷺ قال: من لم یأخذ من شاربه فلیس منا". (مشکوة، ص: ۳۸۱)

ترجمہ: "آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ: جو شخص مونچھیں نہیں تراشتا وہ ہم میں سے نہیں"۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۸، ص:۳۰۷، ط، مکتبہ لدھیانوی کراچی)

مجاہدین کیلئے مونچھیں بڑھانے کا حکم

سوال: مجاہد کیلئے میدانِ جہاد میں مونچھیں بڑھانے کا کیا حکم کیا ہے؟

جواب: مجاہدین کیلئے میدانِ جہاد میں اس نیت سے مونچھیں بڑھانا کہ دُشمن پر رُعب رہے شرعاً جائز ہے۔ بشرطیکہ اوپر کی ہونٹ کی سرخی نظر آئے۔

وفی الهندیة قال: قالوا لابد عن طول الشارب للغزاة لیکون اهیب فی عین العدو کذا فی الغیاثیه. [عالمگیریه ص ٣٤٨ ج٥]۔ (داڑھی اور بالوں کے شرعی احکام، ص: ۳۹، ط، مکتبه عمر فاروق)

مونچھیں دونوں طرف بڑھانا مکروہ ہے

سوال: مونچھیں دونوں طرف بڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب باسم ملهم الصواب: مکروہ ہے۔

قال العلامة ابن عابدین رحمه اللّٰہ تعالیٰ: واما طرفا الشارب

وهـما السبالان فقيل هما منه وقيل من اللحية و عليه فقيل لابأس بتركهما وقيل يكره لما فيه من التشبه بالاعاجم واهل الكتاب وهذا اولى بالصواب وتمامه في حاشية نوح. (ردالمحتار، ص: ٢٠٤، ج: ٢)

وقـال في حاشية على البحر تحت (قوله وهو المبالغة في القطع) وقيـل كـره ابـقـاء السبال لما فيه من التشبه بالاعاجم بل بالمجوس واهل الـكـتـاب وهـذا اولىٰ بالصواب لما رواه ابن حبان في صحيحه من حديث ابـن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما قال ذكر لرسول اللّٰهﷺ المجوس فقال انهـم يـوفـرون ويحلقون لحاهم فخالفوهم فكان ابن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما يجز كما تجز الشاة والبعير. (منحة الخالق بهامش البحر الرائق، ص: ١١، ص: ٣) والـلّٰه سبحانه وتعالىٰ اعلم۔ (احسن الفتاوی، ج: ٨، ص: ٤٤٧، ط، سعيد)

حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: مونچھیں دونوں طرف بڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسا کرنا مکروہ ہے لہٰذا مونچھیں دونوں طرف نہ بڑھائی جائیں...الخ۔

(داڑھی اور بالوں کے شرعی احکام،ص:۳۸،۳۹،ط،مکتبہ عمر فاروق)

حضرت مولانا مفتی محمد جعفر ملی رحمانی صاحب تحریر فرماتے ہیں: مونچھیں اتنی بڑھانا کہ پانی یا کوئی دوسری مشروب چیز پیتے وقت، اس کے بال پانی وغیرہ میں لگیں، شرعاً

جائز نہیں، اسی طرح مونچھوں کے دائیں بائیں والے کنارے اور نوکیں بڑھانا غیروں کے ساتھ تشبہ کی وجہ سے مکروہ ہے۔(**المسائل المهمه فيما ابتلت به العامة**، ج:۵،ص: ۲۵۷)

مونچھیں کاٹتے وقت دائیں طرف سے ابتداء

مونچھوں کو کاٹتے وقت دائیں طرف سے ابتدا کرنا مستحب ہے کہ پہلے دائیں طرف کے حصہ سے کاٹی جائیں، اور اس کے بعد بائیں طرف سے، اور اگر کوئی بائیں طرف سے پہلے کاٹے، اور اس کے بعد دائیں طرف سے کاٹے تو بھی گناہ نہیں (۲۲)۔

---

(۲۲):**قال النوويؒ: وأما قص الشارب، فسنة أيضاً، ويستحب أن يبدأ بالجانب الأيمن، وهو مخير بين القص بنفسه، وبين أن يولي ذلک غيره، لحصول المقصود من غير هتک مروؤة، ولا حرمة.** (شرح صحيح مسلم للنووي، كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، ج: ۲، ص: ۵۳، ط، مكتبه البشریٰ كراتشي)

بالوں کا بیان

بال رکھنے کا مسنون طریقہ

آنحضرت ﷺ کے سر کے بال مبارک گھنے اور سیاہ تھے، جو دیکھنے میں بہت خوشنما معلوم ہوتے تھے، نہ بالکل گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، بلکہ نہایت دیدہ زیب اور خوب صورت بال تھے۔ احادیث شریفہ میں آپ کے بالوں کی کیفیت بیان کرنے کے لئے تین الفاظ آتے ہیں:

(۱) وفرہ:۔ وہ بال جو کان کی لو تک ہوں۔

(۲) لمہ:۔ وہ بال جو کان کی لو سے نیچے تک ہوں۔

(۳) جمہ:۔ وہ بال جو مونڈھوں تک ہوں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ عموماً کان اور مونڈھوں کے درمیان بال رکھا کرتے تھے، اور بالوں کے سلسلہ میں یہ مقدار کا اختلاف احوال اور زمانہ کے اعتبار سے ہے۔ (جمع الوسائل ۱/۷۶)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ قاضی عیاضؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب آپ بال تراش لیتے تھے، تو کان کی لو تک ہوجاتے تھے، اور جب چھوڑ دیتے تھے تو کندھے تک آجاتے تھے۔

قال أهل اللغة: الجمة أكثر من الوفرة، فالجمة الشعر الذى نزل الى المنكبين. والوفرة: ما نزل الى شحمة الأذنين. واللمة التى لمت بالمنكبين. قال القاضى: والجمع بين هذه الروايات أن مايلى الأذن هو

الذی یبلغ شمحة أذنیه وهو الذی بین أذنیه وعاتقه، وما خلفه هو الذی یضرب منکبیه، وقال: وقیل بل ذٰلک لاختلاف الأوقات، فاذا غفل عن تقصیرها بلغت المنکب، واذا قصرها کانت الی انصاف الأذنین، فکان یقصر ویطول بحسب ذٰلک. [شرح النووی علی صحیح مسلم ٢ / ٢٥٨]

عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: کنت أغتسل أنا و رسول اللّٰه ﷺ من اناء واحد، و کان له شعر فوق الجمة ودون الوفرة. [الشمائل المحمدیه / باب ماجاء فی شعر رسول اللّٰه ﷺ ص: ١٨ رقم: ٢٥ المکتبة الاسلامیة داکا بنغلادیش، ص: ٣ النسخة الهندیة]

عن البراء رضی اللّٰه عنه قال: ما رأیت من ذی لمة أحسن فی حلة حمراء من رسول اللّٰه ﷺ. زاد محمد بن سلیمان: له شعر یضرب منکبیه. [سنن أبی داؤد، کتاب الترجل/ باب ما جاء فی الشعر ٢/ ٥٧٦ رقم: ٤١٨٣ دار الفکر بیروت، صحیح مسلم، کتاب الفضائل/ باب فی صفة النبی ﷺ وأنه کان أحسن الناس وجهاً رقم: ٢٣٣٧ بیت الأفکار الدولیة، سنن الترمذی ٢ / ٣٠٢ رقم: ١٧٢٤ دار الفکر بیروت] فقط واللّٰه تعالیٰ اعلم۔

(کتاب النوازل، ج: ١٥، ص: ٤٩٩، ٥٠٠)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ تحریر فرماتے ہیں:

حضور اکرم ﷺ کے پٹھوں کی مقدار میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں، جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا اور ان میں کچھ تعارض نہیں، اس لئے کہ بال بڑھنے والی چیز ہے، ایک زمانہ میں اگر کان کی لو تک تھے تو دوسرے زمانہ میں اس سے زائد، اس لئے کہ حضور ﷺ کا

سر منڈانا چند مرتبہ ثابت ہے، تو جس نے قریب کا زمانہ نقل کیا اس نے چھوٹے بال نقل کیے اور جس نے بال منڈے ہوئے عرصہ ہو جانے کے وقت کو نقل کیا اس نے زیادہ بال نقل کیے۔ بعض علماء نے اس طرح پر بھی جمع فرمایا ہے کہ سر مبارک کے اگلے حصہ کے بال نصف کانوں تک پہنچ جاتے تھے اور وسطِ سر کے اس سے نیچے تک اور اخیر سر کے مونڈھوں کے قریب تک۔ (خصائل نبوی، ص:۴۴، ط، مکتبۃ البشریٰ کراچی)

سر کے بال کٹوانا

سوال: زید کہتا ہے کہ سارے سر میں بال رکھانا سنت ہے، اور بلا حج سر منڈوانا خلاف سنت ہے، اور خشخشے بال رکھانے والے کو سخت مخالف سنت خیال کر کے قابل ملامت کہتا ہے، عمرو کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سر منڈواتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس فعل سے کبھی منع نہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سر منڈانا بھی غیر ایام حج میں سنت ہے، اور خشخشے بال رکھنا قرون ثلثہ سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور اُن کو جو زید کہتا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور ایسے بال رکھانے والا شرعاً قابل ملامت ہے یا نہیں؟

الجواب: سنت مطلقہ وہ ہے جس کو حضور ﷺ نے بطور عبادت کیا ہے، ورنہ سنن زوائد سے ہوگا، تو بال رکھنا حضور ﷺ کا بطور عادت کے ہے، نہ بطور عبادت کے، اس لئے اولیٰ ہونے میں تو شبہ نہیں، مگر اس کے خلاف کو خلافِ سنت نہ کہیں گے اگر چہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی نہ ہوتی چہ جائے کہ وہ حدیث بھی ہے، اور رسول اللہ ﷺ کا انکار نہ فرمانا یقینی دلیل ہے بال نہ رکھنے کی، جواز بلا کراہت کے اور خلافِ سنت نہ ہونے کے۔ پس جس حالت میں بالکل منڈا دینا جائز ہے تو قصر کرانے میں کیا حرج ہے۔

للاجماع على تساوى حكم القصر والحلق لشعر الرأس فى مثل هذا الحكم والى التساوى أشير بقوله تعالىٰ محلقين رؤسكم ومقصرين. واللّٰه تعالىٰ اعلم. (امداد الفتاوى، ج: ٩، ص: ٣١٣، ٣١٤، ط، زكريا بُك ڈپو الهند)

سر کے بالوں کی جائز وناجائز صورتوں کی تفصیل

سوال: چند احباب نے ایک انجمن بنائی ہے، اس انجمن کے تحت کئی تعلیمی ادارے چل رہے ہیں، مستحق طلبہ کی اعانت بھی کی جاتی ہے، اس ادارے نے اچھے مسلمان پیدا کرنے کا عزم رکھا ہے، چنانچہ اس کے زیر اہتمام چلنے والے اسکولوں اور کالجوں میں ناظرہ قرآن، دینی معلومات، ترجمہ قرآن، حدیث کی دعائیں نیز ریاض الصالحین اور عربی گرائمر وغیرہ بھی پڑھائی جاتی ہے، جس کے لئے بڑے دینی مدرسوں سے عالم فاضل کورس کئے ہوئے مستند علماء دین کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی ایسے آدمی کو ملازم نہیں رکھا جاتا جس کی وضع قطع دین کے خلاف ہو یا وہ کسی ظاہر گناہ کا عادی ہو یا نماز نہ پڑھے وغیرہ وغیرہ اس سلسلے میں انجمن سختی سے اپنے قواعد کی پابندی کراتی ہے تاکہ سارے ماحول پر دینی رنگ غالب نظر آئے۔

طلبہ کو بھی لیکچرز کے ذریعے ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ سنتوں کی پابندی کریں اور شریعت میں جو باتیں منع ہیں ان سے بچیں۔

اب انجمن کی انتظامیہ اور مدرسین میں اختلاف ہو گیا ہے، قصہ اس اختلاف کا یہ ہے کہ انتظامیہ یہ کہتی ہے کہ دیگر ملازمین کی طرح مدرسین بھی اپنی وضع قطع دین کے مطابق

رکھیں جس میں کہ سنت کے مطابق ڈاڑھی، سر کے بال لباس کو مظہر خارجی ہونے کی وجہ سے اولیت حاصل ہے، اختلافی نقطہ یہ ہے کہ بعض مدرسین (انتظامیہ کے خیال میں) انگریزی بال رکھے ہوئے ہیں اوراس پر اصرار بھی کر رہے ہیں، مشکل یہ ہے کہ وہی مدرسین ہیں جو عالم فاضل ہیں اس لئے انتظامیہ کو انہیں اپنا موقف سمجھانے میں دشواری ہورہی ہے کہ یہ لوگ خود اتھارٹی ہیں۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اگر یہ بات ایسی ہی ہوتی تو ہم سالہا سال تک دینی مدرسوں میں پڑھتے رہے ہیں اور ہمارے بالوں کی یہی حالت تھی تو ہمارے بزرگوں نے ہمیں کیوں نہیں روکا؟ اس سے معلوم ہوا کہ یہ اتنی ضروری بات نہیں۔

کبھی کہتے ہیں کہ ہمارے بال انگریزی ہیں ہی نہیں ہم نے قینچی کے ساتھ برابر کئے ہیں کبھی کہتے ہیں ان امور میں اتباع ضروری نہیں، یہ عادت والی سنت ہے۔

اب بہت بحث ومباحثہ کے بعد طے ہوا ہے کہ آپ سے فتویٰ لیا جائے چنانچہ آپ از راہ کرم درج ذیل باتوں کے جوابات مرحمت فرمائیں اگر آپ ہر بات کا نمبر وار الگ الگ جواب دیدیں گے تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

(۱) انگریزی بالوں کی کیا تعریف ہے؟ ایسی تعریف سلیس اردو میں بتائیں جسے ہر خاص وعام سمجھ سکے اور کسی بھی آدمی کے بال دیکھ کر یا ناپ کر اندازہ ہو سکے کہ وہ انگریزی ہیں یا اسلامی؟

(۲) کیا انگریزی بال رکھنا ناجائز ہے؟

(۳) اگر ناجائز ہے تو کس قسم کا ناجائز ہے؟ اس لئے کہ جن مدرسین کا اوپر ذکر ہوا ہے وہ کہتے ہیں ناجائز کی بھی کئی قسمیں ہیں، انگریزی بال رکھنا مکروہ ہے جو ہلکی قسم کی

چیز ہے، آپ بتائیں یہ حرام ہے یا مکروہ؟ کیا مکروہ کا ارتکاب کرنا جائز ہے؟

(۴) اگر مکروہ بھی ہے تو اوپر بیان کردہ صورت حال کے پیش نظر کیا مدرسین کے لئے اس میں شدت نہیں ہو جاتی، خصوصیت کے ساتھ جب کہ وہ عالم فاضل ہوں کہ یہی لوگ طلبہ اور دیگر ملازمین کے لئے نمونہ ہیں۔

(۵) یہ مدرسین یہ بھی کہتے ہیں کہ سر کے بال منڈوانا مثلہ ہے۔

کیا سر کے بال منڈوانے کو مثلہ کہنا جائز ہے؟

(۶) یہ مدرسین یہ بھی کہتے ہیں کہ جو آدمی سر کے بال منڈوالے وہ سخت احساس کمتری کا شکار ہوتا ہے، ہم پر خود یہ حالت گذری ہے اس لئے طلبہ کو بال منڈوانے کی ترغیب نہ دی جائے کہ اس طرح وہ احساس کمتری کا شکار ہوں گے۔

کیا بال منڈوانے سے احساس کمتری کا شکار ہونا کوئی معقول بات ہے؟

الجواب باسم ملهم الصواب: پہلے بالوں کی جائز و ناجائز تمام صورتیں لکھی جاتی ہیں اس کے بعد سوالات کے جوابات۔

بال رکھنے کی جائز صورتیں تین ہیں:

(۱) پٹے رکھنا، اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱): کانوں کی لو تک۔ اس کو عربی میں وفرہ کہتے ہیں۔ (۲): کانوں کی لو اور کندھوں کے درمیان تک۔ اس کو لمہ کہتے ہیں۔ (۳): کندھوں تک اس کو جمہ کہتے ہیں۔

(۲) حلق یعنی پورے سر کے بال منڈوانا۔

(۳) پورے سر کے بالوں کو برابر کاٹنا۔

ان میں سب سے افضل پہلی صورت ہے، پھر دوسری صورت کا درجہ ہے اور آخری صورت کی صرف گنجائش ہے۔

اس میں تو کسی کو اختلاف نہیں کہ پٹے رکھنا مسنون ہے، البتہ حلق کی سنیت میں اختلاف ہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دائمی عمل کی وجہ سے مسنون کہا ہے، اسی طرح امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی سنیت نقل کی ہے۔

حافظ ابن حجر اور ملا علی قاری رحمہما اللہ تعالیٰ نے اباحت پر محمول کیا ہے۔

بہرحال اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں اور بچوں کی تربیت کی خاطر ان کے سر منڈوانا افضل بلکہ غلبہ فساد کی وجہ سے ضروری ہے۔

اخرج الامام ابوداؤد رحمه الله تعالٰی عن علی رضی الله تعالٰی عنه ان رسول اللهﷺ قال من ترک موضع شعرة من جنابة لم يغسلها فعل كذا و كذا من النار، قال علی رضی الله تعالٰی عنه فمن ثم عاديت رأسی فمن ثم عاديت رأسی فمن ثم عاديت رأسی و كان يجز شعره رضی الله تعالٰی عنه.

قال العلامة السهانفوری رحمه الله تعالٰی: وبهذا الحديث استدل الطيبی علی سنية حلق الرأس لتقريرهﷺ ولانه من الخلفاء الراشدين الذين امرنا بمتابعة سنتهم و رد عليه القاری وابن حجر فقالا ان فعله رضی الله تعالٰی عنه اذا كان مخالفاً لسنة . (بذل المجهود، ص: ١٥٢، ج: ١)

وعن عبداللّٰه بن جعفر رضی اللّٰه تعالٰی عنهما ان النبیﷺ امهل ال جعفر ثلاثاً ان یأتیهم ثم اتاهم فقال لاتبکوا علی اخی بعد الیوم ثم قال ادعوا لی بنی اخی فجیء بنا کأنا افرخ فقال ادعوا لی الحلاق فامره فحلق رؤسنا.

قال الشیخ السهارنفوری رحمه اللّٰه تعالٰی: وفیه ان الکبیر من اقارب الاطفال یتولی امرهم وینظر فی مصالحهم من حلق الرأس وغیره. (بذل المجهود، ص: ٧٧، ج: ٦)

قال العلامة ابن عابدین رحمه اللّٰه تعالٰی: وفی الروضة للزندویسی ان السنة فی شعر الرأس اما الفرق او الحلق وذکر الطحاوی رحمه اللّٰه تعالٰی ان الحلق سنة ونسب ذلک الی العلماء الثلاثة. (رد المحتار، ص: ٤٠٧، ج: ٦)

وکذا فی الهندیة عن التتارخانیة وزاد: یستحب حلق الرأس فی کل جمعة کذا فی الغرائب. (عالمگیریة، ص: ٣٥٧، ج: ٥)

بالوں کی ناجائز صورتیں:

قزع یعنی سر کے بعض حصہ کے بال منڈانا اور بعض کے چھوڑنا، یا بعض زیادہ تراشنا اور بعض کم۔

حدیث میں ایسے بال رکھنے سے صراحۃً ممانعت آئی ہے کما سنذکر۔

ایسے بال رکھنا جو کفار وفساق کا شعار ہو۔

یہ تشبہ بالکفار والفساق کی وجہ سے ممنوع ہے، البتہ اس میں یہ تفصیل ہے کہ ہر

زمانہ میں اس وقت کے کفار وفساق کے شعار کا اعتبار ہوگا۔

اخرج الامام ابوداؤد رحمه اللّٰه تعالٰی عن ابن عمر رضی اللّٰه تعالٰی عنهما قال نهی رسول اللّٰه ﷺ عن القزع والقزع ان یحلق الرأس الصبی فیترک بعض شعره.

وعنهما رضی اللّٰه عنهما ان النبی ﷺ نهی عن القزع وهو ان یحلق الرأس الصبی ویترک له ذؤابة.

قلت ولیس هذا مختصا بالصبی بل اذا فعله کبیر یکره له ذلک فذکر الصبی باعتبار الغادة الغالبة.

وعنهما رضی اللّٰه عنهما ان النبی ﷺ رأی صبیا قد حلق بعض رأسه وترک بعضه فنهاهم عن ذلک فقال احلقوه کله او اترکوه کله.

قال النووی رحمه اللّٰه تعالٰی: مذهبنا کراهة مطلقاً للرجل والمرأة لاطلاق الحدیث وهی کراهة تنزیه وکذلک کرهه مالک و الحنفیة رحمهم اللّٰه تعالٰی.

وعن انس بن مالک رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال کانت لی ذؤابة فقالت لی امی لااجزها کان رسول اللّٰه ﷺ یمدها ویأخذ بها.

وقیل ان ذؤابة انما یجوز اتخاذها الغلام اذا کانت مع غیرها من الشعور التی فی الرأس واما الحلق شعره کله وترک له ذؤابة فهو القزع الذی نهی عنه رسول اللّٰه ﷺ.

عن الحجاج بن حسان قال دخلنا علی انس بن مالک رضی اللّٰه

تعالیٰ عنه فحدثتنی اختی المغیرة قالت وانت یومئذ غلام ولک قرنان او قصتان فمسح رأسک وبرک علیک وقال احلقوا هذین او قصوهما فان هذا زی الیهود.

وهذا یدل علی ان الروایة المتقدمة عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال کانت لی ذؤابة لایدل علی جواز ذؤابة مطلقاً بل الظاهر أن المنهی عنه غیر المرخص فیه فالرخصة انما هی اذا کان جمیع شعر الرأس موجودة وکانت الذؤابة طویلة من سائر الشعور واما اذا کان البعض محلوقاً والذؤابة باقیة فلا رخصة فیه. (بذل المجهود، ص: ٧٨، ج: ٦)

وقال الحافظ العسقلانی رحمه الله تعالیٰ: قال النووی رحمه الله تعالیٰ الاصح ان القزع ما فسر به نافع رحمه الله تعالیٰ وهو حلق بعض رأس الصبی مطلقاً ومنهم من قال هو حلق مواضع متفرقة منه والصحیح الاول لانه تفسیر الراوی وهو غیر مخالف للظاهر فوجب العمل به، وقلت الا ان تخصیصه بالصبی لیس قیدا، قال النووی رحمه الله تعالیٰ اجمعوا علی کراهته اذا کان فی مواضع متفرقة الا للمداواة او نحوها وهی کراهة تنزیه ولافرق بین الرجل والمرأة وکرهه مالک فی الجاریة والغلام وقیل فی روایة لهم لابأس به فی القصة والقفا للغلام والجاریة قال ومذهبنا کراهته مطلقاً قلت حجته ظاهرة لانه تفسیر الراوی واختلف فی علة النهی فقیل لکونه یشوه الخلقة وقیل لانه زی الشیطان وقیل لانه زی الیهود وقد جاء هذا فی روایة لابی داؤد (وبعد سطر) ویمکن الجمع بأن

الذؤابة الجائزة اتخاذها ما يفرد من الشعر فيرسل ويجمع ما عداها بالضفر وغيره والتي تمنع ان يحلق الرأس كله ويترک ما في وسطه ويتخذ ذؤابة وقد صرح الخطابي بأن هذا مما يدخل في معنى القزع واللّٰه اعلم (فتح الباری، ص: ۳۰۸، ج: ۱۰)

قال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالٰی: وفي الذخيرة ولابأس بأن يحلق وسط رأسه ويرسل شعره من غير ان يفتله وان فتله فذلک مكروه لانه يصير مشبها ببعض الكفرة والمجوس وفي ديارنا يرسلون الشعر من غير فتل ولكن لايحلقون وسط الرأس بل يجزون الناصية تتارخانية قال ويكره القزع وهو ان يحلق البعض ويترک البعض قطعاً مقدار ثلاث اصابع كذا في الغرائب. (ردالمحتار، ص: ۴۰۷، ج: ۲)

وكذا في الهندية وزاد: وعن ابي حنيفة رحمه اللّٰه تعالٰی يكره ان يحلق قفاه الا عند الحجامة كذا في الينابيع. (عالمگيرية، ص: ۳۵۷، ج: ۵)

ذخیرہ میں مذکورہ صورت جواز علت نہی کو تشبہ بالکفار میں منحصر سمجھنے کے خیال پر مبنی ہے۔ یہ خیال دو وجوہ سے صحیح نہیں:

(۱) خلق اللہ کی تغییر وتشویہ بہرصورت پائی جاتی ہے جو نہی کے لئے کافی ہے۔

یہ علت نہی بندہ کے خیال میں تھی بعد میں اس کی تصریح فتح الباری میں بھی مل گئی **وقد مر نصه فالحمدللّٰه على موافقة الاكابر.**

(۲) قزع کے لغوی معنی سب صورتوں کو شامل ہیں۔

قال الحافظ رحمه اللّٰه تعالیٰ: القزع بفتح القاف والزاء ثم المهملة جمع قزعة وهی القطعة من السحاب وسمی شعر الرأس اذا حلق بعضه وترک بعضه تشبیها بالسحاب المتفرق. (فتح الباری، ص: ۳۰٦، ج: ۱)

وجوہ مذکورہ کی بناء پر امام نوویؒ اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ تعالیٰ نے اطلاق ہی کو صحیح اور واجب العمل قرار دیا ہے، **ومر نصهما عن الفتح.**

بذل المجھود کی وجہ التوفیق میں مذکورہ صورت جواز بھی اس لئے صحیح نہیں کہ اس میں علت نہی تغییر خلق موجود ہے۔

امام نوویؒ رحمہ اللہ تعالیٰ نے قزع میں کراہت تنزیہ کا قول فرمایا ہے، اس بارے میں تین امور:

(۱) ظاہر حدیث اور تعلیل ''تغییر خلق اللہ'' سے کراہت تحریم ثابت ہوتی ہے۔

(۲) کراہت تنزیہ پر دوام سے کراہت تحریم ہو جاتی ہے۔

(۳) یہ قول اس صورت میں ہے کہ تشبہ بالکفار نہ ہو، جب تغییر الخلق کے ساتھ تشبہ بالکفار بھی مل جائے تو کراہت تحریم ہونا ظاہر ہے۔

سوالات کے بالترتیب جوابات:

(۱/۲) فیشن میں روز بروز تبدیلیاں آتی رہتی ہیں مگر انگریزی دور کے آغاز

سے اب تک یہ امر اس فیشن کا جزء لازم اور قدر مشترک کے طور پر رہا ہے کہ کہیں سے چھوٹے کہیں سے بڑے ہوتے ہیں، گویا یہ فیشن پورا ہی جب ہوتا ہے کہ بالوں میں یکسانیت نہ ہو، یکسانیت کا فقدان جیسے کاٹنے سے ہوتا ہے ایسے ہی منڈانے سے بھی ہوتا ہے، جیسے کانوں کے قریب استرا لگوانے کا معمول ہے۔

یہ صورت جس میں پورے سر کے بال برابر نہ ہوں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور محدثین فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی نصوص سے واضح طور پر ممنوع ہے۔ خواہ یہ کسی کافر و فاسق قوم یا گروہ کا شعار ہو یا نہ ہو، اگر فساق و فجار کا شعار بھی ہو تو اس کا گناہ اور بھی سخت ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولاتركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من تشبه بقوم فهو منهم.

اور فرمایا:

لاتتشبهوا باليهود والنصارى.

اور فرمایا:

خالفوا اليهود والنصارىٰ.

(۳) جب ایک چیز کا گناہ ہونا واضح ہو گیا تو پھر یہ کہنا کہ ''یہ کم درجہ کا ناجائز ہے اور یہ بڑے درجہ کا'' سخت خطرناک گمراہی ہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی بجائے اس کو ہلکا سمجھنا اور گناہ کو جائز کرنے کے حیلے بہانے ڈھونڈنا عام مسلمان کے شایان شان

بھی نہیں ہوسکتا، اگر خدانخواستہ یہ حالت عالم کہلانے والے کی ہوگئی ہے تو اس کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے ؎

چون کفر از کعبہ برخیز وکجا ماند مسلمانی

مکروہ تحریمی اور حرام میں صرف عقیدہ کے اعتبار سے فرق ہے، عملاً دونوں مساوی ہیں، دونوں گناہ کبیرہ ہیں اور دونوں پر عذاب برابر ہے۔

(۴) علماء جو پوری امت کے لئے رہنما اور مقتدا ہیں، ان کی ذرا سی نامناسب بات بھی بہت ہی معیوب ہے اور تھوڑی سی کوتاہی لاکھوں، کروڑں انسانوں کی گمراہی کا سبب بن سکتی ہے، چہ جائیکہ مکروہ تحریمی کو ہلکا سمجھا جانے لگے، اس میں کفر کا خطرہ ہے۔

(۵) سر کے بال منڈوانا جائز ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت دائمہ ہے اور حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین.

لہٰذا اسے مثلہ کہنا بہت خطرناک گمراہی ہے۔

(۶) احساس کمتری تربیت نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے، ظاہر ہے کہ جب تربیت کرنے والوں کا حال یہ ہو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صلحاء کی شکل وہیئت کی بجائے فساق وفجار کی شکل وہیئت سے پیار ہو تو ان سے تربیت پانے والے بھی اسی کے دلدادہ ہوں گے، ان کی صحیح تربیت کر کے صلحاء کی ہیئت پر فخر کرنے کا جذبہ پیدا کیا جاسکتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (احسن الفتاوی، ج:۸، ص:۷۹تا۸۶، ط، ایم ایچ سعید)

سر کے بالوں کو صاف کرانا

سوال: ایک مولانا یہ فرماتے ہیں کہ: ”سر پر پٹھوں کا رکھنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے، سوائے حج وعمرہ کے سر منڈانا بدعت ہے۔“ لہٰذا جناب تحقیق کرکے تحریر فرمائیں کہ کیا حضور پاک ﷺ نے مدینہ منورہ میں سر منڈایا ہے؟ اور خلفائے راشدین کا کیا عمل ہے؟ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا، ائمہ اربعہ کا کیا مذہب ہے؟ اور صحاحِ ستہ کے محدثین کا کیا مسلک ہے؟

جواب:.......ومن اللہ الصدق والصواب:

آنحضرت ﷺ کا حج وعمرہ کے علاوہ سر مبارک کے بال صاف کرانا میرے علم میں نہیں ہے، البتہ بعض احادیث میں سر منڈانے کا جواز معلوم ہوتا ہے، اور وہ درج ذیل ہیں:

۱:..... **”عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ان النبی ﷺ رأی صبیاً قد حلق بعض رأسہ وترک بعضہ فنہاہم عن ذٰلک فقال: احلقوہ کلہ او اترکوہ کلہ“.** [ابو داؤد ج: ۲ ص: ۲۲۱]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ منڈا ہوا تھا اور کچھ چھوڑ دیا گیا تھا، آنحضرت ﷺ نے ان کو اس سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: یا تو پورا سر منڈاؤ، یا پورا چھوڑ دو“۔

۲..... **”عن عبداللّٰہ بن جعفر رضی اللہ عنہما ان النبی ﷺ امہل آل جعفر ثلاثاً ان یأتیہم، ثم اتاہم فقال: لاتبکوا علی اخی بعد**

الیوم، ثم قال: ادعوا لی بنی أخی، فجیئ بنا کأننا افرخ، فقال: ادعوا لی الحلاق، فحلق رؤسنا". [ابو داؤد، ج: ۲، ص: ۲۲۱]

ترجمہ:....''حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (جب ان کے والد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جنگِ موتہ میں شہید ہوئے تو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آلِ جعفر کو تین دن تک (اظہارِ غم) کی مہلت دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف نہیں لائے، پھر (تین دن بعد) ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا'' پھر فرمایا: ''میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاؤ'' چنانچہ ہمیں لایا گیا گویا ہم چوزے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حلاق کو بلاؤ'' چنانچہ (حلاق بلایا گیا اور) اس نے ہمارے سر کے بال صاف کئے''۔

۳:.... **"عن ابی ھریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من کان له شعر فلیکرمه".** [ابو داؤد، ج: ۲، ص: ۲۱۷]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس کے بال رکھے ہوئے ہوں اسے چاہئے کہ ان کو اچھی طرح رکھے (کہ تیل لگایا کرے اور کنگھی کیا کرے)''۔

حدیثِ اوّل (حدیث نہی عن القزع) کے ذیل میں "**لامع الدراری**" میں حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ نے ''تقریر مکی'' کے حوالے سے حضرت اقدس گنگوہی قدس سرہٗ کا ارشاد نقل کیا ہے:

"وفی تقریر المکی: قال قدس سرہٗ القزع فی اللغة حلق بعض الرأس وترک بعضه مکروہ تحریماً کیف ما کان، لاطلاق النھی عنه.....

الی قولہ.... فالحاصل ان السنة حلق الکل او ترک الکل وما سواهما کلہ منهی عنہ" [لامع، ج: ۳، ص: ۳۳۰ مطبوعة سهانپور]

ترجمہ:..... "تقریرِ مکی میں ہے کہ: حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ: لغت میں "قزع" کے معنی ہیں: سر کے کچھ حصے کو مونڈ دیا جائے اور کچھ چھوڑ دیا جائے، یہ مطلقاً مکروہِ تحریمی ہے، خواہ کسی شکل میں ہو، کیونکہ ممانعت مطلق ہے.... حاصل یہ کہ سنت یا تو پورے سر کا حلق کرنا ہے یا پورے کا چھوڑ دینا، ان دونوں صورتوں کے سوا ہر صورت ممنوع ہے"۔

اور دوسری حدیث کے ذیل میں حضرت سہارنپوری قدس سرہٗ "بذل المجھود" میں تحریر فرماتے ہیں:

"**وفیہ ان الکبیر من اقارب الأطفال یتولیٰ امرهم وینظر فی مصالحهم من حلق الرأس وغیرہ**". [بذل، ج: ۵، ص: ۷۷، مطبوعہ سهارنپور]

ترجمہ:.....اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ بچوں کے اقارب میں جو بڑا ہو وہ بچوں کے معاملات کا متولی ہوگا، اور ان بچوں کی ضروریات ومصالح مثلاً سر منڈانا وغیرہ (کا نظر رکھے گا)"۔

اکابرؒ کی ان تصریحات کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے سر کے بال اُتارنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، اس لئے حضرت گنگوہی قدس سرہٗ "حلق" کو سنت سے تعبیر فرماتے ہیں۔

حضراتِ خلفائے راشدین میں خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے حج وعمرہ کے علاوہ سر کے بال صاف کرانے کی روایت نہیں ملی، البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ سر کے بال صاف کراتے تھے:

"عن علی رضی اللّٰہ عنه قال: ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من ترک موضع شعرة من جنابة لم یغسلها فعل بها کذا و کذا من النار. قال علیؓ: فمن ثم عادیت رأسی، فمن ثم عادیت رأسی، فمن ثم عادیت رأسی، و کان یجز شعره رضی اللّٰہ عنه". [ابو داؤد، ج: ۱، ص: ۳۳]

ترجمہ:... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے غسلِ جنابت میں بدن کے ایک بال کی جگہ کو بھی چھوڑ دیا کہ اس کو نہ دھویا، اس کو دوزخ میں ایسے ایسے جلایا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ (اس حدیث کو بیان کر کے) فرماتے تھے کہ: اسی لئے میں نے اپنے سر سے دُشمنی کر رکھی ہے، تین بار فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے سر کے بال تراشا کرتے تھے (اسی کو دُشمنی سے تعبیر فرمایا)"۔

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ (صاحب سرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی مروی ہے کہ وہ سر منڈاتے تھے:

عن ابی البختری قال: خرج حذیفة رضی اللّٰہ عنه وقد جم شعره، فقال: ان تحت کل شعرة لایصیبها الماء جنابة فعافوها فلذٰلک عادیت رأسی کما ترون". [مصنف ابن ابی شیبة ج: ۱، ص: ۱۰۰]

ترجمہ:.... ابوالبختریؒ کہتے ہیں کہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، اس حال میں کہ اپنے بال صاف کئے ہوئے تھے، پس فرمایا کہ: ہر بال کے نیچے جس کو پانی نہ پہنچا ہو جنابت ہے، پس اس سے نفرت کرو، اسی بنا پر میں نے اپنے سر سے دُشمنی کر رکھی ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو"۔

بظاہر یہ دونوں حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر کے بال تراشتے ہوں گے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب وتقریر فرمائی ہوگی، اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ سر کے بال تراشنا نہ صرف ایک خلیفہ راشد (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) اور ایک عظیم المرتبت صحابی (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ) کی سنت ہے، بلکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریری سنت ہے۔

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی فقہی کتابوں میں بھی سر منڈانے یا کترنے کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

فقہِ حنفی:.... درمختار میں منظومہ وھبانیہ سے نقل کیا ہے:

"وقد قيل حلق الرأس في كل جمعة يحب وبعض بالجواز يعبر"۔

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ ہر جمعہ کو سر منڈانا مستحب ہے اور بعض حضرات اس کو جواز سے تعبیر کرتے ہیں۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ اس کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"وفي الروضة للزندويسي: ان السنة في شعر الرأس اما الفرق

واما الحلق وذكر الطحاوی: ان الحلق سنة ونسب ذلک الی العلماء الثلاثة". [ردالمحتار ج: ٦، ص: ٤٠٧، کراچی]

ترجمہ: زندویسی کی الروضہ میں ہے کہ: سر کے بالوں میں سنت یا تو مانگ نکالنا ہے یا حلق کرنا ہے، اور امام طحاویؒ نے ذکر کیا ہے کہ: حلق سنت ہے اور انہوں نے اس کو ہمارے ائمہ ثلاثہؒ (امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ) کی طرف منسوب کیا ہے۔

فتاوی عالمگیری میں علامہ شامیؒ کی نقل کردہ عبارت "تاتارخانیہ" کے حوالہ سے نقل کرکے اس پر یہ اضافہ کیا ہے:

"ویستحب حلق الرأس فی کل جمعة". [فتاوی هندیه ج: ٥، ص: ٣٥٧، کوئٹه]

فقہ شافعی:...امام محی الدین نوویؒ شرح مہذب میں لکھتے ہیں:

"(فرع) أما حلق جمیع الرأس فقال الغزالی لابأس به لمن اراد التنظیف ولابأس بترکه لمن أراد دهنه وترجیله، هذا کلام الغزالی، وکلام غیره من أصحابنا فی معناه، وقال احمد بن حنبل رحمه اللّٰه: لابأس بقصه بالمقراض، وعنه فی کراهة حلقه روایتان، والمختار ان لاکراهة فیه ولٰکن السنة ترکه فلم یصح ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم حلقه الا فی الحج والعمرة ولم یصح بالنهی عنه، ومن الدلیل علی جواز الحلق وانه لاکراهة فیه حدیث ابن عمر رضی اللّٰه عنهما قال: رأی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صبیاً قد حلق بعض شعره وترک بعضه فنهاهم عن ذٰلک وقال: "احلقوه کله أو اترکوه کله"

رواه أبوداؤد بأسناد صحيح علی شرط البخاری ومسلم، وعن عبداللّٰه بن جعفر رضی اللّٰه عنهما ان النبیﷺ أمهل آل جعفر ثلاثاً ثم أتاهم فقال: لاتبکوا علی اخی بعد الیوم" ثم قال: "ادعوا لی بنی أخی" فجئ بنا کأنا أفرخ، فقال: "ادعوا لی الحلاق" فأمره فحلق رؤسنا. حدیث صحیح رواه أبوداؤد بأسناد صحیح علی شرط البخاری ومسلم". [المجموع شرح المهذب، ج: ۱، ص: ۲۹۵، ۲۹۶]

ترجمہ: (مسئلہ) رہا پورے سر کا منڈانا تو امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں اس شخص کے لئے جو صفائی کرنا چاہتا ہو، اور حلق نہ کرانے میں بھی کوئی حرج نہیں اس شخص کے لئے جو تیل لگانے اور کنگھی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ یہ امام غزالیؒ کا ارشاد ہے اور ہمارے دُوسرے حضرات (شافعیہ) کا کلام بھی اسی کے ہم معنی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ: قینچی سے سر کے بال کترانے میں کوئی حرج نہیں اور سر کا منڈانا مکروہ ہے یا نہیں؟ اس میں امام احمدؒ سے دو روایتیں ہیں، مختار یہ ہے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں، لیکن سنت یہ ہے کہ حلق نہ کرایا جائے۔ چنانچہ آنحضرتﷺ سے حج وعمرہ کے علاوہ حلق کرانا ثابت نہیں اور اس کی ممانعت کی تصریح بھی ثابت نہیں، اور اس بات کی دلیل کہ حلق جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ آنحضرتﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کا کچھ سر منڈا ہوا تھا اور کچھ نہیں، آپﷺ نے اس سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ: یا تو پورا سر منڈاؤ یا پورا چھوڑ دو۔ اس حدیث کو امام ابوداوٴدؒ نے ایسی صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرتﷺ نے آلِ جعفر کو تین دن تک (اظہارِ غم) کی مہلت

دی، پھران کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا۔ پھر فرمایا: میرے بھتیجوں کو میرے پاس لاؤ، ہمیں بلایا گیا، گویا ہم پرندے کے چوزے تھے (کم سنی اور بال بڑھے ہوئے ہونے کی وجہ سے چوزے سے تشبیہ دی) فرمایا: حجام کو بلاؤ! حلاق آیا تو اس کو حکم فرمایا، اس نے ہمارے سر کے بال مونڈ دیئے۔

فقہ حنبلی:.... جیسا کہ اُوپر امام نوویؒ کی عبارت سے معلوم ہوا، امام احمدؒ کے نزدیک قینچی سے تراشنا بلا کراہت جائز ہے (خود امام احمدؒ کا عمل بھی اسی پر تھا) اور حلق میں ان سے دو روایتیں ہیں، راجح اور مختار یہ ہے کہ حلق بھی بغیر کراہت کے جائز ہے، امام ابن قدامہ مقدسی حنبلیؒ نے ''المغنی'' میں اس کو تفصیل سے لکھا ہے، ان کی عبارت درج ذیل ہے:

''(فصل) واختلف الرواية عن احمد فى حلق الرأس فعنه أنه مكروه لما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال فى الخوارج: ''سيماهم التحليق'' فجعله علامة لهم، وقال عمر لصبيغ: لو وجدتك محلوقا لضربت الذى فيه عيناك بالسيف، و روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال: ''لاتوضع النواصى الا فى الحج والعمرة'' رواه الدار قطنى فى الأفراد. و روى أبو موسىٰ عن النبى صلى الله عليه وسلم: ''ليس منا من حلق'' رواه أحمد. وقال ابن عباسؓ: الذى يحلق رأسه فى المصر شيطان، قال احمد: كانوا يكرهون ذٰلك. و روى عنه لايكره ذٰلك لكن تركه أفضل. قال حنبل: كنت أنا و أبى نحلق رؤسنا فى حياة أبى عبدالله فيرانا ونحن نحلق فلاينهانا وكان هو يأخذ رأسه بالجملين ولايحفيه ويأخذه وسطاً، وقد روى ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى غلاماً قد حلق بعض رأسه وترك بعضه فنهاهم عن ذٰلك، رواه

مسلم، وفي لفظ قال: "احلقه كله أو دعه كله". و روى عن عبدالله بن جعفرؓ أن النبيﷺ لما جاء نعي جعفر ثلاثاً أن يأتيهم، ثم أتاهم فقال: لاتبكون على أخي بعد اليوم" ثم قال: "ادعوا بني أخي" فجئ بنا، قال: "ادعوا لي الحلاق" فأمرنا بنا فحلق رؤسنا. رواه ابو داؤد الطيالسي ولأنه لايكره استئصال الشعر بالمقراض وهذا في معناه وقول النبيﷺ: "ليس منا من حلق" يعني في المصيبة لأن فيه: "أو صلق أو حلق" قال ابن عبدالبر: وقد أجمع العلماء على اباحة الحلق وكفىٰ بهذا حجة. وأما استئصال الشعر بالمقراض فغير مكروه، رواية واحدة قال أحمد: انما كرهوا الحلق بالموسىٰ واما بالمقراض فليس به بأس لأن ادلة الكراهة تختص بالحلق". [المغني مع الشرح الكبير، ج: ۱، ص: ۷۳، ۷٤]

ترجمہ: سر کا حلق کرانے کے بارے میں امام احمدؒ سے روایتیں مختلف ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ آنحضرتﷺ سے مروی ہے کہ آپﷺ نے خارجیوں کے بارے میں فرمایا کہ: "ان کی علامت سر منڈانا ہے" پس سر منڈانے کو خوارج کی علامت قرار دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبیغ سے فرمایا تھا کہ: اگر تیرا سر منڈا ہوا ہوتا تو تلوار سے تیرا سر اُڑا دیتا۔ اور آنحضرتﷺ سے مروی ہے کہ آپﷺ نے فرمایا: پیشانی کے بال صاف نہ کرائے جائیں مگر حج وعمرہ میں، اس کو دار قطنی نے افراد میں روایت کیا ہے، اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرتﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپﷺ نے فرمایا: "ہم میں سے نہیں وہ شخص جس نے حلق کیا"۔ یہ مسند احمد کی روایت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: وہ شخص شہر میں اپنے

سر کا حلق کراتا ہے وہ شیطان ہے۔ امام احمدؒ نے فرمایا کہ: سلف اس کو مکروہ سمجھتے تھے۔ امام احمدؒ سے دوسری روایت یہ ہے کہ: یہ مکروہ تو نہیں، لیکن نہ کرنا افضل ہے۔ حنبل کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد امام احمدؒ کی حیات میں سر منڈایا کرتے تھے، آپؒ دیکھتے تھے اور منع نہیں فرماتے تھے، اور خود قینچی سے کتراتے تھے، اُسترے سے صاف نہیں کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کا کچھ سر منڈا ہوا تھا اور کچھ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا (یہ صحیح مسلم کی روایت ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پورا صاف کراؤ یا پورا چھوڑ دو'' اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (شہید موتہ) کے انتقال کی خبر آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آلِ جعفر کو تین دن (اظہارِ غم) کی مہلت دی، ان کے پاس تشریف نہیں لائے، تین دن کے بعد تشریف لائے تو فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا۔ پھر فرمایا: میرے بھائی کے بچوں کو میرے پاس لاؤ! ہمیں لایا گیا تو فرمایا: حلاق کو بلاؤ! حلاق آیا تو اسے ہمارے سروں کا حلق کرنے کا حکم فرمایا۔ (یہ ابوداؤد طیالسی کی روایت ہے) اور سر منڈانا اس لئے بھی مکروہ نہیں کہ باریک قینچی سے سر کے بالوں کو بالکل صاف کردینا مکروہ نہیں، اور حلق میں بھی یہی چیز ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ: ''ہم میں سے نہیں جس نے حلق کیا'' اس سے مراد مصیبت میں حلق کرنا ہے، کیونکہ اسی حدیث میں یہ بھی ہے: ''اوصلق وخرق'' یعنی یا چلّایا یا کپڑے پھاڑے''۔ حافظ ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ: ''حلق کے مباح ہونے پر اہلِ علم کا اجماع ہے'' اور یہ کافی دلیل ہے۔ رہا قینچی سے بالوں کا باریک

کانٹا، اس میں ایک ہی روایت ہے کہ یہ مکروہ نہیں، امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے استرے سے حلق کرنے کو مکروہ سمجھا ہے، قینچی سے کترنے کا کوئی حرج نہیں، کیونکہ کراہت حلق کے ساتھ خاص ہے“۔

فقہ مالکی:..... حضرات مالکیہ کے سب سے بڑے ترجمان الامام الحافظ ابوعمرو ابن عبدالبرؒ کا قول ”المغنی“ کے حوالے سے اوپر آچکا ہے کہ:

”اجمع العلماء علی اباحة الحلق“.

اور حافظ ابن قدامہ مقدسیؒ کے بقول: ”وکفٰی بہ حجة“ (یہ دلیل و برہان کے لحاظ سے کافی ہے) حافظ ابن عبدالبرؒ کا قول علامہ عینیؒ نے بھی شرح بخاری میں نقل کیا ہے:

”وادعیٰ ابن عبدالبر الاجماع علی اباحة حلق الجمیع“. (عمدة القاری، ج: ٢٢، ص: ٥٨، بیروت)

ترجمہ: اور حافظ ابن عبدالبر نے حلق کے مباح ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔

مندرجہ بالا فقہی مذاہب کی تفصیل کے بعد حضراتِ محدثین رحمہم اللہ کے مسلک کی وضاحت غیر ضروری ہے، تاہم ان حضرات کا مسلک ان کے تراجم ابواب سے واضح ہے، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ”نھی عن القزع“ کی ترمذیؒ کے علاوہ سب حضرات نے تخریج کی ہے اور اس پر درج ذیل ابواب قائم کئے ہیں:

صحیح بخاری ج: ٢، ص: ٨٧٧، باب القزع [کتاب اللباس]۔

صحیح مسلم ج: ٢ ص: ٢٠٣، النھی عن القزع [کتاب اللباس

الزینة]۔

نسائی ج: ۲، ص: ۲۷۵، النهی عن القزع [کتاب الزینة]۔

ابن ماجه ج: ۲، ص: ۲۵۹، النهی عن القزع [کتاب اللباس]۔

ابو داؤد ج: ۲، ص: ۲۲۱، باب فی الصبی له ذوابة (کتاب الترجل)

علاوہ ازیں امام نسائیؒ نے ج:۲،ص:۲۷۴میں "**الرخصة فی حلق الرأس**" کا امام ابوداوٗدؒ نے "**باب فی حلق الرأس**" کا عنوان قائم کیا ہے، مگر "**کراهة حلق الرأس**" کا عنوان کسی نے قائم نہیں کیا۔ اس سے ان حضرات کا مسلک واضح ہوجاتا ہے کہ ان کے نزدیک "قزع" مکروہ ہے، یعنی یہ کہ سر کے کسی حصے کے بال اُتار دیئے جائیں اور کسی حصے کے چھوڑ دیئے جائیں، لیکن تمام سر کے بال اُتار دینا مکروہ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ صحیح احادیث میں سر کے بال اُتارنے کی اجازت دی گئی ہے، صحابہؓ میں سے بعض اکابر واجلہ کا اس پر عمل ثابت ہے، اور بقول ابن عبدالبرؒ "تمام علماء کا اس کے جواز پر اجماع ہے"۔ یہی ائمہ اربعہؒ کا مسلک ہے اور یہی حضراتِ محدثینؒ کا، اس لئے اس کو ناجائز یا بدعت کہنا، جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے، بے جا جسارت ہے۔ البتہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ سر پر بال رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا معمول مبارک تھا، لیکن چونکہ یہ سنت تشریعیہ نہیں، بلکہ سنتِ عادیہ ہے اس لئے اگرچہ حلق وقصر بلاکراہت جائز ہے، تاہم بال رکھنا اولیٰ وافضل ہے، یہ مضمون امام نوویؒ کی عبارت میں آچکا ہے، علامہ علی قاریؒ حدیث ابنِ عمرؓ:

"**احلقوا کله او اترکوہ کله**".

ترجمہ: اسے پورا منڈادو یا پورا چھوڑ دو۔

کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"(او اتركوه كله) فيه اشارة الى الحلق فى غير الحج والعمرة جائز، وان الرجل مخير بين الحلق والترك، لكن الأفضل ان لايحلق الا فى احد النسكين، كما كان عليه ﷺ مع اصحابه رضى الله عنهم، وانفرد منهم على كرم الله وجهه". (مرقاة، ج: ٤، ص: ٤٠٩، بمبئی)

ترجمہ: اس میں اشارہ ہے کہ حج وعمرہ کے بغیر بھی حلق جائز ہے اور یہ آدمی کو اختیار ہے خواہ حلق کرائے یا چھوڑ دے، لیکن افضل یہ ہے کہ حج وعمرہ کے بغیر حلق نہ کرائے، آنحضرت ﷺ اور عام صحابہ رضوان اللہ علیہم کا یہی معمول تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حلق کرانے میں منفرد تھے"...الخ۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج:۸،ص:۳۳۲ تا ۳۴۰، مکتبہ لدھیانوی)

کیا سر منڈانا سنت ہے؟

سوال: سر منڈانا سنت ہے یا نہیں، لمہ جمہ وفرہ تو سنت ہے ہی اس کے علاوہ قصر کا کیا حکم ہے؟ حضرت صدر مفتی صاحب دار العلوم دیوبند کی خدمت اقدس میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ مذکورہ سوالات کے واضح جوابات سے نوازیں، تاکہ حق کی وضاحت ہو جائے۔

الجواب وباللہ التوفیق: سر منڈانا بھی سنت ہے اور قصر بھی جائز ہے، **كما فى قوله تعالىٰ: "محلقين رؤسكم ومقصرين".** فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (منتخبات نظام الفتاوی، ج:۳،ص:۴۴۸، ۴۴۹، ط، ایفا پبلیکیشنز، نئی دہلی)

کیا سر کے بال منڈانا خارجیوں کی علامت ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: سر کے بال حج اور عمرہ کے علاوہ منڈانا چاہئے یا نہیں؟ ''غنیۃ الطالبین ص: ۱۵'' پر لکھا ہے کہ سر کے بال منڈانا خارجیوں کی علامت ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اور حضرت عبید بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''جس نے سر منڈایا وہ مجھ سے نہیں ہے، کیا یہ تمام باتیں صحیح ہیں یا نہیں؟

الجواب وباللہ التوفیق: سر منڈانا بلا کراہت درست ہے، اور آپ نے ''غنیۃ الطالبین'' کے حوالہ سے جو روایت نقل کی ہے کہ یہ خارجیوں کی علامت ہے، تو اُس میں صرف ایک پہچان بتائی گئی ہے، سر منڈانے کی مذمت اس سے ثابت نہیں ہوتی۔

عن أبی سعید رضی اللّٰہ عنہ أن النبی ﷺ ذکر قوماً یکونون فی أمتہ یخرجون فی خرفۃ من الناس، سیماھم التحلیق ھم شر الخلق، أو من شر الخلق یقتلھم أدنی الطائفین من الحق الخ. [المسند للامام أحمد بن حنبل ۱۷/ ۶۲ تحت رقم: ۱۱۰۱۸ مطبوعۃ: الرسالۃ]

قولہ: التحلیق : أی حلق الرأس، ولم یکن ذاک من عادۃ العرب. [تعلیقات علی مسند أحمد ۱۷/۶۳ تحت رقم: ۱۱۰۱۹ مطبوعۃ: الرسالۃ]

سیما ھم التحلیق لیس فیہ ذم التحلیق، بل ھی علامۃ لتلک الفرقۃ. [حاشیۃ سنن ابن ماجۃ ۱/ ۶۱]

أن الخوارج سيماهم التحليق وكان السلف يوفرون شعورهم لايحلقونها. [فتح الباری، ۸/ ٦٨ تحت رقم: ٤٣٥١، المسند للامام أحمد بن حنبل ١٧/ ٤٩ تحت رقم: ١١٠٠٩ مطبوعة: الرسالة]

اگر یہ عمل قابل مذمت ہوتا تو حج وعمرہ میں بھی اس کی اجازت نہ ہوتی۔ اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جس میں آپ ﷺ نے سر منڈانے والے سے برأت فرمائی ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص غم ومصیبت کے وقت سوگ کے اظہار کے طور پر سر کے بال منڈالے، جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا اور آج بھی غیر مسلموں میں اس کا رواج ہے، تو اس طور پر سر منڈانا یقیناً گناہ اور حرام ہے۔[صحیح مسلم ۱/ ۷۰]

وفي الروضة: أن السنة في شعر الرأس اما الفرق أو الحلق، وذكر الطحاوي رحمه اللّٰه تعالىٰ: أن الحلق سنة، ونسب ذٰلك الى العلماء الثلاثة. [شامی ۹/ ٥٨٤ زكريا] فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔ (كتاب النوازل، ج: ١٥، ص: ٥٠٤، ٥٠٥)

بال مونڈانے کا سنت طریقہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اگر کوئی شخص سر کے بال مونڈنا یا مونڈوانا چاہے، تو اُس کا سنت طریقہ کیا ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق: سر منڈانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے حجام (نائی) کے سامنے سر کا دائیں طرف کا حصہ پیش کرے، اور اُس کے بال منڈوائے، پھر بائیں

طرف کا حصہ پیش کرے، اور اس کے بال منڈائے، یہی طریقہ آپ سے حج کے موقع پر سر منڈانے کا منقول ہے۔

عن أنس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ قال: لما رمی رسول اللّٰہ ﷺ الجمرۃ نحر نسکہ، ثم ناول الحالق شقہ الأیمن، فحلقہ فأعطاہ أبا طلحۃ، ثم ناولہ شقہ الأیسر فحلقہ، فقال: اقسمہ بین الناس. [سنن الترمذی، ابواب الحج/ باب ماجاء بأی جانب الرأس یبدأ فی الحلق ۱/ ۱۸۱ رقم: ۹۱۲ المکتبۃ الأشرفیہ دیوبند]

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: من تشبہ بقوم فھو منھم. [سنن أبی داؤد، کتاب اللباس/ باب فی لبس الشھرۃ ۲/ ۵۵۹ رقم: ۴۰۳۱ دار الکفر بیروت، مشکاۃ المصابیح، کتاب اللباس/ الفصل الثانی ۲/ ۳۷۵] فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔ (کتاب النوازل، ج: ۱۵، ص: ۵۰۵، ۵۰۶)

مرد کا عورتوں کی طرح لمبے بال رکھنا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کچھ مرد لوگ اپنے سر کے بال بہت لمبے لمبے کر لیتے ہیں، جن کو لوگ صوفی جی کہتے ہیں، تو بال عورتوں کی طرح لمبا کرنا کیسا ہے؟

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی بھی مرد کیلئے عورتوں کی طرح بال رکھنا ممنوع ہے۔

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال: لعن رسول اللّٰہ ﷺ المتشبھین من الرجال بالنساء و المتشبھات من النساء بالرجال. [صحیح البخاری، کتاب اللباس/ باب المتشبھین بالنساء و المشتبھات بالرجال ٢/ ٨٧٣ رقم: ٥٨٨٥ دار الفکر بیروت، مشکاۃ المصابیح/ باب الترجل ٣٨٠] فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔ (کتاب النوازل، ج: ١٥، ص: ٥١٠، ٥١١)

مغربی فیشن کے مطابق سے بال کٹوانا

سوال: اگر کوئی مسلمان اپنے سر کے بالوں کا بعض حصہ زیادہ کٹوائے اور بعض حصہ کم کٹوائے یا دیگر مغربی فیشن کے مطابق سر کے بال کٹوائے، تو کیا اس طریقے سے سر کے بال کٹوانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حضور نبی کریم ﷺ نے یا تو سر کا حلق کیا ہے اور یا تین طریقوں سے (یعنی وفرہ، لمہ اور جمّہ) سر کے بال رکھے ہیں، لہٰذا اگر سر کے بعض بال زیادہ کاٹ دیئے جائیں اور بعض رکھے جائیں تو یہ حضور نبی کریم ﷺ کے طریقے سے ہٹ کر غیر مسلم اقوام کی مشابہت ہے اس لیے ان غیر مسلم اقوام کی وجہ سے اس قسم کے بال بنانے سے اجتناب ضروری ہے۔

لما ورد فی الحدیث: عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ من تشبہ بقوم فھو منھم. [ابو داؤد، کتاب اللباس، ج: ٢، ص: ٢٠٣]۔ (فتاوی حقانیہ، ج: ٢، ص: ٤٦٤، ط، مکتبہ سید احمد شہیدؒ اکوڑہ خٹك)

انگریزی بال کو سنتی بال بنانا

سوال: انگریزی بال کو سنتی بال میں تبدیل کرنے میں کوئی قباحت تو نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً: بہتر یہ ہے کہ انگریزی بال منڈا دیئے جائیں، اس کے بعد سنت کے مطابق رکھے جائیں تا کہ کامل تبدیل ہو جائیں، گو بغیر منڈائے بھی درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج:۱۹، ص:۴۳۷، ۴۳۸)

بوقتِ عذر سر کے کچھ بالوں کا حلق کرنے کا حکم

سوال: اگر کسی نے حجامت کی وجہ سے سر کے کچھ بال صاف کیے، تو یہ شخص حلق بعض الرأس کے گناہ میں مبتلا ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: بصورتِ مسئولہ عذر کی وجہ سے کچھ بال صاف کرنے سے گناہ نہیں ہوگا، ہاں اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ تمام سر کا حلق کرا لے تا کہ بدنما صورت بنانے سے بچ جائے۔

روى البخارى بسنده عن ابن عمر رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ نهى عن القزع. [۸۷۷/۲، رقم: ۵۹۲۱، باب القزع، كتاب اللباس]

وفى رواية لمسلم عنه قال: قلت لنافع: وما القزع قال يحلق بعض رأس الصبى ويترك بعض. [رواه مسلم، رقم: ۲۱۲۰، باب كراهة القزع]...الخ۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:

يكره القزع وهو أن يحلق البعض ويترك البعض قطعاً مقدار ثلاثة أصابع كذا في الغرائب وعن أبي حنيفةؒ يكره أن يحلق قفاه الا عند الحجامة كذا في الينابيع. [الفتاوى الهندية: ٥/ ٣٥٧]

حجامہ میں مقصد حلق نہیں ہے بلکہ تابع ہے اور بطورِ فیشن حلق مقصود ہے۔ ملاحظہ بدائع الصنائع میں ہے:

ولو حلق موضع المحاجم فعليه دم في قول أبي حنيفةؒ وقال أبو يوسف ومحمد فيه صدقة، وجه قولهما أن موضع الحجامة غير مقصود بالحلق بل هو تابع فلايتعلق بحلقه دم.... لأنه اذا لم يكن مقصوداً بالحلق لاتتكامل الجناية بحلقه. [بدائع الصنائع: ١٩٣/٢، سعيد]

البتہ آج کل غیر مسلم قوموں کی تقلید میں مسلمان نوجوان اور بچے اس فیشن میں مبتلا ہیں، اور اس فعل میں اوباش قسم کے لوگوں کے ساتھ مشابہت بھی پائی جاتی ہے، بنابریں یہ طریقہ مکروہِ تحریمی ہے۔ اس سے بچنا چاہئے۔

چنانچہ حضرت گنگوہیؒ فتاویٰ رشیدیہ میں فرماتے ہیں:

بعض سر کے بال لینے اور بعض چھوڑنے مکروہ ہیں: **تحريماً لقوله عليه السلام نهى عن القزعة. الحديث.** (فتاوی رشیدیہ، ص:٦٣٠)۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دارالعلوم زکریا، ج:٣٣٣،٣٣٤، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

مرد کے لئے جوڑا باندھنا جائز نہیں

سوال: اگر مرد کے بال بہت بڑے بڑے ہوں تو ان کو سنبھالنے کے لئے جوڑا

باندھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب باسم ملہم الصواب: جائز نہیں۔

قال العلامة عالم بن العلاء الدهلوى رحمه اللّٰه تعالىٰ: ويكره ان يصلى وهو عاقص شعره والقص هو الاحكام والشد والمراد من المسألة عند بعض المشايخ ان يجمع شعره على هامنه ويشده بصمغ او غيره ليتلبد وعند بعضهم ان يلف ذوائبه حول رأسه كما تفعله النساء في بعض الاوقات وعند بعضهم ان يجمع الشعر كله من قبل القفا ويمسكه بخيط او خرقة كيلا يصيب الارض اذا سجد. (التاتارخانيه، ج: ١، ص: ٥٦١)....الخ۔ (احسن الفتاوى، ج: ٨، ص: ٨٧، ط، سعيد)

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب دامت برکاتہم ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: کیا کسی مرد کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ صلاۃ یا خارجِ صلاۃ میں اپنے بالوں کو چوٹی کی شکل میں بنالے؟ بینوا توجروا

الجواب: بصورتِ مسئولہ مرد کا اپنے بالوں کو چوٹی کی شکل میں بنانا نماز اور خارجِ نماز دونوں حالتوں میں مکروہ ہے...الخ۔ (فتاوی دارالعلوم زکریا، ج: ۷، ص: ۳۴۱، ۳۴۲، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

سفید بال مؤمن کا نور

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ سفید بالوں کے بارے میں جو آیا ہے کہ یہ مؤمن کا نور ہے، مفتی صاحب سے گذارش ہے کہ یہ روایت کن کتب حدیث میں ہے؟ بحوالہ نقل فرمادیں کرم ہوگا۔

الجواب وباللہ التوفیق: جس روایت میں سفید بالوں کو مؤمن کا نور کہا گیا ہے، وہ مختلف کتب احادیث میں موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

عن عمرو بن شعیب عن أبیه و جده، أن النبیﷺ نهی عن نتف الشیب، وقال: انه نور المسلم. (ترمذی شریف، باب ماجاء فی النهی عن نتف الشیب، النسخة الهندیة ٢/ ١٠٩، دار السلام رقم: ٢٨٢١)

عن عمرو بن شعیب عن جده أن رسول اللہﷺ قال: لاتنتفوا الشیب، فانه نور المسلم، من شاب شیبة فی الاسلام کتب الله له بها حسنة وکفر عنه بها خطیئة ورفعه بها درجة. (مسند أحمد ٢/ ٢١٠، رقم: ٦٩٦٢، ٢/ ١٧٩، رقم: ٦٦٧٢)...الخ۔ (فتاوی قاسمیه، ج: ٢٣، ص: ٥٨٦، ط، مکتبه اشرفیه دیوبند)

سفید بال چننے کا حکم

سوال: اگر جوان آدمی کے سر میں چند سفید بال آجائیں تو ان کا چننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: بصورتِ مسئولہ نوجوان آدمی کے سر میں چند بال سفید آجائیں کسی بیماری یا دوائیوں کی وجہ سے تو ان کا چننا بطورِ ازالہ عیب جائز ہے۔ ہاں بطور زینت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

ملاحظہ ہو حاشیۃ الطحطاوی میں ہے:

وفی الخلاصة عن المنتقی كان أبو حنيفةؒ لايكره نتف الشيب الا علی وجه التزين، وينبغی حمله علی القليل أما الكثير فيكره لخبر أبی داؤد: لاتنفوا الشيب فانه نور المسلم يوم القيامة. [حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: ٥٢٦، باب الجمعة، قديمی، وكذا فی حاشية الطحطاوی علی الدر: ٤/ ٢٠٣]

ملاعلی قاریؒ فرماتے ہیں: **قال بعض العلماء: لايكره نتف الشيب الا علی وجه التزين.** [مرقاة المفاتيح: ٨/ ٣٠٦، باب الترجل، ط، امداديه ملتان]

قال فی الدرالمختار: ولابأس بنتف الشيب. وفی ردالمحتار: قيده فی البزازية بأن لايكون علی وجه التزين. [الدرالمختار مع ردالمحتار: ٦/ ٤٠٧، سعيد]

فتاوی رحیمیہ میں ہے:

ازالہ عیب کے لیے سفید بال چننا جائز ہے اور قبل از وقت بالوں کا سفید ہونا عیب ہے لہٰذا جائز ہے۔ [فتاوی رحیمیہ: ١٨٣/٨، طبع قدیم]

اور ابوداؤد شریف کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سفید بال نہیں نکالنا چاہئے تو علامہ طحطاویؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ سفید بال زیادہ ہوجائیں تو حدیث کی بناپر ممنوع ہے۔ ورنہ ازالہ عیب درست ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دارالعلوم زکریا، ج: ٧، ص: ٣٣١، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

خواتین کا سر کے بال کٹوانا

عام حالات میں خواتین کا اپنے سر کے بالوں کو کٹوانا، کتروانا، فیشن کے طور پر چھوٹے کروانا، خواہ سامنے کی جانب سے ہو، دائیں بائیں جانب سے ہو، یا پیچھے کی جانب سے ہو، یعنی کسی بھی جانب سے ہو، مردوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ناجائز وگناہ ہے...الخ۔(المسائل المہمہ فیما ابتلت بہ العامۃ، ص:۲۶۳)

وعن علی رضی اللّٰہ عنه، قال: نهی رسول اللهﷺ أن تحلق المرأة رأسها. رواه النسائی. وفی المرقات تحت هذا الحديث: وذلک لأن ذوائب للنساء كاللحی للرجال فی الهيئة والجمال. (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الترجل، ج: ٨، ص: ٣١٩، ط، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہٗ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: عورتوں کے لیے حضور نبی کریمﷺ نے مردوں سے مشابہت ممنوع قرار دی ہے، چونکہ سر کے بال کم کرنے یا کٹوانے کا معمول مردوں کا ہوتا ہے اس لیے عورتوں کے لیے یہ طریقہ اختیار کرنا مردوں سے مشابہت کی وجہ سے حرام ہے، البتہ کسی بیماری یا عذر ہونے کی صورت میں عورتوں کے لیے بھی بال کاٹنے کا کم کروانے کی شرعاً اجازت ہے، حج اور عمرہ میں عورتوں کے لیے بھی قصر کی اجازت ہے۔

قال العلامة ابن نجيم رحمه الله: واذا حلقت المرأة شعر رأسها فان كان لوجع اصابها فلابأس به وان حلقت تشبيهاً بالرجال فهو مكروه.

[البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ج: ٨، ص: ٢٠٥]۔ (فتاوی حقانیه، ج: ٢، ص: ٤٦٣، ط، مکتبه سید احمد شهیدؒ اکوڑه خٹك/ فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ٧، ص: ٣٥٤، تا ٣٦٠، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

عورت کا زیادہ لمبے بال کاٹ کر کم کرنا

سوال: میری بارہ سالہ بچی کے بال بہت لمبے اور گھنے ہیں جو سرین تک پہنچتے ہیں، بالوں کو دھونا اور صاف رکھنا اس کے لیے مشکل ہے، جوئیں پڑنے کا اندیشہ ہے، ایسی صورت میں بالوں کی لمبائی قدرے کم کردی جائے تو لڑکی بآسانی اپنے بالوں کو سنبھال سکے گی، تو قدرے بال کٹوا دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: گھنے اور لمبے بال عورتوں اور بچیوں کے لئے باعث زینت ہیں آسمانوں پر فرشتوں کی تسبیح ہے "سبحان من زين الرجال باللحى وزين النساء بالذوائب". پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی سے زینت بخشی اور عورتوں کو لٹوں اور چوٹیوں سے [روح البیان ص۲۲۲ ج۱ بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ ۶/۲۴۰ جدید ترتیب کے مطابق اسی باب میں، داڑھی کا وجوب اور ملازمت کی وجہ سے اس کا منڈوانا، کے عنوان کے تحت ملاحظہ کیا جائے، ج۱۰ص۱۰۵ مرتب]

لہٰذا بالوں کو چھوٹا نہ کیا جائے البتہ اتنے بڑے ہوں کہ سرین سے بھی نیچے ہو جائیں اور عیب دار معلوم ہونے لگیں تو سرین سے نیچے والے حصہ کے بالوں کو کاٹا جاسکتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی رحیمیہ، ج:۱۰، ص:۱۱۹، ۱۲۰، ط، دارالاشاعت کراچی)

علاج کی ضرورت سے عورت سر کے بال منڈا لے

سوال: عورت کے سر پر بیماری ہے۔ ڈاکٹر اور طبیب کی رائے یہ ہے کہ بال منڈالے تب علاج مفید ہوگا۔ آیا ایسی صورت میں بال کے حلق کی شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب: جب بال منڈائے بغیر علاج معالجہ مفید نہیں ہے تو مجبوراً بال منڈانے کی اجازت ہے۔ خلاصہ الفتاوی میں ہے۔

المرأة اذا حلقت راسها ان کان لوجع اصابها لاباس به وان کان لتشبه بالرجال یکره.

یعنی عورت بال منڈانے پر مجبور ہے تو اجازت ہے لیکن تشبہ بالرجال یا فیشن کے لئے ہو تو جائز نہیں حرام ہے۔ [ج ۴ ص ۳۷۷ کتاب الکراھیۃ الفصل التاسع فی المتفرقات]۔

(فتاوی رحیمیہ، ج:۱۰، ص:۱۰۴، ط، دارالاشاعت کراچی)

بال بڑھانے کے لئے عورت کا بالوں کے سروں کو کاٹنا

سوال: عورت اپنے بال بڑھانے کی نیت سے بالوں کے کنارے میں تھوڑے سے بال کاٹے تو کیسا ہے؟ بعض عورتوں نے بتایا کہ گاہے بال کے کناروں پر بال پھٹ کر اس میں سے دو بال ہوجاتے ہیں پھر بال کا بڑھنا بند ہو جاتا ہے اگر سرے سے کاٹ دیئے جائیں تو بڑھنا شروع ہوجاتے ہیں تو ایسی صورت میں کاٹنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: اگر معتد بہ مقدار تک بال بڑھ چکے ہیں تو مزید بڑھانے کے لئے بال

کاٹنے کی اجازت نہ ہوگی۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔(فتاوی رحیمیہ، ج:۱۰،ص:۱۲۰،ط، دارالاشاعت کراچی)

لڑکی کا سر منڈانا کس عمر تک جائز ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی کا سر منڈاونا کس عمر تک جائز ہے اور کتنی عمر تک اس کو بال رکھنا فرض ہے، ہمارے بعض لوگ دو سال اور بعض لوگ چار سال اور بعض لوگ پانچ سال تک کی لڑکی کا سر منڈواتے رہتے ہیں اور پھر اس کے بعد بال رکھوانا شروع کرتے ہیں تو یہ درست ہے یا نہیں؟ اس میں عذر یا عدم عذر وغیرہ کا کچھ خیال نہیں ہوتا محض دستور کے مطابق یہ بات جاری ہے۔

الجواب: **قال الطحطاوی فی حاشیة علی مراقی الفلاح قال فی السراج الصغیر جدا لاتکون له عورة ولاباس بالنظر الیها ومسها.** [ص: ۱۳۹]

وفی الدر لاعورة للصغیر جداً ثم ما دام لم یشته فقبل ودبر ثم تغلظ الی عشر سنین ثم کبالغ اھ قال الشامی قوله الصغیر جداً قال: وفسره شیخنا بابن اربع فما دونها ولم ار لمن غیرا اھ وحد الاشتهاء یعتیر بحال کل صبی وصبیة فاذا بلغ حد الشهوة وقدرهٔ بعضهم سبع وبعضهم بتسع وسیاتی فی باب الامامة تصحیح عدم اعتباره بالسن بل المعتبر ان تصلح للجماع بان تکون عبلة ضحیمة فلهٔ حکم البالغین فیجب علی الولی أن یأمرهٔ بستر العورة هذا ما علمتهٔ من کلام الشامی.

[ج: ۱/ ۴۲۳]

ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکی ستر عورۃ کے بارہ میں نو/ دس سال میں اور جو اٹھان کی زیادہ ہو اور اس کی طرف خواہش ہونے لگی ہو تو اس سے پہلے ہی مثل بالغ کے شمار ہوتی ہے اور عورت بالغہ کو بلا عذر قوی کے سر منڈانا جائز نہیں تو جو لڑکی ہے اس کا بھی یہی حکم ہوگا اور مناسب یہ ہے کہ لڑکی نو برس کی ہو جائے گو قابل شہوت نہ ہوئی ہو اس کا سر نہ مونڈا جائے کیونکہ یہ اقل مدت اس کے بلوغ کی ہے، باقی عذر کی وجہ سے تو بالغ عورت کا سر مونڈنا بھی جائز ہے، نابالغ کا بدرجہ اولیٰ اور عذر کی مثال یہ ہے کہ سر میں ایسا درد ہو جو بدون سر مونڈے اچھا نہ ہو یا سرسام وغیرہ پڑ جائے وغیرہ وغیرہ۔

قال في العالمگيرية: فلو حلقت المرأة رأسها فان فعلت لوجع اصابها لابأس به وان فعلت ذالك تشبهاً بالرجال فهو مكروه اهـ. [ج٦/ ٢٣٨] والله اعلم۔ (امداد الاحکام، ج: ٤، ص: ٣٤١، ط، مکتبہ دار العلوم کراچی)

چھوٹی بچیوں کے بال کٹوانا یا برابر کرانا اور اُن میں رنگ لگانا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: کیا نوجوان لڑکی یا چھوٹی بچی کے سر کے بالوں کو کٹوانا اُونچ نیچ تو برابر کروانا، یا بالوں میں لال پیلے رنگ لگوانا کیسا ہے؟ اسی طرح عورت کے بال سفید ہو جائیں تو خوبصورتی کی خاطر شوہر کے حکم سے یا بغیر اُس کے حکم سے بالوں میں رنگ لگانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب وباللہ التوفیق: چھوٹی بچیوں کے بال برابری کی غرض سے کاٹنا

درست ہے، البتہ بالغہ عورتوں کے لئے بلا عذر بال کاٹنا جائز نہیں ہے، نیز عورتوں کے لئے خوب صورتی کی غرض سے مختلف قسم کے رنگ وخضاب لگانے کی گنجائش ہے۔ [فتاوی محمودیہ ۳۸۵/۱۵، امداد الفتاوی ۲۲۷/۴]

ولو حلقت المرأة رأسها، فان فعلت لوجع أصابها لابأس به، وان فعلت ذلک تشبهاً بالرجل، فهو مکروه. [الفتاوی الهندية/ کتاب الکراهية ٣٥٨/٥]...الخ۔ (کتاب النوازل، ج: ١٥، ص: ٥٢٨)

بچہ کے سر پر جو بال ماں کے پیٹ سے آتے ہیں ان کو کیا کیا جائے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے اور جو بال ماں کے پیٹ سے آتے ہیں، ان بالوں کو کیا کرنا چاہئے؟ منڈوانے کے بعد دفن کرنا چاہئے یا دریا میں بہانا چاہئے۔ بعض کہتے ہیں کہ دریا میں بہانا چاہئے، اس کی اصلیت کیا ہے؟ دفن کرنا بہتر ہے یا دریا میں بہانا بہتر ہے؟ خلاصہ جواب تحریر فرمادیں، مہربانی ہوگی۔

الجواب وباللہ التوفیق: سر منڈھانے کے بعد بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنا اور بالوں کو کہیں دفن کردینا مستحب ہے، دریا میں بہادینا احقر کی نظر سے کہیں نہیں گذرا۔ [مستفاد: فتاوی رحیمیہ قدیم ۹۲/۲، جدید زکریا ۶۰/۱۰، فتاوی محمودیہ قدیم ۲۳۱/۵، جدید ڈابھیل ۴۵۲/۱۹]

ینبغي أن یدفن قلامة ظفره ومحلوق شعره، وان رماه فلابأس به.

[حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، دار الکتاب دیوبند ١/ ٥٢٧، هندیه،

زکریا قدیم ٥/ ٣٥٨، جدید ٥/ ٤١٣] فقط واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔
(فتاوی قاسمیہ، ج: ٢٣، ص: ٦١٩، ٦٢٠، ط، مکتبہ اشرفیہ دیوبند)

عورتوں کا جوڑا باندھنا

سوال: آج کل عورتیں مختلف طریقوں سے بال رکھتی ہیں، بعض سارے بالوں کو جمع کر کے پیچھے کی طرف گوندھ لیتی ہیں، بعض کنگھی مار کر پھیلا دیتی ہیں، بعض رخساروں پر پھیلا دیتی ہیں، کون سی صورت جائز اور کون سی ناجائز ہے؟ بینوا توجروا

الجواب باسم ملہم الصواب: عورتوں کا بالوں کو جمع کر کے اوپر جوڑا باندھنا ناجائز ہے، حدیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے کہ ایسی عورتوں کو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہیں ہوگی، اس کے سوا دوسرے طریقے جائز ہیں، بشرطیکہ کسی نامحرم کی نظر نہ پڑے اور کفار کے ساتھ مشابہت نہ ہو، بالوں کا سخت پردہ ہے حتی کہ بوڑھی عورت کے بال دیکھنے بھی حرام ہے۔

قال رسول اللّٰہ ﷺ: صنفان من اھل النار لم ار ھما قوم معھم سیاط کاذناب البقر یضربون بھا الناس ونساء کاسیات عاریات ممیلات مائلات رؤوسھن کاسنمة البخت المائلة لایدخلن الجنة ولایجدن ریحھا وان ریحھا لتوجد میسرة کذا وکذا رواہ مسلم.

گدی پر جوڑا باندھنا جائز ہے بلکہ حالت نماز میں افضل ہے، اس لئے کہ اس سے بالوں کے پردے میں سہولت ہوتی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (احسن الفتاوی، ج: ٨، ص: ٧٤، ٧٥، ط، سعید)

عورتوں کا دو چوٹیاں باندھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ کیا عورتیں دو چوٹیاں باندھ سکتی ہیں، جیسے ہندو لڑکیاں دو چوٹیاں باندھتی ہیں؟ اگر نہیں تو عورت کے مرنے کے بعد اس کے سر کے بالوں کے دو حصے کرنے کے بعد دائیں بائیں سینہ پر اس کے بال کیوں ڈال دیئے جاتے ہیں، مثبت یا منفی جواب تحریر فرماتے وقت دلیل ضرور تحریر فرمائیں۔

الجواب وباللہ التوفیق: دو یا زائد چوٹیاں باندھنے کا جواز حدیث سے ثابت ہے، اور صحابیہ عورتوں کا کئی چوٹیاں باندھنا اور حضور ﷺ کا نکیر نہ فرمانا ثابت ہے، ہندو عورتیں دو چوٹیاں باندھتی ہیں، تو اس سے مسلم عورتوں کا ہندو عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا لازم نہیں آتا، کیوں یہ مسلم عورتوں کا پرانا طریقہ زینت ہے، جیسا کہ اگر یہودی اور سکھ ڈاڑھی رکھتے ہیں، تو مسلمانوں پر ڈاڑھی کی ممانعت نہیں ہے، اس لئے کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے۔

عن أم سلمةؓ أن امرأة جاء ت الى أم سلمةؓ بهذا الحديث قالت: فسألت لها النبیﷺ بمعناه، قال فيه: واغمزی قرونک عند كل حفنة.
[سنن أبی داؤد، باب فی المرأة هل تنقص شعرها عند الغسل، النسخة الهندية ۱/ ۳۳، دار السلام رقم: ۲۵۲]

سبحان من زين الرجال باللحى والنساء بالذوائب. [كشف الخفاء، دار الكتب العلمية بيروت ۱/ ۳۹۳، رقم: ۱۴۴۵] فقط والله سبحانه

و تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی قاسمیه، ج: ٢٣، ص: ٥٩١، ط، مکتبه اشرفیه دیو بند)

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی اسماعیل کچھولوی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: مسلمان عورت کے لئے چوٹی یا جوڑا باندھنا جائز ہے نہیں؟ اور چوٹی کس طرح باندھنی چاہیئے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً......دو چوٹی یا جوڑا باندھنا ممنوع نہیں ہے لیکن جس جگہ یہ غیر قوموں کا رواج وطریقہ ہو اس جگہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دینیہ، ج:۵،ص:۹۵)

حضرت مولانا مفتی سید سلمان منصور پوری صاحب دامت برکاتہم ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''شرعاً دو چوٹیوں کی ممانعت نہیں ہے، اگر یہ کفار وفساق کا خاص شعار بن جائے تو احتراز اولیٰ ہے، اور بہرحال عورت کو اجانب کے سامنے سر کھولنا منع ہے۔

لابأس للمرأة أن تجعل في قرونها وذوائبها شيئاً من الوبر.

[الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية/ الباب العشرون في الزينة ٥/ ٣٥٨]

اتفق جمهور الفقهاء على استحباب ضفر المرأة ثلاث ضفائر.

[الموسوعة الفقهية ٢٦/ ١٠٤] فقط واللّٰه تعالیٰ اعلم۔ (کتاب النوازل، ج: ٥١٩، ٥٢٠)

عورتوں کا اپنے بالوں میں گرہ لگانے کا حکم

سوال: عورتوں کا نماز میں یا خارجِ نماز میں اپنے سر کے بالوں کا پیچھے کی جانب گچھا بنانا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: بصورتِ مسئولہ بوقتِ ضرورت جائز ہے اور بلا ضرورت مکروہ ہے۔ اور ضرورت میں سے ایک یہ بھی ہے عورتیں اکثر غسل کے وقت بالوں کو دھونے کے بعد اوپر کی جانب گچھا بنا لیتی ہیں تاکہ بدن اور کپڑے پانی کے قطروں سے محفوظ رہیں تو یہ درست ہے، جیسا ازواج مطہرات کے بارے میں حدیث میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو مسلم شریف کی روایت میں ہے:

عن أبی سلمة بن عبدالرحمن قال: دخلت عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها أنا وأخوها من الرضاعة فسألها عن غسل النبیﷺ من الجنابة فدعت باناء قدر الصاع فاغتسلت وبیننا وبینها ستر وأفرغت علی رأسها ثلاثاً قال: وكان أزواج النبیﷺ یأخذن من رؤوسهن حتی تكون كالوفرة. [رواه مسلم: ١/١٤٨، دیوبند]

شراح نے حدیثِ بالا کے بہت سارے مطالب بیان کیے ہیں لیکن آسان اور بے غبار مطلب وہ ہے جس کو حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے فتح الملہم میں بیان فرمایا ہے:

قلت: وعندی المراد بالحدیث أن نساء النبیﷺ كن یقصص شعورهن المسترسلة، یعقدنها علی القفا، أو علی الرأس من غیر أن یتخذنها قروناً وضفائر، حتی تكون كالوفرة فی عدم مجاورتها من

الأذنين، كما يفعله كثير من العجائز والأيامى فى عصرنا، بل عامة النساء فى حالة الاغتسال بعد غسل الرأس، فان الشعور الطويلة لو استرسلت على حالها فايصال الماء الى البدن المستور تحت الشعور المسترسلة لايخلو عن كلفة ومشقة. [فتح الملهم: ٣/ ١٥٦، باب قدر المستحب من الماء، مكتبه دار العلوم كراچی]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے بالوں کا گچھا بنا کر گدی پر رکھنا جائز ہے...الخ۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ج:۷،ص:۳۴۲،۳۴۳، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

عورت اپنے گرے ہوئے بالوں کو جمع کر کے اپنی چوٹی میں ملا سکتی ہے یا نہیں

سوال: عورت اگر اپنے گرے ہوئے بالوں کو جمع کر کے اپنی چوٹی میں ملائے تو کیا حکم ہے؟ اگر کالے تاگے کی ربن جو بالوں کے مشابہ ہوتی ہے، ملائے تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: عورت اپنے گرے ہوئے بال بالوں میں نہ ملائے، ممنوع ہے تاگا ملا سکتی ہے۔ **وفى الاختيار ووصل الشعر بشعر الادمى حرام سواء كان شعرها او شعر غيرها الخ (درمختار) (قوله سواء كان شعرها او شعر غيرها) لما فيه من التزوير يظهر مما يأتى وفى شعر غيرها انتفاع بجزء الآدمى ايضاً لكن فى التتارخانية واذا وصلت المرأة شعرها بشعرها فهو مكروه وانما الرخصة فى غير شعر بنى آدم تتخذ المرأة لتزيد فى قرونها وهو مروى**

عن ابی یوسفؒ وفی الخانیة ولابأس للمرأة ان تجعل فی قرونها وذوائبها شیئاً من الوبر. [شامی ج۵ ص ۳۲۸ کتاب الحظر والاباحة باب الاستبرآء وغیره] فقط واللّٰہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی رحیمیه، ج: ۱۰، ص: ۱۱۶، ط، دار الاشاعت کراچی)

عورتوں کے بال خرید کر چوٹی بنا کر بیچنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ عورتیں جب کنگھی کرتی ہے، تو ان کے بال جھڑ جاتے ہیں، ایک شخص ان بالوں کو جمع کرلیتا ہے یا خرید لیتا ہے، اور پھر ان بالوں سے چوٹی بنا کر بیچتا ہے، جن عورتوں کے بال چھوٹے ہوتے ہیں، وہ اس چوٹی کو خرید کر اپنے بالوں میں لگاتی ہیں، تو کیا اس شخص کا بال خرید کر اور پھر چوٹی بنا کر بیچنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ شرعی حکم تحریر فرماویں۔

الجواب وباللہ التوفیق: بال انسان کے بدن کا ایک جزء ہوتا ہے، اور انسانی اجزاء کا بیچنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ نیز ایک انسان کے بدن کا جزء دوسرے انسان کے لئے زینت کے طور پر استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے، اس لئے انسانی بالوں کی چوٹی بنا کر بیچنا، پھر اس کا خریدنا پھر اس کا استعمال کرنا سب ناجائز ہے اور اس کاروبار سے جو آمدنی ہوگی وہ بھی حلال نہیں ہے۔

عن جابر بن عبداللہ أنه سمع رسول اللہ ﷺ یقول: عام الفتح، وهو بمكة أن اللّٰہ ورسوله حرم بیع الخمر، والمیتة، والخنزیر واستدل بهذا الحدیث أیضاً علی أنه لایجوز بیع میتة الآدمی مطلقاً سواء فیه

المسلم، والكافر، وأما المسلم فلشرفه وفضله حتى أنه لايجوز الانتفاع بشئ من شعره، وجلده، وجميع أجزاءه، وأما الكافر فلأن نوفل بن عبد اللّٰه بن المغيرة، لما اقتحم الخندق، وقتل غلب المسلمون على جسده، فاذا المشركون أن يشتروه منهم، فقال عليه‌السلام: لاحاجة لنا بجسده، ولابثمنه، فخلى بينهم وبينه. [تكملة فتح الملهم، باب تحريم بيع الخمر، حكم أعضاء الميتة والخنزير، اشرفيه دوبند ١ / ٥٨] فقط واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی قاسمیه، ج: ٢٣، ص: ٦٢٠، ٦٢١، ط، مکتبه اشرفیه دیوبند/ کتاب النوازل، ج: ١٥، ص: ٥٢٠)

عورت کا اپنے بالوں میں چمٹی لگانے کا حکم

سوال: فی زمانا بعض عورتیں اپنے بالوں کو بڑا دکھانے کے لیے بالوں میں بڑا کلپ (clip) لگاتی ہیں، نیز یہ ایک قسم کا فیشن بھی ہے جو عرب علاقوں میں کثرت سے چل رہا ہے، پھر اس کے اوپر دوپٹہ بھی نہیں پہنتیں، کیا یہ حدیث شریف ”**کأسمنة البخت**“ کے تحت شامل ہو کر ممنوع اور ناجائز ہوگا یا ایسا کرنا درست ہے؟

الجواب: بصورتِ مسؤلہ اگر کلپ بڑا ہو اور سر کے اوپر کی جانب میں ہو اور اونٹ کے کوہان کی طرح معلوم ہوتا ہو تو یہ حدیث کی ممانعت میں داخل ہو کر ممنوع ہوگا، لیکن اگر کلپ چھوٹا سا ہو اور گدی پر بالوں کا گچھا بنا کر لگا دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ تاہم ارادی طور پر فاسقات، کافرات کی مشابہت سے اجتناب کرنا چاہئے۔

ملاحظہ ہو علامہ نوویؒ فرماتے ہیں:

ومعنى رؤوسهن كأسنمة البخت أن يكبرنها ويعظمنها بلف عمامة أو عصابة أو نحوها. [شرح صحيح مسلم: ١٤/ ١١٠، دار احياء التراث العربی]

وفيه: قال وهی ضفر غدائر وشدها الى فوق وجمعها فی وسط الرأس فتصير كأسنمة البخت قال: وهذا على أن المراد بالتشبيه بأسنمة البخت انما هو لارتفاع الغدائر فوق رؤوسهن وجمع عقائصها هناک.... الخ. [شرح مسلم: ١٧/ ١٩١، ط، بيروت]

تکملة فتح الملہم میں ہے:

قلت: قد ظهرت فی عصرنا نساء يعقدون شعورهن المسترسلة على أفقيتهن أو فی أوساط رؤوسهن بما يشابه سنام البعير سواء بسواء، كان النبیﷺ شبه رؤوسهن بأسنمة البخت. (تكملة فتح الملهم: ٤/ ٢٠١)

فتاوی محمودیہ میں ہے:

کلپ بالوں میں لگانا عورتوں کے لیے جائز ہے، بشرطیکہ وہ ناپاک نہ ہو اور کفار یا فساق کا شعار نہ ہو کہ اصل جواز ہے، ممانعت وجوہ مذکورہ پر ہے۔ [فتاوی محمودیہ: ۱۹/ ۴۴۱، جامعہ فاروقیہ]...الخ۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ۷، ص: ۳۶۲، ۳۶۳، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

عورتوں کے سر کے بالوں میں پھول لگانے کا حکم

سوال: آج کل عورتیں قسم قسم کی اشیاء پھول وغیرہ اپنے بالوں میں زینت اور

خوبصورتی کے لیے لگاتی ہیں، جب سر پر لگتا ہے تو نگاہوں کے کھینچنے کا ایک ذریعہ ہوجاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ روایت میں آتا ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ایک زمانہ آئے گا کہ عورتوں کے سر اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے۔ کیا یہ روایت صحیح ہے یا نہیں؟ نیز ایسی زینت کی چیزیں لگانا اس میں داخل ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: اسلام نے زیب وزینت کے بارے میں اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنے کی تعلیم وترغیب دی ہے، ایک طرف مغربی تہذیب کے دوش بدوش چلنے سے منع کیا ہے تو دوسری جانب حدودِ شریعت میں رہتے ہوئے زینت اور خوبصورتی کی اجازت دی ہے، چنانچہ بالوں میں خوبصورتی اور زینت کے لیے پھول تانبے، پیتل کے نگینے وغیرہ لگانے کی اجازت ہوگی جیسا کہ عام طور پر دیہاتی عورتیں لگاتی ہیں۔

ملاحظہ ہو فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ولابأس للنساء بتعليق الخرز في شعورهن من صفر أو نحاس أو شبه أو حديد ونحوها للزينة....الخ. [الفتاوى الهندية: ٥/ ٣٥٩، الباب العشرون في الزينة]

مولانا خالد سیف اللہ صاحب فرماتے ہیں:

اسی طرح بالوں میں خوبصورتی کے لیے چاندی، سونے یا کسی دھات کے کانٹے، پھول وغیرہ بھی لگانے کی اجازت ہے۔ [جدید فقہی مسائل: ۱/۳۱۳]

البتہ سر کے اوپر کی جانب یا وسط رأس میں لگانے سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ اس کی وجہ سے سر اونٹ کے کوہان کی طرح معلوم ہوتا ہے اور نبی پاک ﷺ نے ایسی

عورتوں کے لیے وعید بیان فرمائی ہے۔

ملاحظہ ہو حدیث شریف میں ہے:

عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول اللهﷺ صنفان من أهل النار لم أرهما قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤوسهن كأسمنة البخت المائلة لايدخلن الجنة ولايجدن ريحها وان ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا. [رواه مسلم، رقم: ٢١٢٨، باب النساء الكاسيات عاريات]

امام نوویؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قال وهی ضفر غدائر وشدها الی فوق وجمعها فی وسط الرأس فتصير كأسمنة البخت قال: وهذا على أن المراد بالتشبيه بأسمنة البخت انما هو لارتفاع الغدائر فوق رؤوسهن وجمع عقائصها هناك....الخ.

[شرح مسلم: ١٧/١٩١، ط، بيروت]

تکملة فتح الملهم میں ہے:

قلت: قد ظهرت فی عصرنا نساء يعقدون شعورهن المسترسلة على أفقيتهن أو فی أوساط رؤوسهن بما يشابه سنام البعير سواء بسواء، كان النبیﷺ شبه رؤوسهن بأسمنة البخت. (تكملة فتح الملهم: ٤/ ٢٠١)۔ واللّٰه سبحانه وتعالىٰ اعلم۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ٧، ص: ٣٦٣، ٣٦٤، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

مصنوعی بال لگانا

سوال: بعض عورتیں بازار سے مصنوعی بال خرید کر اپنے بالوں میں لگا لیتی ہیں تا کہ بال بڑے معلوم ہوں، کیا یہ جائز ہے؟ بینوا توجروا

الجواب باسم ملهم الصواب: اگر یہ بال انسان کے ہوں تو ان کا لگانا گناہ کبیرہ ہے اور اس پر حدیث میں لعنت وارد ہوئی ہے، اگر کسی دوسرے جانور کے ہوں تو جائز ہے۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى: تحت (قوله وشعر الانسان) ولايجوز الانتفاع به لحديث لعن الله الواصلة والمستوصلة وانما يرخص فيما يتخذ من الوبر فيزيد في قرون النساء وذوائبهن هدايه.

(ردالمحتار، ج: ٤، ص: ١٠٥)۔ واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم۔ (احسن الفتاوی، ج: ٨، ص: ٧٥، ط، سعید/ فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ٧، ص: ٣٤٦، ط، زمزم پبلشرز کراچی/ کتاب الفتاوی، ج: ٦، ص: ١٤٩، ١٥٠، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

گنجے کے سر پر بال لگانے کا حکم

سوال: ایک آدمی کے سر پر سے بال نکل چکے ہیں کسی بیماری کی وجہ سے، اور گنجا ہو چکا ہے تو اس کے سر پر مصنوعی بال لگانے کی اجازت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: بصورتِ مسئولہ گنجے کو ازالہ عیب کی خاطر اس کے اپنے بال لگانا یا پلاسٹک کے بال لگانا جائز اور درست ہے البتہ کسی دوسرے انسان کے بال لگانا ناجائز ہے

پھر وضو اور غسل میں اگر ان کی جڑوں میں پانی پہنچ جاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اگر نکالنا ممکن ہو تو نکال کر پانی پہنچانا ضروری ہوگا اور اگر نکالنا مشکل ہو تو اس پر سے پانی بہا دینا یا اس پر مسح کر لینا کافی ہو جائے گا۔

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد (ایم، بی بی، ایس) لکھتے ہیں:

بالوں کی پیوندکاری (Hair Transplantation) اس کے عقلاً دو طریقے ممکن ہیں:

(۱) کسی دوسری جگہ سے بال کو جڑ سمیت نکال کر سر کی کھال میں گاڑ دیا جائے یعنی (Lmplant) کر دیا جائے اگر اپنے ہی جسم کے بال ہوں تو یہ جائز ہے۔اور اگر کسی دوسرے شخص سے بال حاصل کیے جائیں تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ ایک شخص کے بال دوسرے شخص کو لگانا جائز نہیں ہے، اور اگر دوسرے سے بال عوض میں خریدے ہوں تو یہ دوسری خرابی ہوئی۔

(۲) کسی دوسری جگہ سے بال سمیت کھال اتار کر سر کی کھال کو کھرچ کر اس کے ساتھ لگا دی جائے، اگر اپنے ہی جسم کی کھال ہو تو جائز ہے اور اگر دوسرے کے جسم کی کھال ہو تو جائز نہیں ہے۔

Hair by Hair proocess☆

اس طریقہ میں ایک مصنوعی جھلی یا جلد میں انسانی بال قدرتی انداز سے پیوستہ کر دیئے جاتے ہیں، اس وجہ سے بالوں کا کوئی بھی اسٹائل بنایا جا سکتا ہے، اس مصنوعی جھلی یا جلد میں مسام (pores) بھی ہوتے ہیں جن کے راستہ سے پسینہ اور پانی کا اخراج ہوتا ہے، سر پر اگر کچھ قدرتی اصلی بال لگے ہوں تو ان کو ایک خاص مطلوبہ حد تک کتر دیا جاتا ہے

پھر اس جھلی کو ایک خاص محلول (liquid) کے ذریعہ سر کے اصل بالوں کے ساتھ ان کی جڑوں تک جوڑ دیا جاتا ہے، یہ (liquid) واٹر پروف ہوتا ہے یعنی یہ پانی کو جذب نہیں کرتا اور اصل بالوں تک پانی کو پہنچنے سے روکتا ہے، جھلی لگانے کے بعد دو مہینے آسانی سے نکل جاتے ہیں جب تک کہ نیچے قدرتی بال بڑھ نہ جائیں، جب بال نیچے سے بڑھ جاتے ہیں تو جھلی اتار کر سر پر موجود اصل بالوں کو مطلوبہ حد تک کتر کر جھلی کو دوبارہ چپکا دیتے ہیں۔ [مریض اور معالج کے اسلامی احکام، ص: ٣٨٦]۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ٧، ص: ٣٣٢، ٣٣٣، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

حالت جنابت میں حجامت وغیرہ کا حکم

سوال: حالت جنابت میں تیل لگانا اور بال کتروانا یا مونڈھنا اور ناخن کتروانا کیسا ہے؟

الجواب: جنبی اگر سر اور بدن کو تیل لگاوے کچھ حرج نہیں ہے۔ بال کترنے اور مونڈھنے اور ناخن کترنے کو بحالت جنابت بعض فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ بظاہر مراد مکروہ سے مکروہ تنزیہی ہے جس کا مآل خلاف اولیٰ ہے۔ عالمگیری جلد خامس میں ہے۔ **حلق الشعر حالة الجنابة مكروه وكذا قص الاظافير كذا في الغرائب عالمگيريه وفي المرقاة شرح المشكوة واتفقوا على طهارة عرق الجنب والحائض وفيه دليل على جواز تاخير الاغتسال الجنب وان يسعى في حوائجه مرقاة. واللّٰه تعالىٰ اعلم.** (عزيز الفتاوى، ص: ١٠٧، ط، دار الاشاعت كراچى)

مانگ نکالنا

سوال: سر کی ایک جانب مانگ نکالنا شرعاً جائز ہے نہیں؟ اس لئے کہ بہت سی عورتوں کا اعتقاد ہے کہ سر کی ایک جانب سے مانگ نکالنے کی وجہ سے مرنے کے بعد قبر ٹیڑھی ہو جاتی ہے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً: سر کے درمیان میں مانگ نکالنا سنت ہے (۲۳) جس کی وجہ سے بال دونوں جانب برابر سرابر رہیں، ایک طرف سے مانگ نکالنا سنت کے خلاف اور غیر قوم کی مشابہت ہے اس سے خوب پرہیز کرنا چاہئے، حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص غیروں کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا حشر قیامت کے دن انہیں کے ساتھ ہوگا (۲۴)، مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلامی طریقہ اختیار کریں، اسی میں اسلام کی شان ہے اور اس سے ثواب بھی حاصل ہوتا ہے، قبر ٹیڑھی ہو جانے کا عقیدہ غلط اور بے

---

(۲۳): **عن عائشةؓ قالت: كنت اذا اردت أن أفرق رأس رسول اللهﷺ صدعت الفرق من يافوخه، وأرسل ناصيته بين عينيه. وفي البذل تحت هذا الحديث: "من يافوخه" أي: وسط رأسه.** (بذل المجهود في حل سنن ابي داؤد، كتاب الترجل، باب ماجاء في الفرق، ج: ١٢، ص: ٢١٥، رقم: ٤١٨٩، ط، دار البشائر الاسلامية بيروت لبنان)

(۲۴): **عن ابن عمرؓ قال : قال رسول اللهﷺ: من تشبه بقوم فهو منهم.** (أبوداؤد، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، ص: ٥٦٩، رقم: ٤٠٣١، ط، دارالسلام، رياض)

اصل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دینیہ، ج:۵، ص:۹۶/ فتاوی قاسمیہ، ج:۲۳، ص: ۵۸۱، ۵۸۲، ط، مکتبہ اشرفیہ دیوبند)

عورت مانگ کس طرح نکالے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: کہ مردوں کے لئے سر کے بیچ میں مانگ نکالنا سنت ہے، عورتوں کے لئے مانگ نکالنے کا کونسا طریقہ ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق: جس طرح مردوں کے لئے بیچ میں مانگ نکالنا مسنون ہے، اسی طرح عورتوں کے لئے بھی بیچ میں مانگ نکالنا مسنون ہے، کیونکہ حدیث میں مطلق رأس کا حکم ہے، جس میں مردوں اور عورتوں کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

والفرق سنة، لانه الذى رجع اليهﷺ والظاهر انه انما رجع اليه بوحي. لقوله انه كان يجب موافقة أهل الكتاب فيما لم يؤمر فيه ـ الى ـ والحاصل أن الصحيح المختار جواز السدل. [مرقات، باب الترجل، امداديه ملتان ٨/ ٢٩٣]...الخ۔ (فتاوى قاسميه، ج: ٢٣، ص: ٥٨٤، ٥٨٥، ط، مكتبه اشرفيه ديو بند)

ٹیڑھی مانگ نکالنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: مرد اور عورت دونوں کے لئے ٹیڑھی مانگ نکالنا کیسا ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق: سنت یہ ہے کہ سر کی مانگ سیدھی نکالی جائے، آنحضرت ﷺ کا معمول یہی تھا، لہٰذا ٹیڑھی مانگ نکالنا خلافِ سنت ہے، نیز یہ مغربی تہذیب کی علامت ہونے کی وجہ سے بھی قابل ترک اور مکروہ ہے۔ [احیاء العلوم ۳۰۵]..الخ۔ (کتاب النوازل، ج:۱۵،ص:۵۱۵)

بالوں میں کتنے دن میں کنگھی کرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: اس حدیث کے بارے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزانہ کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے، مگر تیسرے روز کی اجازت دی، اس حدیث کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا کہ روزانہ کرنا حرام ہے یا مکروہ؟ یہ حدیث تقویۃ الایمان میں ۳۲۳ پر ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق: حضور ﷺ کی حدیث روزانہ کنگھی کرنے سے نہی کے متعلق کا مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت کنگھی نہ کرے اور اہتمام نہ کرے، کیوں کہ یہ تزئین میں غلو ہے، روزانہ ایسا کرنا مکروہِ تنزیہی، تاہم اگر ضرورت ہو تو روزانہ کنگھی کرنے میں حرج نہیں۔

عن عبداللّٰہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نہی رسول اللہ ﷺ عن الترجل الا غباً. [سنن الترمذی، أبواب اللباس/ باب ماجاء فی النھی الترجل ١/ ٣٠٥ رقم: ١٧٥٦]

(الا غباً) الغب أن یفعل یوما ویترک یوما، والمراد بالنھی ترک المواظبة علیه والاھتمام به، لأنه مبالغة فی التزیین وھذا عند عدم

الضرورة، وان دعا الضرورة الى الترجيل كل يوم لابأس به. [بذل المجهود ١٧/ ٤٣]

هو نهي تنزيه لا تحريم ولافرق في ذلك بين اللحية والرأس. [سنن النسائي بين السطور ٢/ ٢٧٥] فقط واللّٰه تعالیٰ اعلم۔ (کتاب النوازل، ج: ١٥، ص: ٥١١، ٥١٢)

گردن کے بال مونڈنا جائز ہے

سوال: گردن کے بال مونڈنا جائز ہے یا نہیں؟ امداد الفتاوی ص۳۱۴ ج۴ میں ہے: ''گردن کے بال مونڈنا فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے مکروہ سمجھا ہے''۔ بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملہم الصواب: عالمگیریہ میں قفا کے بال مونڈنے کی کراہت منقول ہیں۔

عن ابي حنيفة رحمه اللّٰه تعالیٰ يكره ان يحلق قفاه الا عند الحجامة كذا في الينابيع. [عالمگيريه، ج: ٥، ص: ٣٥٧]

امداد الفتاوی میں غالباً اسی عبارت میں قفا بمعنی گردن لے کر حکم لکھا گیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ قفا بمعنی مؤخر الرأس (گدّی) ومؤخر العنق (گردن کی پشت) دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے، گدی سر کا حصہ ہے اور گردن مستقل عضو ہے، خود امداد الفتاوی جلد اول ص۱۳ میں مسح گردن کے بیان میں تحریر ہے کہ قفا رأس کا جزء ہے اور رقبہ اس سے خارج ہے اھ

لہٰذا گدّی کا حلق قزع میں داخل ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے، مگر گردن کا حلق

مکروہ ہونے کی کوئی وجہ ظاہر نہیں، حضرت گنگوہی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

''گردن جدا عضو ہے اور سر جدا، لہٰذا گردن کے بال منڈانا درست ہے، سر کا جوڑ علیحدہ کان کی لو کے پیچھے معلوم ہوتا ہے، اس سے نیچے گردن ہے [فتاوی رشیدیہ، ص: ۴٦٧] اس سے معلوم ہوا کہ عالمگیریہ میں قفا بمعنی گدّی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

(احسن الفتاوی، ج: ۸، ص: ٦٧، ٧٧، ط، سعید/ فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ۷، ص: ۳۲۴، ۳۲۵، ط، زمزم پبلشرز کراچی/ امداد المفتین، ص: ۸۱۸، ط، دار الاشاعت کراچی/ فتاوی قاسمیہ، ج: ۲۳، ص: ۵۹۳، ۵۹۴، ط، مکتبہ اشرفیہ دیوبند)

حاجبین کے بال ٹھیک کرنے کا حکم

سوال: اگر حاجبین کے بال لمبے ہوں تو ان کا کاٹنا اور ٹھیک کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز حدیث شریف میں ''لعن اللّٰہ المتنمصات'' آیا ہے اس کی کیا توجیہ ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: بصورتِ مسئولہ حاجبین کے بال اگر حد سے زیادہ لمبے ہوں اور گھنے ہو جائیں کہ قابل نفرت معلوم ہوں تو ان کا کاٹنا ٹھیک کرنا جائز اور درست ہے، یہ ازالہ عیب کے قبیل سے ہے، ہاں بلا ضرورت کاٹنا اور باریک کرنا جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر بازاری عورتوں کا طریقہ ہے یہ جائز اور درست نہیں حدیث شریف میں اسی کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

ملاحظہ ہو فتاوی الشامی میں ہے:

وفی التتارخانیة عن المضمرات: ولابأس بأخذ الحاجبین وشعر

وجهه مالم يشبه المخنث، ومثله في المجتبیٰ. [فتاوى الشامي: ٦/ ٣٧٣، ط، سعيد، ٢/ ٤١٨، سعيد]

[وكذا في الفتاوى الهندية: ٥/ ٣٥٨، والموسوعة الفقهية الكويتية: ١١/ ٢٧٣]

آپ کے مسائل میں ہے:

بھوؤں کے بال بڑھ جائیں تو ان کو کٹوانا جائز ہے مگر نوچنے سے اکھیڑنا درست نہیں ہے۔[آپ کے مسائل اوران کا حل، ٨/ ٣٤٧، طبع جدید]

حدیث شریف کی توجیہ ملاحظہ کیجئے:

موجودہ دور کے فیشن کے اتباع میں بھوؤں کو باریک کرنا یہ ناجائز ہے جیسا کہ اکثر عورتیں کرتی ہیں۔

قال الامام أبو داؤد: وتفسير الواصلة..... والنامصة: التي تنقش الحاجب حتى ترقه.

امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ ''نامصہ'' اس عورت کو کہتے ہیں جو بھوؤں کو باریک کرتی ہے۔[سنن ابی داؤد:٢/ ٢١٨]

قال في البحر الرائق: والنامصة: هي التي تنقص الحاجب لتزينه، والمتنمصة: هي التي يفعل بها ذلك. [البحر الرائق: ٦/ ٨٨، باب البيع الفاسد، دار المعرفة، وكذا فتح القدير: ٦/ ٤٢٦، بيروت]

قال ابن عابدين الشاميؒ: قوله والنامصة: ذكره في الاختيار أيضاً وفي المغرب: النمص نتف الشعر ومنه المنماص المنقاش، ولعله محمول

علی ما اذا فعلته لتتزین للأجانب والا فلو کان فی وجهها شعر ینفر زوجها عن بسببه ففی تحریم ازالته بعد لأن الزینة للنساء مطلوبة للتحسین الا أن یحمل علی ما لا ضرورة الیه لما فی نتفه بالمنماص من الایذاء. [فتاوی الشامی: ٦/ ٣٧٣، سعید]

شیخ ربیع بن حبیب الازدی البصریؒ فرماتے ہیں کہ نامصہ اس عورت کو کہتے ہیں جو حاجبین کے بال کاٹ لے تاکہ باریک سیدھی لکیر بن جائے۔ **قال الربیع: النامصة التی تأخذ من شعر حاجبها لیکون رقیقاً معتدلاً.** [مسند الربیع: ص: ٢٥٠، ط، بیروت]

فتاویٰ بینات میں ہے:

عورتوں کے لیے بھویں بنانا دھاگہ یا کسی اور چیز سے جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ایسی عورتوں پر لعنت آئی ہے اور ایسا کرنا تغییر لخلق اللہ کے زمرہ میں آتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے: **"لعن اللّٰہ الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة"**. البتہ قینچی کی مدد سے کم کرسکتی ہے، جبکہ مخنث کی مشابہت نہ ہو۔ [فتاوی بینات: ۴/ ۴۰۶، مکتبہ بینات]۔ مزید ملاحظہ ہو: [جدید فقہی مسائل: ۱/ ۳۱۰، نعیمیہ]۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ۷، ص: ۳۱۷، ۳۱۸، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

ابروؤں کے درمیان بالوں کا حکم

سوال: بالوں دونوں ابروؤں کے درمیان کے کٹانا یا منڈانا جائز ہے یا رکھنا؟

الجواب حامداً ومصلیاً: دونوں ابروؤں کے درمیان بال منڈانا، یا کتروانا بغرضِ حصول زینت جائز نہیں، کذا نقل فی نور الضحیٰ، ص: ٤٤، عن غایة التوضیح۔ فقط۔ (فتاوی محمودیہ، ج:۱۹، ص:۴۴۱، ۴۴۲)

مصنوعی پلکیں لگوانے کا حکم

سوال: ایک عورت کی آنکھوں کی پلکیں کسی وجہ سے گرگئی ہیں، تو اب اس کے لیے اپنی آنکھوں پر مصنوعی پلکیں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: شریعت مطہرہ نے جسمانی وضع قطع اور زینت کرنے میں اعتدال کو محبوب اور پسند کیا ہے اور مبالغہ فی الزینت اور ہر قسم کے فیشن کے پیچھے بھاگنے کو ناپسند نگاہ سے دیکھا ہے، بایں وجہ جسمانی اعتبار سے کوئی عیب ونقص کے ازالہ کی تو اجازت دی ہے، لیکن حدِ اعتدال سے تجاوز کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے، چنانچہ اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے صورتِ مسئولہ میں ازالہ عیب کی وجہ سے پلکیں بنوانا تو جائز اور درست ہے جبکہ انسانی بالوں سے نہ بنائی جائیں، البتہ محض بطورِ فیشن پلکوں کو لمبی ظاہر کرنے کے لیے بنوانا جائز اور درست نہیں ہے۔

عن أسماء بنت أبی بکر رضی اللہ عنه قالت: لعن النبی ﷺ الواصلة والمستوصلة. [رواه البخاری، رقم: ٥٩٣٦]

آپ کے مسائل میں ہے:

پلکیں بنانے کا فعل جائز نہیں، آنحضرت ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے، بنانے والی پر بھی اور بنوانے والی پر بھی۔ [آپ کے مسائل اور ان کا حل، ۸/۳۲۳، طبع جدید]

مزید ملاحظہ ہو: [قاموس الفقہ: ۴/ ۱۹۷]

ہاں بوقتِ ضرورت ازالہ عیب کی خاطر انسانی بال کے علاوہ سے بنانے کی اجازت ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی کو سونے کی ناک بنانے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ ملاحظہ ہو ترمذی شریف میں ہے:

عن عبدالرحمن بن طرفة بن عرفجة بن أسعد رضى الله عنه قال: أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذت أنفاً من ورق فأنتن علي فأمرني رسول الله ﷺ أن اتخذ أنفاً من ذهب. [رواه الترمذي: ۲/ ۳۳٦، باب ماجاء فى شد الاسنان بالذهب]... الخ۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ۷، ص: ۳۲۰، ۳۲۱، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

سینہ اور پیٹ کے بال منڈوانا

سوال: سینہ اور پیٹ پر کے بال اور رخساروں کے بال منڈوانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: سینہ اور شکم کے بال منڈانا درست ہیں اور رخساروں کے بال دفع کرنا ترک اولیٰ ہے (۲۵)۔ (فتاوی رشیدیہ، ص: ۵۹۲، ط، دارالاشاعت کراچی)

---

(۲۵): **في الهندية: لابأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه مالم يتشبه بالمخنث كذا في الينابيع...... وفي حلق الشعر الصدر والظهر ترك الادب كذا في القنية.** (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان والخصاء قلم الاظفار الخ، ج: ۵، ص: ۳۵۸) =

ٹانگوں کے بال کاٹنا

سوال: کیا مرد اور عورتیں اپنی ٹانگوں کے بال ٹخنوں تک منڈوا سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: ایسا کرنا بہتر نہیں، مگر حرام نہیں (٢٦)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج:١٩، ص:٤٤٤)

سینہ اور ساق کے بال منڈانا

سوال: حلق شعر سوائے راس وبطن وعانہ جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً اگر فخذ یا ساق وغیرہ کے شعر کو حلق کرے یا قصر کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: فخذ اور ساق وغیرہ کے بال کا حلق جائز ہے بعض کے متعلق فقہاء نے صراحۃً لکھا ہے مثلاً عالمگیری وشامی وغیرہ کے کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے۔ **لا باس باخذ الحاجبین وشعر الوجه مالم یشبه بالمخنث کذا فی الینابیع وفی حلق شعر الصدر والظهر ترک الادب عالمگیری صفحه ٢٣٩ ج٢** اور

= (وکذا فی مرقات المفاتیح شرح مشکاه المصابیح، کتاب اللباس، باب الترجل، ج: ٨، ص: ٢٧٢، ط، رقم: ٤٤٢٠، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

(٢٦):عن ام سلمةؓ أن النبیﷺ کان اذا اطلی بدأ بعورته فطلاها بالنورة وسائر جسده أهله. (سنن ابن ماجة، ص: ٢٦٦، أبواب الأدب، باب الاطلاء بالنورة، قدیمی کتب خانه کراچی)

ساق کے بالوں کے متعلق حضرت گنگوہیؒ کے فتاوی میں تصریح جواز بحوالہ حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام بدن پر سوائے چہرہ کے نورہ کرتے تھے۔فتاوی رشیدیہ صفحہ ۶۲ جلد ۱۔(امداد المفتین ،ص:۸۱۷،۸۱۸،ط،دارالاشاعت کراچی)

موئے گوش تراشنے کا حکم

سوال: کیا کانوں کے بال کاٹنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کے کانوں پر بال ہوتے ہیں اور نظر آتے ہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: بصورتِ مسئولہ کانوں کے بال کاٹنا جائز اور درست ہے، جیسا کہ سر کے بالوں کا منڈانا اور رکھنا دونوں جائز ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ: الأذنان من الرأس. [رواه الترمذی: ١/ ١٦]

یہ حدیث شریف مسح کے بارے میں ہے یعنی سر پر مسح کیا جاتا ہے تو کان سر کے حکم میں ہے تو کان پر بھی مسح کیا جائے گا، لہٰذا اس کی مناسبت سے یہ کہا جائے کہ سر کے بال کاٹنا جائز ہے تو کان کے بال کاٹنا بھی جائز ہے خلافِ صواب نہ ہوگا۔ ملاحظہ ہو:[مردوں کے لباس اور بالوں کے شرعی احکام، ص: ۴۷]۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ج:۷، ص:۳۵۳، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

موئے بینی تراشنے کا حکم

سوال: ناک کے بالوں کو صاف کرنے میں اکھیڑنا بہتر ہے یا قینچی سے کاٹنا افضل ہے؟

الجواب: فقہاء کی عبارات کی روشنی میں پتہ چلتا ہے کہ ناک کے اندرونی بال کو قینچی سے کاٹنا افضل ہے، اکھیڑنا مناسب نہیں ہے اس سے بیماری کا اندیشہ ہے، نیز جب بھی بال بڑھتے ہوئے نظر آئیں ان کی صفائی کرلی جائے تاکہ باہر نظر نہ آئیں۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ الشامی میں ہے: **ولاینتف أنفه لأن ذلک یورث الأکلة.** [فتاوی الشامی: ٦/ ٤٠٧، سعید/ وكذا فی الفتاوی الهندية: ٥/ ٣٥٨]۔ واللّٰہ سبحانه وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ٧، ص: ٣٥٢، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

کٹے ہوئے موئے انسانی کی کھاد اور اس کی تجارت

سوال: موئے انسانی جو نائی کاٹ کر پھینک دیتا ہے، بطورِ کھاد کے کھیتوں میں استعمال کرنا اور تجارت کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً: جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج: ۱۹، ص: ۴۵۱)

بال اور ناخن دفن کرنے اور جلانے کا حکم

سوال: بال اور ناخن کو دفن کرنا ضروری ہے یا جلانا بھی جائز ہے؟ کیا کسی حدیث میں صراحۃً اس کی ممانعت آئی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: احادیث اور آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ بال اور ناخن کو دفن کرنا مستحب ہے، اور اس کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ ساحرین ان کو کھلونا نہ بنائیں، نیز انسان بجمیع اجزا مکرم ومحترم ہے اس وجہ سے گندگی وغیرہ میں پھینکنا اور جلانا درست نہیں ہے۔

ذكر الحكيم الترمذی فی "نوادر الأصول فی أحاديث الرسول ﷺ" [١/ ١٨٥، الاصل التاسع والعشرون فی النظافة، ط: دار الجيل]

عن عبداللّٰه بن بشر المازنی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: قصوا أظافيركم وادفنوا قلاماتكم ونقوا براحكم ونظفوا لثاتكم من الطعام وتسننوا ولاتدخلوا علی قخراً بخراً.

وأما قص الأظفار فلأنها تخدش وتضر وهو مجمع الوسخ.... وأما دفن القلامة فان جسد المؤمن ذو حرمة فما سقط منه فحظه من الحرمة قائم وقد أمر رسول اللّٰه ﷺ بدفن دمه حيث احتجم كيلا يبحث عنه الكلاب.

وأورده الامام السيوطی فی الجامع الصغير [٢١٢٩] ورمز له بالضعف.

قال العلامة الملا علی القاری: اذا قلم أظافيره أوجز شعره ينبغی أن يدفن قلامته فان رمی به فلابأس وان ألقاه فی الكنيف أو المغتسل يكره. [مرقاة المفاتيح: ٨/ ٢٦٠، باب الترجل]....الخ۔

فتاوی محمودیہ میں ہے:

جلانا جائز نہیں، عورتیں کسی کپڑے یا کاغذ میں لپیٹ کرکہیں ڈالدیں۔ وفی الخانية: ينبغی أن يدفن قلامة ظفره ومحلوق شعره....الخ. [فتاوی محموديه: ١٩/ ٤٥٢، جامعه فاروقيه]۔ واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دار العلوم زكريا، ج: ٧، ص: ٣٦٤تا ٣٦٧، ط، زمزم پبلشرز كراچی)

حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری صاحب نور اللہ مرقدہٗ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: بالوں کو دفن کرنا ضروری ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: ضروری نہیں بہتر ہے۔ پاک جگہ میں ڈال دینا بھی درست ہے۔

"واذا قص اظفارهٗ او حلق شعره ینبغی ان یدفنه وان القاه فلا بأس به.

[الاختیار شرح المختار، ص ١٦٧ ج٤ کتاب الکراهیة] فقط واللّٰہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی رحیمیه، ج: ١٠، ١٠٥، ط، دار الاشاعت کراچی)

عورت کا بیوٹی پارلر میں بال نکلوانے کا حکم

سوال: کیا عورت کے لیے جائز ہے کہ بیوٹی پارلر میں جا کر دوسری عورت سے اپنے بدن کے بال نکلوائے؟ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ بیوٹی پارلر میں عورت کو برہنہ ہونا پڑتا ہے ہے صرف ستر غلیظ پر کپڑا اڈالتی ہے، اور ایک خاص آلہ کے ذریعہ بال نکلواتی ہے جس کو وہ خود استعمال نہیں کرسکتی اور یہ شوہر کے سامنے خوبصورتی میں اضافہ کے لیے کرتی ہے۔ آیا یہ طریقہ بنگاہِ شریعت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: بصورتِ مسئولہ ایک عورت کے لیے دوسری عورت کے سامنے ناف سے لیکر گھٹنوں تک ستر ہے بلا ضرورتِ شدیدہ اس کا دکھانا ناجائز ہے، بنا بریں اس طرح برہنہ ہوکر جسم کے بال کی صفائی کروانا شریعت کی نگاہ میں جائز اور درست نہیں۔ ملاحظہ ہو بدائع الصنائع میں مذکورہ ہے:

وما یحرم للمرأة من المرأة فكل ما یحل للرجل أن ینظر الیه من

الرجل يحل للمرأة أن تنظر اليه من المرأة وكل ما لايحل له لايحل لها.... ولايجوز لها أن تنظر ما بين سرتها الى الركبة الا عند الضرورة بأن كانت قابلة فلابأس لها أن تنظر الى الفرج عند الولادة. [بدائع الصنائع: ۱۲٤/٥، كتاب الاستحسان، سعيد]

وللاستزداةراجع: [البحرالرائق: ۸/ ۱۹۳،ط، كوئثه و تكملة فتح القدير: ۱۰/ ۳۰، دار الفكر]

حتی کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ نیک صالحہ عورت فاسقات کے سامنے اپنے سر کے بال بھی نہ کھولے۔

چنانچہ علامہ شامیؒ تحریر فرماتے ہیں:

ليس للمؤمنة أن تتجرد بين يدى مشركة أو كتابية، ونقله فى العناية وغيرها عن ابن عباس رضى الله عنه، فهو تفسير مأثور وفى شرح الأستاذ عبدالغنى النابلسى على هداية ابن العماد عن شرح والده الشيخ اسماعيل على الدرر والغرر: لايحل للمسلمة أن تنكشف بين يدى يهودية أو نصرانية أو مشركة الا أن تكون أمة لها كما فى السراج، ونصاب الاحتساب ولا تنبغى للمرأة الصالحة أن تنظر اليها المرأة الفاجرة لأنها تصفها عند الرجال، فلايضع جلبابها ولاخمارها كما فى السراج. [فتاوى الشامى: ٦/ ۳۷۱، سعيد، وكذا فى الموسوعة الفقهية: ۱۸/ ۱٥۸]

خلاصہ یہ ہے کہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے زیب وزینت کی گنجائش ہے لیکن

حدودِ شریعت کو پھلانگ کر فاسقات اور فاجرات کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہوئے زیب وزینت کرنا جائز اور درست نہیں ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ج:۷،ص:۳۶۷، ۳۶۸، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

زیرناف بالوں اورایام صفائی کی حدود کا تعین

بغل کے بالوں کی صفائی کا حکم

سوال: حدیث میں زیر ناف بال صاف کرنے کا حکم ہے تو اس کی حد کیا ہے؟ کیا ناف ہی سے شروع کرلیں یا نیچے کہیں سے؟ اور کتنے دن بعد؟ اسی طرح بغلوں کے بالوں کا بھی مسئلہ بتادیں۔

جواب: یہ بات تو کتبِ فقہ میں ہے کہ زیر ناف کے بالوں کو کاٹنے کی ابتدائی حدناف کے متصل نیچے ہے:

قال في الهندية: ويبتدئ من تحت السرة. [شامي ج: ٥، ص: ٢٦١]

لیکن انتہائی حد کا ذکر ہمیں فقہ کی کتابوں میں نہیں ملا، البتہ حدیث میں اس کے لئے حلق العانۃ کا لفظ آیا ہے۔ علامہ زبیدیؒ اس کی تشریح اس طرح کرتے ہیں:

”قال أبو الهيثم: العانة منبت الشعر فوق القبل من المرأة وفوق الذكر من الرجل والشعر النابت عليهما يقال له الأسب قال الأزهري: وهذا هو الصواب“. [تاج العروس، ص: ٢٨٥، ج: ٩]

اور علامہ مطرزیؒ لکھتے ہیں:

"ھی الشعر النابت فوق الفرج" المغرب، ص: ۶۴، ج: ۲.

اس سے معلوم ہوا کہ عانۃ کا اطلاق ان بالوں پر ہوتا ہے جو شرمگاہ سے اُوپر اُوپر ہوں، لہٰذا اس کی آخری حد شرمگاہ ہے۔ البتہ ایک قول یہ بھی ہے کہ **"الشعر النابت علی قبل المرأۃ"**. [تاج العروس، ص: ۲۸۵، ج: ۹] اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ شرمگاہ کے اُوپر کے بال بھی صاف کئے جائیں اور خود شرمگاہ پر اُگے ہوئے بال بھی۔ البتہ پشت کے بال صاف کرنا اس حکم میں داخل نہیں۔

یہ صفائی ہر ہفتے جمعہ کے دن کرنا افضل اور مستحب ہے۔ اور چالیس دن سے زیادہ بغیر صفائی کے گزار دینا مکروہ تحریمی ہے۔ کذا فی الدر المختار مع الشامی ج: ۵، ص: ۲۶۱ بغل کے بالوں کو صاف کرنے میں بھی یہی تفصیل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی عثمانی، ج: ۴، ص: ۴۲۵ تا ۴۲۸، ط، مکتبہ معارف القرآن کراچی)

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب نور اللہ مرقدہٗ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"ناف کے نیچے دائیں بائیں جو بال ہوں نیز خصیتین پر جو بال ہوں اور پھر نیچے جو بال ہوں ان سب کو صاف کر دینا چاہئے، خواہ ان کو منڈا جائے، یا کسی دوا سے اڑا دیا جائے، یا قینچی سے کترا دیا جائے، منڈانا اعلیٰ بات ہے۔ یہ صفائی ہر ہفتہ جمعہ کے روز مناسب ہے، اس کا موقعہ نہیں تو پندرہ روز میں صفائی کر دی جائے۔ ۴۰/ روز تک مؤخر نہ کریں، ورنہ کراہت تحریمی کا ارتکاب ہوگا۔

عبادت جب اپنی شرائط وفرائض کے مطابق ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔ یہ صفائی ہر ہفتہ سنت ہے، چالیس روز واجب ہے(٢٧)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج:١٩، ص:٤٤٦، ٤٤٧/ فتاوی مفتی محمودؒ، ج:١١، ص:٢٧٣، ٢٧٤، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور/ میزان المسائل، ص:٢٨٨، ط، مکتبہ عاصم دیوبند)

قینچی سے زیرناف کے بال لینا

سوال: موئے زیرناف کو مقراض سے لینا جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو عدم جواز کی کیا دلیل ہے اور اگر جائز ہے تو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کیوں منع فرماتے ہیں یعنی کمالات عزیزی میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے برا خواب دیکھا اس پر حضرت مولانا نے فرمایا کہ تیری عورت مقراض لیتی ہے منع کردے۔

جواب: یہ قصہ غلط ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز کا منع فرمانا غلط ہے اس کی دوسری صورت ہے اور بالوں کا دفعیہ مقراض سے جائز ہے مگر چونکہ استیصال اچھی طرح نہیں

---

(٢٧):في الدرالمختار: ويستحب حلق عانته وتنظيف بدنه بالاغتسال في كل أسبوع مرة والأفضل يوم الجمعة، وجاز في كل خمسة عشره، وكره تركه وراء الأربعين. مجتبى.

وفي الشامية تحته: قوله: (وكره تركه) أى تحريماً لقول المجتبى: ولاعذر فيما وراء الأربعين ويستحق الوعيد. (ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ج: ٩، ص: ٥٨٢، ٥٨٣، ط، دار عالم الكتب رياض)

ہوتا اس واسطے مستحسن نہیں ہے (۲۸)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رشیدیہ، ص:۵۹۲، ط، دار الاشاعت کراچی/ باقیات فتاوی رشدیہ، ص:۳۷۷، ط، حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی انڈیا)

زیرناف بال صاف کرنے کے لئے پاؤڈر کا استعمال

سوال: زیرناف بال صاف کرنے کا مستحب طریقہ کیا ہے؟ کترنا، کاٹنا یا اکھاڑنا؟ اس زمانے میں جو کریم یا پاؤڈر استعمال ہوتا ہے، اس کا استعمال از روئے شریعت کیسا ہے؟

الجواب باسم ملھم الصواب: مردوں کے لئے استرا وغیرہ سے صاف کرنا اور عورتوں کے لئے اکھاڑنا مستحب ہے۔ پاؤڈر اور کریم کا استعمال بھی جائز ہے۔

---

(۲۸):عن ابی ھریرةؓ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: الفطرة خمس، (أو خمس من الفطرة)، الختان، والاستحداد، وتقليم الأظفار، ونتف الأبط، وقص الشارب. وفی الفتح تحت هذا الحديث: قوله: (الاستحداد) الخ: هو حلق العانة، سمی استحداداً لاستعمال الحديدة، وهی موسی، وهو سنة، والمراد به نظافة ذلک الموضع، والأفضل به فيه الحلق، ويجوز بالقص والنتف والنورة. (موسوعة فتح المهلم بشرح صحيح الامام مسلم، كتاب الطهارة،باب خصال الفطرة، ج: ۲، ص: ۵۰۲، ط، دار احياء التراث العربی بيروت لبنان)

فی الموسوعة الفقهية: لاخلاف بين الفقهاء فی جواز ازالة الشعر العانة بأی مزيل من حلق وقص ونتف ونورة لأن أصل السنة يتأدی بالازالة بأی مزيل كما أنه لاخلاف بينهم فی أن الحلق أفضل لازالة شعر العانة فی حق الرجل. (الموسوعة الفقهية، ج: ۲۹، ص: ۲۳۴)

قـال الـعـلامة ابن عابدين رحمه اللّٰہ تعالیٰ تحت (قوله ويستحب حلق عانة) قال في الهندية ويبتدی من تحت السرة ولو عالج بالنورة يجوز كـذا فـي الغرائب وفي الاشباه والسنة في عانة المرأة النتف. [ردالمحتار، ص: ٢٦١، ج: ٥]۔ واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم۔ (احسن الفتاوی، ج: ٨، ص: ٧٨، ٧٩، ط، ایم ایچ سعید/ فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ٧، ص: ٣٢٦تا ٣٢٨، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

عورت کا موئے زیر ناف دور کرنے کے لئے استرہ استعمال کرنا

سوال: عورتیں موئے زیر ناف دور کرنے کے لئے استرہ استعمال کرتی ہیں تو اس سلسلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً....عورتوں کی شرمگاہ کی جگہ بے حد نازک ہوتی ہے اور استرہ استعمال کرنے کا طریقہ نہ جاننے کی وجہ سے شریعت نے دوسری چیزوں کا استعمال کر کے آسانی کے ساتھ ان بالوں کو دور کرنے کو کہا ہے، لیکن اگر کوئی عورت استرہ استعمال کرنا جانتی ہو اور استرہ استعمال کرنے سے نقصان ہونے کا خطرہ نہ ہو تو جائز ہے۔ [شامی ج:۵،ص:۲۵۸] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دینیہ، ج:۵،ص:۹۷)

مقعد کے اردگرد کے بالوں کی صفائی کا حکم

سوال: مقعد کے اردگرد کے بال حلق العانۃ میں داخل ہیں یا نہیں؟ ان کا حلق ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب: بصورتِ مسئولہ مشہور قول کے موافق حوالی مقعد کے بال حلق العانۃ کے حکم میں داخل نہیں اور ان کا حلق ضروری نہیں البتہ فقہاء نے نجاست کے معلق ہونے کی وجہ سے ان کی صفائی کو اولیٰ اور بہتر فرمایا ہے اور علامہ شامیؒ نے زیادہ مؤکد قرار دیا ہے۔

ملاحظہ ہو شامیؒ فرماتے ہیں:

والعانة الشعر الفريب من فرج الرجل والمرأة ومثلها شعر الدبر بل هو أولیٰ بالازالة لئلا يتعلق به شئ من الخارج عند الاستنجاء بالحجر. [فتاوی الشامی: ۲/ ۴۸۱، سعید]

حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

ثم العانة: هی الشعر الذی فوق الذکر وحواليه وحوالی فرجها ويستحب ازالة شعر الدبر خوفاً من أن يتعلق به شئ من النجاسة الخارجة فلايتمكن من ازالته بالاستجمار. [حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: ۵۲۷، قديمی]

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

الشعر الذی حوالی ذکر الرجل وفرج المرأة زاد ابن شريح و حلقة الدبر فجعل العانة منبت الشعر مطلقاً والمشهور الاول. [مرقاة المفاتيح: ۸/ ۲۸۹، باب الترجل، امداديه ملتان]

قال الامام النوویؒ: ونقل عن أبی العباس بن سريج أنه الشعر النابت حول حلقة الدبر فيحصل من مجموع هذا استحباب حلق جميع

ما على القبل والدبر وحولهما. [شرح مسلم، ١/ ١٢٨، باب خصال الفطرة]

حضرت مفتی رشید احمد صاحبؒ نے احسن الفتاویٰ میں ان بالوں کی صفائی کو واجب قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

....اور دبر کے بال صاف کرنا واجب ہے، دبر کے بالوں کی صفائی کو طحطاویؒ نے مستحب لکھا ہے مگر علامہ ابن عابدینؒ نے اس کا حکم بھی عانہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ مؤکد قرار دیا ہے۔[احسن الفتاویٰ: ۸/ ۷۸]۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ۷، ص: ۳۲۸، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

حضرت مولانا مفتی سید سلمان منصور پوری صاحب دامت برکاتہم ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

دبر کے بال اگر اتنے زیادہ ہوں کہ اُن میں نجاست کے تلوث کا خطرہ ہو، تو صاف کرنا ضروری ہے... الخ۔ (کتاب النوازل، ج: ۱۵، ص: ۵۵۰)

موئے زیر ناف دوسرے سے صاف کرانا

سوال: ایک شخص معمر بیمار ہو جاتا ہے، عرصہ ۶، ۷/ ماہ بیمار رہتا ہے، پورا صاحبِ فراش ہے کہ حرکت کی بھی طاقت نہیں، اس کی اہلیہ کو بھی ضعف بصر ہے۔ کیا اس کا بیٹا زیر ناف بال استرے سے صاف کر سکتا ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب حامداً و مصلیاً: بدرجہ مجبوری جائز ہے، مس کرنے اور دیکھنے سے حتی الوسع احتیاط کرے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی محمودیہ، ج: ۱۹، ص: ۴۵۰)

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب نور اللہ مرقدہٗ ایک

سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''اگر پاؤڈر خود لگانے پر قادر ہو تو پاؤڈر سے صفائی کرے، ورنہ دوسرا شخص ہاتھ پر دستانہ پہن کر پاؤڈر سے اس طرح صفائی کرے کہ اس مقام پر نظر ڈالنے سے حتی الامکان احتراز کرے۔

لابأس بأن يتولى صاحب الحمام عورة انسان بيده عند التنوير اذا كان يغض بصره وقال الفقيه ابو الليث هذا فى حالة الضرورة لا فى غيرها. [عالمگيرية، ص: ۳۲۷، ج: ۵] واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم۔ (احسن الفتاوى، ج: ۹، ص: ۷۹، ط، ايم ايچ سعيد/ كتاب الفتاوى، ج: ٦، ص: ۱۵۲، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

نابینا موئے زیر ناف کس طرح صاف کرے؟

سوال: نابینا شخص موئے زیرِ ناف کس طرح صاف کرے گا؟ صابن کے ذریعہ صاف کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: صابن کے ذریعہ صفائی کرلینا درست ہے:

"قال فى الهندية: ويبتدئ من تحت السرة. ولو عالج بالنورة، يجوز، كذا فى الفتاوى". ردالمحتار: ۵/ ۲۶۱ (۲۹). فقط والله تعالىٰ اعلم. (فتاوى محموديه، ج: ۱۹، ص: ۴۵۰، ۴۵۱)

---

(۲۹): (ردالمحتار على الدرالمختار، كتاب الحظر والاباحة، فصل فى البيع، ج: ۹، ص: ۵۸۳، ط، دار عالم الكتب رياض)

موئے بغل مونڈنے کا حکم

سوال: بغل کے بالوں میں اکھاڑنا بہتر ہے یا مونڈنا؟

الجواب: احادیث اور فقہاء کی عبارات کی روشنی میں اکھاڑنا بہتر معلوم ہوتا ہے تاہم اگر کسی کو اکھاڑنے میں اذیت محسوس ہوتی ہو تو مونڈنا بھی جائز ہے، کیونکہ مقصود محل کی صفائی ہے جو مونڈنے میں حاصل ہو جاتی ہے۔

ملاحظہ ہو مجمع الانہر میں ہے: **والسنة نتف الابط.** [مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر: ٤/ ٢٢٤، ط، بيروت]

وفى الفتاوى الهندية: وفى الابط يجوز الحلق والنتف اولىٰ.

[الفتاوى الهندية: ٥/ ٣٥٨]

شیخ عبدالحق محدثِ دہلویؒ فرماتے ہیں:

ہفتم برکندن موئے بغل ست وحلق کردن ونورہ زدن نیز جائز ست۔ [اشعۃ اللمعات: ۱/۲۲۹، المکتبۃ الرشیدیۃ]

شرح مسلم میں امام نوویؒ فرماتے ہیں:

أما نتف الابط فسنة بالاتفاق والأفضل فيه النتف لمن قوى عليه ويحصل أيضاً بالحلق و بالنورة وحكى عن يونس بن عبدالأعلى قال: دخلت على الشافعيؒ وعنده المزين يحلق ابطه فقال الشافعي: علمت أن السنة النتف ولكن لا أقوى على الوجع، ويستحب أن يبدأ بالابط الأيمن.

[شرح مسلم: ١/ ١٢٨، باب خصال الفطرة]

بہشتی زیور میں ہے: موئے بغل میں اولیٰ تو یہ ہے کہ موچنے وغیرہ سے دور کیے جائیں اور استرے سے منڈوانا بھی جائز ہے۔ [بہشتی زیور، حصہ ۱۱، ص: ۹٦۸]۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ۷، ص: ۳۲۹، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

زیر ناف وبغل کے بال ندی نالے میں پھینکنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: بغل کے بال اور زیر ناف بال کیا ندی نالے میں پھینک سکتے ہیں؟

الجواب وباللہ التوفیق: بغل اور زیر ناف کے بال ندی نالے میں پھینکنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، البتہ کسی محفوظ جگہ پر دفن کر دینا زیادہ بہتر ہے۔

وفی الخانية: ينبغي أن يدفن قلامة ظفره ومحلوق شعره، وان رماه فلابأس به. [حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، دار الكتاب ديوبند ۱/ ۵۲۷]

يدفن أربعة: الظفر، والشعر، وخرقة الحيض والدم. [هندية، الباب التاسع عشر، زكريا ۵/ ۳۵۸، جديد ۵/ ۴۱۳] فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔(فتاوی قاسمیه، ج: ۲۳، ص: ٦۱۸، ٦۱۹، ط، مکتبه زکریا دیوبند/ فتاوی محمودیه، ج: ۱۹، ص: ۴۴۸)

خضاب لگانے کا بیان

خضاب کی تحقیق

"خضب" کے معنی رنگنا یعنی بالوں کو مہندی سے یا کسی رنگ سے رنگنا۔ خضاب وہ چیز جس سے رنگ کیا جائے مہندی یا کوئی اور رنگ وغیرہ۔

"خضب الرجل شیبه"، آدمی نے اپنے سفید بالوں کو رنگ کیا۔ جس کے بال رنگے ہوئے ہوں اس کو مخضوب کہتے ہیں (۳۰)۔

قال الجوهری: "الخضاب ما یختضب به". جوہری نے کہا: خضاب جس چیز کے ذریعہ رنگا جائے (۳۱)۔

اور عام طور پر خضاب کا استعمال اُس وقت ہوتا ہے جب سر میں یا ڈاڑھی میں سفید بال آنے لگتے ہیں، تو اُس کی سفیدی کو چھپانے یا دور کرنے کے لیے خضاب کا استعمال کیا جاتا ہے، جس سے سفیدی چھپ جاتی ہے اور خوبصورتی میں اضافہ بھی ہوجاتا ہے۔

نوٹ: عربی میں خضاب کا لفظ اُسی وقت استعمال ہوگا جبکہ اُس میں حنا ملی ہو، اگر حنا نہ ہو خالص کوئی پودا یا رنگ ہو تو صبغ کا لفظ مستعمل ہوتا ہے، خضاب کا لفظ نہیں، "واذا

---

(۳۰): (تاج العروس، ج: ۲، ص: ۳٦٥، ۳٦٦، ط، دار احیاء التراث العربی بیروت)

(۳۱): (عمدة القاری، کتاب اللباس، باب الخضاب، ج: ۲۲، ص: ۷۷، ط، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

كان بغير الحناء قيل صبغ شعره ولايقال خضبه"(۳۲)۔

خضاب کے استعمال کی ترغیب

ابتدائے اسلام میں نبی پاک ﷺ اہلِ کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے، پھر مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے اہلِ کتاب کی مخالفت کا حکم دیا، مدینہ میں یہود ڈاڑھی سفید رکھتے تھے اور خضاب کا استعمال نہیں کرتے تھے آپ ﷺ ہمیشہ اس بات کے خواہاں رہتے تھے کہ مسلمان خالص دینی اعمال کے ساتھ ساتھ اپنی ظاہری وضع وقطع میں بھی غیر مسلم اقوام کی نقالی نہ کریں۔

فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ کے والد حضرت ابوقحافہؓ خدمتِ اقدس میں لائے گئے، ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال بہت سفید تھے اس موقع سے آپ ﷺ نے ان کو خضاب لگانے کی تلقین کی۔

حضرت ابوامامہؓ کی روایت ہے کہ فرمایا: رسول اللہ انصار کے چند بزرگ بوڑھے لوگوں کے پاس آئے جن کی ڈاڑھیاں سفید تھیں آپ ﷺ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت اپنے بالوں کو سرخ یا پیلے (زرد) خضاب کیا کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

"عن ابی امامة قال: خرج رسول اللہ ﷺ علی مشيخة من الانصار بيض لحاهم فقال: يا معشر الانصار حمروا وصفروا وخالفوا أهل الكتاب"...الخ.

علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں: امام احمد اور طبرانی نے اسے روایت کیا ہے، احمد کے

(۳۲):(الجامع فی احکام اللحية، ص: ۲۵۹)

رجال صحیح کے رجال ہیں، قاسم کے علاوہ وہ بھی ثقہ ہیں، ان کے سلسلے میں کلام کیا گیا ہے، جو نقصان دہ نہیں ہے(۳۳)۔

حضرت زبیر بن عوامؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: سفیدی کو بدل دو اور یہود کی مشابہت اختیار مت کرو۔ یعنی خضاب ان کی مخالفت کرو، **عن الزبير بن العوام قال رسول اللهﷺ غيرو الشيب ولاتشبهوا باليهود.**

امام ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے(۳۴)۔

الغرض احادیث کے وارد ہونے کی وجہ سے خضاب استعمال کرنا مستحب ہے۔

وقال الامام النوویؒ: ومذهبنا استحباب خضاب الشيب للرجل والمرأة الى آخره...الخ(۳۵).

وقال الحافظ ابن حجرؒ: ولكن الخضاب مطلقاً أولٰى، لأنه فيه

---

(۳۳): "عن ابى امامة قال: خرج رسول اللهﷺ...الخ. رواه احمد والطبرانى ورجال أحمد رجال صحيح خلا القاسم وهو ثقه وفيه كلام لايضر. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب اللباس، باب مخالفة أهل الكتاب فى اللباس وغيره، ج: ٥، ص: ١٣١، ط، دار الكتاب العربى، بيروت لبنان)

(۳۴):(الجامع الترمذى، كتاب اللباس، باب ماجاء فى الخضاب، ص: ٤١٧، رقم: ١٧٥٢، ط، دار السلام رياض)

(۳۵):(ردالمحتار على الدرالمختار، مسائل شتٰى ج: ١٠، ص: ٤٨٨، ط، دار عالم الكتب رياض)

امتثال الأمر فی مخالفة الیهود....الخ(٣٦).

وفـی الـدرالـمـختـار: یستحب للرجل خضاب شعره ولحیته....الخ(٣٧).

نیز خضاب کا استعمال دیکھنے والوں کو بھی خوشنما نظر آتا ہے، جلد، صحت اور بالوں کے لیے بھی نہایت مفید ہے۔ جو دماغ کو بھی تقویت دیتا ہے اور بالوں کو بھی مضبوط کرتا ہے۔(سیاہ خضاب احکام ومسائل، ص:١٣تا١٦)

کیا حضور ﷺ نے خضاب استعمال کیا

آپ ﷺ نے خضاب کا استعمال فرمایا ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں روایتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے، حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ریش مبارک میں مہندی اور ایک میں زرد خضاب کے استعمال کا ذکر ہے(٣٨)، آپ ﷺ کے زرد خضاب

---

(٣٦):(فتح الباری، کتاب اللباس، باب الخضاب، ج: ١٠، ص: ٣٦٨، رقم: ٥٦٩٠، ط، مکتبة الملك فهد الوطنية)

(٣٧):(الدرالمختار مع الشامی، کتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغیره، ج: ٩، ص: ٦٠٤، ط، دار عالم الکتب ریاض)

(٣٨):عن أبی رمثة رضی اللہ عنہ قال: أتیت أنا وأبی النبی ﷺ وکان قد لطخ لحیته بالحناء.

عن أبی رمثة رضی اللہ عنہ قال: أتیت النبی ﷺ ورأیته قد لطخ لحیته=

استعمال کرنے کی ایک روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے، لیکن حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو خضاب کی نوبت ہی نہیں آئی تھی اگر میں حضور ﷺ کی داڑھی کے سفید بالوں کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا(۳۹)۔ چنانچہ اکثر محققین کا خیال یہی ہے کہ آپ ﷺ نے سیاہ خضاب کا استعمال نہیں فرمایا ہاں آپ کبھی رنگین عطر استعمال فرماتے جس سے بعض دفعہ لوگوں کو غلط فہمی ہو جاتی، نسائی کی ایک روایت میں قریب قریب اس کی صراحت موجود ہے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زرد خوشبو داڑھی میں استعمال کرتے تھے، اس پر حیرت کا اظہار کیا گیا تو فرمایا کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو ریش مبارک میں یہ رنگ استعمال کرتے دیکھا ہے(۴۰)، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل

=**بالصفرة.** (رواهما النسائی، کتاب الزینة، باب الخضاب بالحناء والکتم، ص: ٦٩٦، رقم: ٥٠٨٦، ٥٠٨٧، ط، دارالسلام ریاض)

(۳۹):عن ثابت قال: سئل أنسؓ، عن خضاب النبی ﷺ فقال: انه لم یبلغ ما یخضب، لو شئت أن أعد شمطاته فی لحیته. (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب مایذکر فی الشیب، ص: ١٢٦١، رقم: ٥٨٩٥، ط، دار السلام ریاض)

(۴۰):عن زید بن أسلم قال: رأیت ابن عمرؓ یصفر لحیته بالخلوق فقلت: یا أبا عبدالرحمٰن! انک تصفر لحیتک بالخلوق قال: انی رأیت رسول اللہ ﷺ یصفر بها لحیته، ولم یکن شئ من الصبغ أحب الیه منها ولقد کان یصبغ بها ثیابه کلها حتی عمامته. (سنن نسائی، کتاب الزینة، باب الخضاب بالصفرة، ص: ٦٩٦، رقم: ٥٠٨٨، ط، دار السلام ریاض)

میں بطور خوشبو اس رنگ کا عطر استعمال فرماتے تھے جس سے سفید بالوں پر زردی آجاتی تھی اور بعض لوگ اس کو خضاب سمجھنے لگتے تھے، بخاری کی وہ روایتیں جن میں وفات کے بعد بعض ازواج مطہرات کے پاس موجود موئے مبارک سرخ یا خضاب میں رنگے ہوئے ہونے کا ذکر ہے (۴۱)، کا منشاء بھی یہی ہے۔ امام طبریؒ نے دونوں حدیثوں میں یہ تطبیق دی ہے کہ جن لوگوں نے خضاب کی بات نقل کی ہے، انہوں نے اپنا مشاہدہ نقل کیا، بعض اوقات آپ ﷺ نے خضاب فرمایا! جو لوگ اس کا انکار کرتے ہیں تو یہ اکثر اور فی الغالب حالت پر محمول ہے۔

فی نیل الأوطار: وقال الطبری فی الجمع بین الحدیثین: من جزم بأنه خضب فقد حکی ما شاهد، وکان ذلک فی بعض الأحیان، ومن نفی ذلک فهو محمول علی الأکثر الأغلب من حاله ﷺ. (نیل الأوطار من أسرار منتقی الأخبار، الباب الثامن: باب تغییر الشیب بالحناء والکتم ونحوهما وکراهة السواد، ج: ١، ص: ٤٤٧، ط، دار ابن الجوزی المملکة العربیة السعودیة/ سیاه خضاب احکام ومسائل، ص: ١٦، ١٧/ قاموس الفقه، ج: ٣، ص: ٣٤١، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

---

(۴۱):عن عثمان بن عبدالله بن موهب قال: دخلت علی أم سلمة فأخرجت الینا شعرا من شعر النبی ﷺ مخضوباً.

عن ابن موهب: أن أم سلمة أرته شعر النبی ﷺ أحمر. (رواهما البخاری، کتاب اللباس، باب مایذکر فی الشیب، ص: ١٢٦١، رقم: ٥٨٩٧، ٥٨٩٨، ط، دار السلام ریاض)

وفي بذل المجهود: وقال القاري في قول أنس رضي الله عنه: لم يخضب: أي راسه، وهو لاينافي اختضاب لحيته المروي السابق، والآتي عن ابن عمر رضي الله عنه. فتدبر.

ثم قال: والصحيح ما قاله صاحب "النهاية" من أن المختار أنهﷺ صبغ في وقت، وترك في معظم الأوقات، فأخبر كل بما رأى، وهو صادق، وهذا التأويل كالمتعين للجمع به بين الأحاديث، انتهى. وهو نهاية المدعى. (بذل المجهود في حل سنن أبي داؤد، كتاب الترجل، باب في الخضاب، ج: ١٢، ص: ٢٣٥، ط، دار البشائر الاسلامية بيروت لبنان/ الدر المنضود، ج: ٦، ص: ١٨٩، ١٩٠، ط، مكتبة الشيخ كراچی)

خضاب کا استعمال بہتر ہے یا ترک؟

البتہ خضاب کا استعمال بہتر ہے یا ترک؟ اس میں بھی فقہاء کی رائیں قدرے مختلف ہیں، حنفیہ کے یہاں استعمال مستحب ہے، کیونکہ روایات گذر چکی ہیں کہ آپﷺ نے صحابہؓ سے اس کا حکم فرمایا تھا، شوافع کے یہاں بھی ترجیح اسی کو ہے۔ امام نوویؒ نے بعض اہل علم سے دو اور قول نقل کئے ہیں، ایک یہ کہ جہاں عام طور پر لوگ خضاب کا استعمال کرتے ہوں، وہاں استعمال بہتر ہے، جہاں بالعموم خضاب نہ لگایا جاتا ہو اور لگانے والا مرکز توجہ بن جاتا ہو، وہاں نہ لگانا چاہئے کہ "**خروجه عن العادة شهرة ومكروه**" دوسرے یہ کہ جس کے بال اچھے ہوں اور بلا خضاب بھلے لگتے ہوں، ان کے لئے خضاب سے اجتناب بہتر ہے اور جس کا معاملہ اس کے برعکس ہو، وہاں خضاب کا استعمال بہتر ہے۔

(قاموس الفقہ، ج:۳، ص:۳۴۰، ۳۴۱، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

حضرت مولانا مفتی زکریا احمد قاسمی صاحب دامت برکاتہم ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سوال: مذکورہ بالا احادیث سے تو سفید بال رکھنے کی بھی فضیلت وشرف معلوم ہوتا ہے جبکہ ابوقحافہؓ کو اللہ کے نبی نے خضاب کا حکم دیا اور سفید بال کو بدلنے کا حکم دیا ہے؟ تو دونوں میں افضل اور بہتر کیا ہے کہ جس پر عمل کیا جا سکے؟

جواب: علمائے کرام نے دونوں احادیث میں درجِ ذیل تطبیق دی ہے۔

(۱) جس کے ڈاڑھی بہت زیادہ سفید ہو حضرت ابوقحافہؓ کی ڈاڑھی کی طرح تو اسے خضاب استعمال کرنا چاہئے، مگر کسی کے بال اتنے زیادہ سفید نہ ہوں خضاب کے بغیر بھی اچھے معلوم ہوتے ہوں تو اس کے لیے خضاب استعمال نہ کرنا بھی دُرست ہے۔

(۲) جس علاقہ اور ماحول میں لوگ عام طور پر خضاب استعمال کرتے ہوں وہاں استعمال کیا جائے اور جہاں رواج نہ لگانے کی وجہ سے مرکزِ توجہات بننے کا اندیشہ ہو تو وہاں استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

قال القاضی: وقال غیرہ (أی غیر الطبرانی) ھو علی حالین: فمن کان فی موضع عادۃ أھل الصبغ أو ترکہ فخروجہ عن العادۃ شھرۃ و مکروہ، والثانی أن یختلف باختلاف نظافۃ الشیب، فمن کانت شیبتہ تکون نقیۃ أحسن منھا مصبوغۃ، فالترک اولی، ومن کانت شیبتہ تستبشع فالصبغ اولی.

الغرض رواج عرف اور حالت کے اعتبار سے افضلیت کا معیار بدل جائے گا۔ اسی کے مطابق عمل کرنا بہتر ہوگا۔

عربوں میں خضاب کے استعمال کا رواج عام تھا، اس لیے خضاب کا استعمال انگشت نمائی کا باعث نہ بنتا تھا، دوسرے خضاب سے اجتناب یہود کی شناخت تھی، اور آپ ﷺ ایک مشترک معاشرہ میں صحابہؓ کو ان سے ممتاز دیکھنا چاہتے تھے، ایک ایسے سماج میں جہاں یہ دونوں باتیں نہ پائی جاتی ہوں، سیاہ کے علاوہ کسی اور رنگ کا خضاب انگشت نمائی اور فقہاء کی زبان میں شہرت کا باعث بن جاتا ہے۔ (سیاہ خضاب احکام ومسائل، ص: ۲۴تا۲۶)

بالوں میں سیاہ خضاب کرنے کا تفصیلی مسئلہ

وعن أبی هريرة أن النبی ﷺ قال ان اليهود والنصاریٰ لايصبغون فخالفوهم. متفق عليه

ترجمہ: اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہودی اور عیسائی خضاب نہیں لگاتے لہٰذا تم ان کے خلاف کرو۔ [بخاری ومسلم]

توضیح: "لایصبغون" یعنی یہود ونصاریٰ داڑھی کے سفید بالوں میں خضاب اور کسی قسم کا رنگ نہیں کرتے تم ان کی مخالفت میں داڑھی میں خضاب کیا کرو۔

سب سے پہلے یہ بات سمجھنے کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اصباغ اور رنگ اور خضاب کے حوالہ سے مہندی کی بہت زیادہ ترغیب دی ہے۔ زرد رنگ کی بھی اجازت دی ہے البتہ کالے رنگ سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے ساتھ والی حدیث میں "واجتنبوا

السواد" کا جملہ موجود ہے جو امام مسلم نے نقل کیا ہے جو شخص مسلم کی روایت کو موضوعی کہے گا وہ بدعتی ہوگا کیونکہ بخاری اور مسلم کی احادیث کی صحت پر امت کا اجماع ہوگیا ہے امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی سند میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے "غیروا الشیب ولاتقربوه السواد". [رواه احمد]

ملا علی قاری نے بحوالہ نووی نقل کیا ہے کہ خضاب کے بارے میں چند اقوال ہیں صحیح قول یہ ہے کہ بالوں میں ہر قسم کا رنگ اور خضاب کرنا مستحب ہے خواہ مرد کرے یا عورت کرے البتہ کالے رنگ کا خضاب حرام ہے۔ [مرقات، ص:۲۱۴، ج:۸]

امام محمدؒ اپنی موطأ میں اس طرح لکھتے ہیں:

"لانریٰ بالخضاب بالوسمة والحناء والصفرة باسا وان ترکه ابیض فلابأس به کل ذٰلک حسن". [مرقات]

شرح شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ: "الخضاب سنة ثبت قولاً وفعلاً اما قولاً فلحدیث ابی هریرةؓ السابق. واما فعلاً فلما قال ابن عمر ان النبیﷺ کان یصفر لحیته بالورس والزعفران". [مرقات]

وفی مجمع الفتاوی اختلفت الروایة فی ان النبیﷺ هل فعل الخضاب فی عمره؟ والاصح انه لم یفعل الخضاب فی لحیته لعدم الحاجة الیه، واما خضاب رأسه بالحناء فهو مشهور وقیل کان فعله غیر مرة لدفع الصداع والحرارة قلت ویؤیده ما ورد فی الاختضاب من الاحادیث "منها" اختضبوا بالحناء فانه یزید فی شبابکم وجمالکم ونکاحکم". [رواه البزار]

"ومنها" اختضبوا بالحناء فانه طيب الريح ويسكن الروع. [رواه ابو يعلى والحاكم]

"ومنها" اختضبوا وافرقوا و خالفوا اليهود. [رواه ابن عدی]

قال الغزالی فی الاحياء الخضاب بالسواد خضاب الکفار، ویقال اول من خضب بالسواد فرعون لعنه الله. [مرقات]

وعن ابن الدرداء رفعه قال عليه السلام من خضب بالسواد سود الله وجهه يوم القيامة. [رواه الطبرانی مرقات، ج: ۸، ص: ۲۳۳]

ان تمام روایات سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ اسلام میں خضاب کرنا جائز اور مستحب ہے البتہ کالے رنگ کا خضاب منع ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب خضاب کرنا اتنا ضروری ہے اور یہود سے مخالفت کا ذریعہ ہے تو اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ خضاب کے بغیر سفید داڑھی کو سفید چھوڑنا منع ہے حالانکہ زیادہ تر مسلمان رنگ نہیں کرتے بلکہ طبعی حالت پر بال سفید رکھتے ہیں۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہود کسی بھی رنگ اور خضاب کو جائز نہیں سمجھتے تم خضاب کو ناجائز نہ سمجھو بلکہ یہود کی مخالفت کر کے جائز ہونے کا عقیدہ رکھو پھر خضاب کرو تو اچھا ہے اور خضاب نہ کرو بلکہ داڑھی کو طبعی حالت پر چھوڑ دو یہ بھی جائز اور اچھا ہے جیسا کہ امام محمدؒ کا فتویٰ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے کہ **"وان ترکه ابیض فلابأس به".**

اب یہاں یہ بات رہ گئی کہ فقہاء کے نزدیک سیاہ خضاب استعمال کرنے کا کیا حکم ہے۔

اس سلسلہ میں علامہ نوویؒ مسلم کی شرح ص ۱۹۹ پر اس طرح لکھتے ہیں:

ہمارے مسلک شوافع کے مطابق سفید بالوں کا خضاب مستحب ہے اور مردوں اور عورتوں کے لئے سیاہ رنگ کے علاوہ ہر رنگ مستحب ہے سیاہ رنگ کا خضاب بعض کے ہاں مکروہ ہے مگر مختار اور صحیح قول یہ ہے کہ سیاہ خضاب حرام ہے اور یہی ہمارا مسلک ہے...الخ۔

صحابہ کی ایک بڑی جماعت سیاہ خضاب کے عدم جواز کی قائل ہے لیکن چند صحابہ وتابعین ایسے بھی ہیں جنہوں نے سیاہ خضاب کو استعمال کیا ہے ان میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت حسین بن علی اور حضرت حسن بصری کے نام مشہور ہیں۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ دونوں طرف صحیح روایات موجود ہیں لیکن اس میں کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ شارحین حدیث نے سیاہ خضاب استعمال کرنے کو مجبوریوں پر حمل کیا ہے چنانچہ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں " **وروی ان عثمان والحسن والحسین خضبوا لحاهم بالسواد للمهابة**". [مرقات، ج: ۸، ص: ۲۱۳]

علامہ شامی لکھتے ہیں **قوله علیه السلام غیروا هذا الشیب واجتنبوا السواد قال الحموی وهذا فی حق غیر الغزاة ولایحرم فی حقهم للارهاب ولعله محمل من فعل ذٰلک من الصحابة.** [فتاویٰ شامی، ج: ٦، ص: ٧٥٦]

ان روایات سے معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب احناف کے ہاں مکروہ تحریمی ہے چنانچہ بذل المجہود شرح ابوداؤد میں اس حدیث کے ذیل میں لکھا گیا ہے کہ **وفی الحدیث تهدید شدید فی خضاب الشعر بالسواد وهو مکروه کراهیة التحریم.**

[بذل المجهود، ج: ٥، ص: ٨٢]

ان روایات اور فقہی عبارات سے معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب استعمال کرنا ائمہ

احناف کے ہاں مکروہ تحریمی ہے۔ (توضیحات شرح مشکوۃ، ج:٦،ص:۵۰۱تا۵۰۳، ط، المکتبۃ العربیۃ/تحفۃ الألمعی، ج:۵،ص:۸۳، ط، زمزم پبلشرز کراچی/مظاہر حق، ج:۴،ص: ۲۲۳، ۲۲۴، ط، مکتبۃ العلم لاہور/تحفۃ القاری، ج:۱۰،ص:۵۹۸، ط، مکتبہ حجاز دیو بند/ امداد الاحکام، ج:۴،ص:۳۴۷، ۳۴۸، ط، مکتبہ دار العلوم کراچی/کفایت المفتی، ج:۹،ص:۱۸۰، ۱۸۱، ط، دار الاشاعت کراچی/فتاوی محمودیہ، ج:۱۹،ص:۴۵۵، ۴۵٦/فتاوی رحیمیہ، ج:۱۰، ص:۱۱۷، ط، دار الاشاعت کراچی/فتاوی مفتی محمودؒ، ج:۱۰،ص:۲۹۵، ط، اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور/فتاوی حقانیہ، ج:۲،ص:۴۱۲، ط، مکتبہ سید احمد شہیدؒ اکوڑہ خٹک/ فتاوی دینیہ، ج:۵،ص:۱۰۳/کتاب الفتاوی، ج:٦،ص:۸۷، ۹۷، ط، زمزم پبلشرز کراچی/ المسائل المہمہ، ج:۷،ص:۲۵۸)

سیاہ خضاب کا طبی نقصان

امریکہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ کے سائنس دانوں کی تازہ ترین تحقیق کے مطابق بالوں کو سیاہ کرنے کے لیے استعمال کیے جانے والے خضاب (ہیئر ڈائی) میں ایک جز شامل ہوتا ہے جس کی وجہ سے کینسر کا مرض لاحق ہوسکتا ہے۔ آج سے چند برس پہلے کیلی فورنیا یونیورسٹی کے ایک سائنس داں نے ایسے خضاب کے بارے میں جس خدشہ کا اظہار کیا تھا، آج امریکی انسٹی ٹیوٹ کی تحقیق نے اس کی توثیق کردی ہے۔

نیز بالوں کے کیمیائی رنگ اور خضاب سے چھاتی اور بیضہ دانی کے سرطان کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، لہٰذا خواتین کو ایسے کیمیائی خضاب کے استعمال سے گریز کرنا چاہئے، ان کی جگہ مہندی وغیرہ استعمال کرلیں۔ (اسلام صحت اور جدید سائنسی تحقیقات:۱۲۸، ادارہ

اشاعت اسلام)

فائده: أول من صبغ لحيته بالسواد ففرعون موسى عليه السلام.

(مصنف ابن ابی شیبة: ۱۲/ ٥٥٦، وعمدة القاری: ۱٥/ ۹۷، باب الخضاب، دار الحدیث ملتان، المرقاة: ۸/ ۲۳٥، باب الترجل، رشیدیه)

یعنی ڈاڑھی پر سیاہ خضاب سب سے پہلے فرعون نے استعمال کیا تھا۔(فتاوی دار العلوم زکریا، ج:۷،ص:۴۱۷، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

بیوی کو خوش کرنے کیلئے سیاہ خضاب استعمال کرنے کا حکم

سوال: بیوی کو خوش کرنے کیلئے سیاہ خضاب استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اکثر علماء ومجتہدین نے اس امر کی تصریح کردی ہے کہ بیوی کی دلجوئی کی خاطر زینت کیلئے سیاہ خضاب کا استعمال مکروہ تحریمی ہے۔ جیسا کہ شامیہ اور عالمگیریہ میں صراحت ہے۔ **ومن فعل ذالک لیزن نفسه للنساء ولیجب نفسه الیهن فذالک مکروه وعلیه عامة المشائخ.** [عالمگیریه، ص: ۲٥۹ ج٥۔ شامی ص ٤۲۲ ج٦]

بعض لوگ یہ اشکال پیش کرتے ہیں کہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے جوان بیوی کی دلجوئی کیلئے سیاہ خضاب کو جائز قرار دیا ہے ان کی طرف یہ قول منسوب ہے۔ **کما یعجبنی ان تتزین لی یعجبها ان اتزین لها.** [فتاوی شامی ، ص: ٤۲۲، ج: ٦]

جواب: اس اشکال کے متعلق حضرت حکیم الامۃ تھانوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے

ہیں بعض لوگ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو پیش کیا کرتے ہیں سو بشرط ثبوت اس روایت اور ان کے رجوع نہ کرنے کا جواب یہ ہے کہ ''شرح عقود رسم المفتی'' میں یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ صاحبین رحمۃ اللہ علیہما میں اگر اختلاف ہو تو جس کے ساتھ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہونگے اس قول پر فتویٰ ہوگا خصوصا جبکہ وہ قول دلیل صریح صحیح سے مؤید بھی ہو۔ اس لئے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر عمل کرنا مذہب حنفی کے مقررہ اصول کے خلاف ہے اور صریح صحیح دلیل موجود ہونے کی وجہ سے خلاف دیانت بھی ہے۔ [اصلاح الرسوم، ص:۲۴]

خلاصہ یہ ہے کہ اولاً تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے اس کا ثبوت یقینی نہیں۔ پھر اس قول سے احتمال رجوع بھی قوی ہے ان دونوں باتوں سے صرف نظر کرلیا جائے تو یہ ایک غیر مفتیٰ بہ مرجوح قول ہے۔ [احسن الفتاوی، ص:۳۷۱، ج:۸]

جیسا کہ عامۃ المشائخ کا قول اس کے خلاف ہونا اوپر مذکور ہوا ہے۔ لہٰذا اس قول کا سہارا لینا قطعاً درست نہیں ہے۔ (داڑھی اور بالوں کے شرعی احکام، ص: ۲۸ تا ۳۰، ط، مکتبہ عمر فاروق کراچی)

عورتوں کے لیے سیاہ خضاب استعمال کرنے کا حکم

سوال: کیا عورتوں کے لیے اپنے بالوں میں کالا رنگ یا کالی مہندی لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: احادیث میں سیاہ خضاب استعمال کرنے کی ممانعت صراحۃً وارد ہوئی ہے اس میں مرد و عورت دونوں کے لیے ایک ہی حکم ہے کسی کی تخصیص نہیں، بنابریں عورتوں

کو سیاہ خضاب لگانا یا سیاہ مہندی استعمال کرنا درست نہیں۔ ہاں اگر خضاب یا مہندی مکمل سیاہ نہ ہو بلکہ سیاہی مائل ہو تو اس کا استعمال جائز اور درست ہے۔ بعض مشائخ اور مفتی حضرات اجازت دیتے ہیں جن کا ذکر آخر میں آ رہا ہے۔ اور تلبیس اور دھوکا دہی کے لیے ہو تو بالکل ناجائز ہے۔

سیاہ خضاب کی ممانعت میں چند احادیث ملاحظہ کیجئے۔ صحیح مسلم شریف میں ہے:

(۱) عن جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنه قال: أتی بأبی قحافة یوم فتح مكة و رأسه ولحیته كالثغامة بیاضاً، فقال رسول اللّٰہ ﷺ: غیروا هذا بشیٔ، واجتنبوا السواد. (رواه مسلم: ۲/ ۱۹۹، قدیمی کتب خانه/ وأیضا أخرجه الامام أحمد فی مسنده، ۱٤٤۰۲، والطبرانی فی الکبیر، ۸۳۲٤، وابن ماجه، ۳٦۲٤، وابن أبی شیبة فی مصنفه، ۲۵۵۰۲، وعبدالرزاق فی مصنفه، ۲۰۱۷۹، ابن بشران فی أمالیه، ۹٤۷)

(۲) وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: یكون قوم یخضبون فی آخر الزمان بالسواد كحواصل الحمام لایریحون رائحة الجنة. (رواه ابو داؤد فی سننه، ٤۲۱٤، والنسائی فی الکبری، ۹۳٤٦، والبیهقی، ۱٤٦۰۱، وابو یعلی فی مسنده، ۲٦۰۳، واحمد فی مسنده، ۲٤۷۰)... الخ۔

امام نوویؒ نے اس کی تصریح فرمائی ہے:

ومذهبنا استحباب خضاب الشیب للرجل والمرأة بصفرة أو حمرة ویحرم خضابه بالسواد علی الأصح وقیل: یكره كراهة تنزیه

والمختار التحريم لقولهﷺ: اجتنبوا السواد.... والأصح الأوفق للسنة ما قدمناه عن مذهبنا. (شرح النووی علی مسلم: ٢/ ١٩٩ط، قدیمی)۔ **ونقله عن الامام الملا علی القاری فی مرقاة المفاتیح.** (٨/ ٢٩١،و ٢٠٤)

مزید ملاحظہ ہو: (عمدة القاری: ١٥/ ٩٧، وبذل المجهود: ١٧/ ٩٩، واوجز المسالك: ١٧/ ٤٢، والتعلیق الممجد: ٧/ ٣٩٢)

نیز فقہاء نے بھی مطلقاً مکروہ قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

وفصل فی المحیط بین الخضاب بالسواد قال عامة المشایخ: انه مکروه....و مذهبنا أن الصبغ بالحناء والوسمة حسن کما فی الخانیة. قال النوویؒ:... وتحریم خضابه بالسواد علی الاصح. (فتاوی الشامی: ٦/ ٧٥٦، سعید)

مزید ملاحظہ ہو: (الفتاوی الهندیة: ٥/ ٣٥٩، والمحیط البرهانی: ٦/ ١٢٢، الفصل الحادی والعشرون، والموسوعة الفقهیة الکویتیة: ١١/ ٣٥٠، وفتاویٰ محمودیہ: ١٩/ ٤٥٤، جامعه فاروقیه، وامداد الفتاوی: ٤/ ٢١٣، واحسن الفتاوی: ٨/ ٣٥٥)

آپ کے مسائل اوران کا حل میں علامہ محمد یوسف لدھیانویؒ فرماتے ہیں:

بالوں کو کالا کرنا ناجائز ہے، مرد کے لیے بھی عورت کے لیے بھی، خواہ کسی دوائی سے کرے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل، ج:٨/ ٣٨٠، طبع جدید)

مزید ملاحظہ ہو: (امداد الفتاوی: ٤/ ٢١٨، ٢٢٠، وفتاوی محمودیہ: ١٩/ ٤٥٥، جامعہ فاروقیہ، وفتاویٰ رحیمیہ: ٥/ ٤٨٧، وکفایت المفتی: ٩/ ١٨٠)

بعض حضرات نے عورتوں کے لیے کالے خضاب کی اجازت دی ہے۔ ملاحظہ ہو تکملہ فتح الملہم میں ہے:

أما خضاب المرأة شعرها لتتزين لزوجها، فقد أجازه قتادة، كما أخرج عنه عبدالرزاق في مصنفه (۱۱/ ۱۱۵) وكذلك أجازه اسحاق فيما حكى عنه ابن قدامة في المغني (۱/ ۷۶) ولم أره بهذا التصريح عند غيرهما، والله أعلم. (تكملة فتح الملهم: ٤/ ١٥٠)

حضرت گنگوہیؒ نے بھی مرد کی قید لگائی ہے، معلوم ہوا کہ عورتوں کے لیے درست ہے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

سیاہ خضاب مرد کو درست نہیں ہے کسی وجہ سے بھی۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص: ۵۸۴)

مفتی تقی صاحب نے بھی جائز فرمایا ہے۔ چنانچہ عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل میں مرقوم ہے:

عورت کے لیے کالے خضاب کا استعمال درست ہے۔ (عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل اور ان کا حل: ۳۹۸/۲)

لیکن احادیث اور شراح اور اکثر فقہاء کرام کے اقوال کی روشنی میں ناجائز معلوم ہوتا ہے اور یہ ہی مختار اور صحیح قول ہے، کیونکہ علامہ شامیؒ نے ایک اصول ذکر فرمایا ہے کہ فقہاء کے مختلف اقوال میں سے اوفق بالحدیث قول لیا جائے گا۔ ملاحظہ ہو فتاوی الشامی میں ہے:

ولا ينبغي أن يعدل عن الدراية اذا وافقتها رواية على ما تقدم عن فتاوى قاضي خان. (فتاوى الشامي: ١/ ٤٦٤، سعيد)۔ والله سبحانه وتعالىٰ

اعلم۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ۷، ص: ۴۱۳تا ۴۱۶، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

عورتوں کے لیے سیاہ مہندی لگانے کا حکم

سوال: کیا عورتوں کے لیے ہاتھ، پیراور ناخن پر سیاہ رنگ کی مہندی لگانے کی اجازت ہے یانہیں؟

الجواب: عورتوں کے لیے مہندی لگانا بہتر اور مستحب ہے، لیکن سرخ یا سرخی مائل ہونی چاہئے، سیاہ مہندی کی صراحت کسی کتاب میں نہیں ملی اس لیے اس سے بچنا چاہئے، نیز ہاتھوں اور پیروں میں کالا رنگ طبیعتِ سلیمہ کے نزدیک پسندیدہ بھی نہیں ہے، کہیں یہ مثلہ اور عیب نہ بن جائے، ہاں اگر کسی علاقہ میں یہ زینت سمجھی جاتی ہو تو گنجائش ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ شامی میں ہے:

وفی البحر الزاخر: ویکره للانسان أن یخضب یدیه ورجلیه وکذا الصبی الا لحاجة، بنایة، ولابأس به للنساء. (فتاوی الشامی: ۶/ ۳۶۲، سعید)(وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی الدرالمختار: ۴/ ۱۸۲، ط، کوئٹه، والجوهرة النیرة: ۲/ ۳۸۳، امدادیه ملتان)

وفی الفتاوی الهندیة: ولاینبغی أن یخضب یدیه الصبی الذکر ورجله الا عند الحاجة ویجوز ذلک للنساء کذا فی الینابیع. (الفتاوی الهندیة: ۵/ ۳۵۹)

وفی البحر الرائق: ولابأس للنساء بخضاب الید والرجل مالم

يكن خضاب فيه تماثيل. (البحرالرائق: ٨/ ٢٠٨، بيروت) (وكذا في تحفة الملوك، ص: ٢٢٧، رقم المسئلة: ٢٨٨)

آپ کے مسائل اوران کا حل میں ہے:

ہاتھوں میں مہندی لگانا عورتوں کے لیے درست ہے۔[آپ کے مسائل اوران کا حل: ٨/ ٣٧٩، طبع جدید]۔ (فتاوی دارالعلوم زکریا، ج: ٧، ص: ٤٢٧، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

سیاہ مہندی اور خضاب کا استعمال

سوال: میں سراور داڑھی کے بالوں کو کالی مہندی سے سیاہ کرتا ہوں، یہ پوڈر کی شکل میں ملتی ہے اور پانی ملا کر لگائی جاتی ہے۔ برائے کرم آپ رہنمائی فرمائیں کہ بالوں کو سیاہ رنگنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: بالوں کو کالا کرنا خواہ خضاب کی صورت میں ہو، یا کالی مہندی سے، مکروہِ تحریمی یعنی حرام اور ناجائز ہے۔ ہاں البتہ مہندی یا براؤن رنگ کو لگانا جائز ہے۔ بالکل سیاہ کرنا ناجائز ہے۔ (آپ کے مسائل اوران کا حل، ج: ٨، ص: ٣٢٠)

مجاہدین کیلئے سیاہ خضاب کا حکم

سوال: مجاہد کے بال سفید ہو گئے ہوں تو جہاد میں جاتے وقت دشمن پر رُعب ڈالنے کی غرض سے سیاہ خضاب استعمال کر سکتے ہیں؟ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: دشمن پر رعب ڈالنے کی غرض سے جہاد کے موقع پر سیاہ خضاب کا

استعمال بالاتفاق محمود ومستحسن ہے۔ **قال فی الذخیرة: اما الخضاب بالسواد للغزو لیکون اھیب فی عین العدو فھو محمود بالاتفاق وان یزین نفسه للنساء مکروہ وعلیه عامة المشایخ.** [فتاوی شامی ص: ۴۲۲، ج: ۶]

وغیروا ھذا الشیب واجتنبوا السواد قال الحموی ھذا فی حق غیر الغزاۃ ولایحرم فی حقھم للارھاب. [فتاوی شامی ص: ۷۴۶ ج۶]۔

(داڑھی اور بالوں کے شرعی احکام، ص: ۲۷، ط، مکتبہ عمر فاروق کراچی)

دھوکہ دہی کیلئے خضاب کا استعمال

سوال: مرد وعورت کا ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کیلئے سیاہ خضاب کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

جواب: مرد ہو یا عورت دھوکہ سے اپنے کو جوان ظاہر کرنے کیلئے سیاہ خضاب کا استعمال بالاتفاق مشائخ وعلماء مجتہدین ناجائز اور حرام ہے۔ کیونکہ دھوکہ دینا فی نفسہٖ حرام ہے اور نفاق کی علامت ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

من غشنا فلیس منا والمکرو والخداع فی النار. رواہ الطبرانی فی الکبیر والصغیر باسناد جید.

یعنی جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں اور مکر وفریب جہنم میں ہے۔ [طبرانی]

مطلب یہ ہے کہ دھوکہ دہی ایک مسلمان سے بعید ہے۔ (داڑھی اور بالوں کے شرعی احکام، ص: ۲۸، ط، مکتبہ عمر فاروق کراچی)

سیاہ خضاب تیار کرنا

سوال: کیا شرعاً سیاہ خضاب تیار کرنا جائز ہے جبکہ اس کا استعمال حرام ہے؟

جواب: سیاہ خضاب تیار کرنا اور فروخت کرنا جائز ہے اس لئے کہ ایک محل اس کے جواز کا بھی موجود ہے۔ یعنی دشمن پر ہیبت بیٹھانے کیلئے مجاہدین استعمال کریں۔ البتہ بنانا، بیچنا خلاف اولیٰ ہے مگر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہیں جس کے متعلق یقین ہو کہ ناجائز طور پر استعمال کرے گا۔ کما فی ردالمحتار وغیرہ۔ [احسن الفتاوی، ص: ۳۷۴، ج: ۸]۔ (داڑھی اور بالوں کے شرعی احکام، ص: ۳۰، ۳۱، ط، مکتبہ عمر فاروق کراچی)

یورپ والوں کا خضاب

جن ممالک میں مردوں اور عورتوں کے بال بھورے ہوتے ہیں نہ کہ سیاہ، جیسے یوروپ وغیرہ وہاں سفید بال میں سنہرے یا پھورے خضاب کا استعمال بھی اسی طرح مکروہ ہوگا، جیسے ایشیاء، افریقہ وغیرہ میں سیاہ خضاب کا استعمال، کیونکہ جیسے سیاہ خضاب مشرقی ملکوں میں تلبیس اور دھوکہ کا باعث ہے، اسی طرح سنہرا رنگ مغربی ملکوں میں تلبیس کا باعث ہوتا ہے۔

لہٰذا جب سیاہ خضاب کے ممانعت خداع اور تلبیس سے روکنا ہے تو یوروپ وغیرہ ممالک میں سنہرے رنگ کے خضاب سے بچنا لازم ہوگا۔ (سیاہ خضاب احکام ومسائل، ص: ۴۸)

خضابی کنگھی

بالوں میں خضاب کے لیے اب بازاروں میں خضابی کنگھی دستیاب ہیں، جن کے اندرونی حصے میں مختلف رنگ کے کیمیکل بھرے جاتے ہیں اور آسانی سے مطلوبہ بالوں میں لگ جاتے ہیں۔ ان کنگھیوں کے استعمال کا بھی وہی حکم ہے جو خضاب کا ہے کہ سیاہ خضابی کنگھی ممنوع ہوگی اور دوسرے رنگ کی خضابی کنگھی کے استعمال کی اجازت ہوگی۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب تحریر فرماتے ہیں: جو حکم سیاہ خضاب کا ہے وہی سیاہ خضابی کنگھی کا ہے، جو اس زمانے میں ایجاد ہوتی ہے، جس طرح دوسرے رنگ کے خضابوں کا استعمال دُرست ہے اسی طرح اسی رنگ کی خضابی کنگھی کا استعمال بھی درست ہے۔ (سیاہ خضاب احکام ومسائل، ص: ۶۴، ۶۵)

خضاب کا رنگ

خضاب کا رنگ کیا ہو؟ سیاہ رنگ کو مستثنیٰ کر کے کسی خاص رنگ کی تحدید نہیں، تاہم حدیث میں تین رنگ کا خاص طور پر ذکر ملتا ہے، ایک مہندی کا خضاب، دوسرے ''کتم'' کا جو سیاہی مائل ہوتا ہے، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ان دونوں کو بہترین خضاب قرار دیا ہے ''أفضل ما غیرتم به الشمط الحناء والکتم''، تیسرے زرد رنگ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول زرد خضاب کا تھا اور روایت فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کو بھی یہی رنگ سب سے زیادہ محبوب تھا، امام نوویؒ نے بھی نقل کیا ہے کہ اکثر سلف زرد خضاب کو پسند کرتے تھے، صحابہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ اور بعض اور صحابہ سے بھی یہی منقول ہے اور

ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی زرد خضاب کے استعمال کی ہے، اسی طرح ان تین رنگوں کے علاوہ بعض صحابہ سے زعفرانی خضاب کا استعمال بھی مروی ہے، خضاب کے استعمال کا جو حکم مردوں کے لئے ہے وہی عورتوں کے لئے بھی ہے(۴۲)۔
(قاموس الفقہ، ج:۳،ص:۳۴۰،ط،زمزم پبلشرز کراچی)

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

خضاب کا رنگ: کالے رنگ کا خضاب ناجائز ہے اس کے علاوہ کی اجازت ہے تاہم حدیث شریف میں چار قسم کے خضاب کا تذکرہ ملتا ہے:

(۱) مہندی کا خضاب۔

(۲) کتم کا خضاب: کتم ایک پودہ ہے جس کا رنگ سیاہ سرخی مائل ہوتا ہے۔

---

(۴۲):فی الموسوعة الفقهية: واختضب جماعة من الصحابة والتابعين ومن بعدهم للأحاديث الواردة فی ذلک. ثم قد كان أكثرهم يختضب بالصفرة، منهم ابن عمر وابوهريرة، واختضب جماعة منهم بالحناء والكتم، وبعضهم بالزعفران...الخ.

اتفق الفقهاء على أن تغيير الشيب بالحناء أو نحوه مستحب للمرأة كما هو مستحب للرجل، للأخبار الصحيحة فی ذلک.(الموسوعة الفقهية، ج: ٢، ص: ٢٧٨، ٢٨١)

بعض صحابہ کرامؓ دونوں کو ملا کر خضاب کیا کرتے تھے تا کہ بال کالے اور سرخ کے درمیان ہو جائیں۔ ان دونوں خضاب کا مستحب ہونا احادیث سے ثابت ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

عن أبی ذر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ان أحسن ما غیرتم بہ الشیب الحناء والکتم. [رواہ ابن ماج، ص: ٢٥٨، والنسائی: ٢/ ٢٧٧، ٢٧٨]

(٣) زرد رنگ کا خضاب: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول زرد رنگ کے خضاب کے استعمال کا تھا، اور نبی اکرم ﷺ بھی زرد رنگ استعمال فرماتے تھے۔ اور آپ کو یہ رنگ تمام رنگوں میں زیادہ پسندیدہ تھا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے:

عن زید بن أسلم قال: رأیت ابن عمر رضی اللہ عنہما یصفر لحیتہ بالخلوق فقلت: یا أبا عبدالرحمٰن انک تصفر لحیتک بالخلوق قال: انی رأیت رسول اللہ ﷺ یصفر بہا لحیتہ ولم یکن شیٔ من الصبغ أحب الیہ منہا ولقد کان یصبغ بہا ثیابہ کلہا حتی عمامتہ. [سنن النسائی: ٢/ ٢٧٨، وسنن ابی داؤد: ٢/ ٥٦٢]

وفی الصحیح للامام البخاری: وأما الصفرۃ فانی رأیت رسول اللہ ﷺ یصبغ بہا، فأنا أحب أن أصبغ بہا. [صحیح البخاری: ١/ ٢٨]

چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں مروی ہے کہ وہ بھی زرد رنگ کا خضاب استعمال فرماتے تھے۔ چند کے اسماء درج ذیل ملاحظہ کیجئے:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ

عنہ،حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ،حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ،حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:[المصنف لابن أبی شیبۃ:۱۲/۵۵۷،۵۶۰، ط،المجلس العلمی]

(۴) زعفرانی رنگ کا خضاب۔

وفی شرح صحیح مسلم للامام النوویؒ: وخضب بعضهم بالزعفران. [۲/ ۱۹۹]

وفی سنن أبی داؤد: عن ابن عمر رضی الله عنهما أن النبیﷺ كان يلبس النعال السبتية ويصفر لحيته بالورس والزعفران. [سنن أبی داؤد: ۲/ ۵۹۰]

لیکن یہ بات بھی یاد رہے کہ احناف کے نزدیک مرد کے لیے زعفرانی رنگ کا خضاب استعمال کرنا درست نہیں ہے۔کیونکہ صحیح احادیث میں مرد کے لیے زعفرانی رنگ کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ملاحظہ ہو:

عن أنس رضی اللّٰه عنه قال: نهی رسول اللّٰهﷺ أن يتزعفر الرجل. متفق عليه. [صحیح البخاری: ۲/ ۸۷۹، والصحیح المسلم: ۲/ ۱۹۸]

قال العلامة العینیؒ: وكره أبو حنيفةؒ والشافعیؒ وأصحابهما أن يصبغ الرجل ثيابه أو لحيته بالزعفران. [عمدة القاری: ۱۴/ ۱۱۱]

وقال الملا علی القاریؒ: أن يتزعفر أی يستعمل الزعفران فی

ثوبه وبدنه، لأنه عادة النساء. [مرقاة المفاتيح: ٨/ ٢٩٧]

ہاں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زعفران استعمال کرنا مروی ہے، وہ قبل النہی تھا۔ یا ان کو نسخ کا علم نہیں ہوا تھا۔

یا زعفران کا رنگ تھا مگر خوشبو زائل ہوگئی تھی اور مرد کے لیے رنگ و بو دونوں کا جمع کرنا منع ہے صرف زرد رنگ باقی ہو تو یہ منع نہیں۔ راجع: [عمدۃ القاری للعلامہ بدر الدین العینیؒ]۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ۷، ص: ۴۲۲، ۴۲۳، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

براؤن (بھورا)، سرخ وزرد کلر بالوں میں استعمال کرنا

آج کل بازاروں میں سفید بالوں کو رنگنے اور کلرفُل بنانے کے لیے مختلف چیزیں دستیاب ہیں، جن میں مہندیاں تو عام ہیں، البتہ کچھ کلر بھی ہیں، مثلاً ڈارک بلیک نمبر۱۲، ڈارک براؤن ۳۰/ (بھورا رنگ)، اور دیگر ہیئر ڈائیز وغیرہ، تو جن مہندیوں اور کلروں سے بال سیاہ ہوتے ہیں، اُن کا استعمال ناجائز ہے، البتہ ان کے علاوہ کلر جیسے، براؤن (بھورا)، سرخ، زرد، سبز یا مائل بسُرخ، ان کے استعمال کی اجازت، بشرطیکہ اس کلر کو استعمال کرنے سے بالوں پر تہہ نہ جمتی ہو، اور نہ وہ بالوں تک پانی کے پہنچنے کو مانع ہو، اور اگر اس کے استعمال سے بالوں پر تہہ جم جاتی ہو، یعنی پَرت چڑھ جاتی ہو، تو اس کا استعمال درست نہ ہوگا، اس لیے کہ یہ صحتِ وضو اور غسل کے لیے مانع ہے۔ (المسائل المہمہ، کتاب اللباس والحجاب، ج:۹، ص:۲۹۷)

جدید ہیئر کلر کا حکم

آج کل ہیئر کلر کے نام سے جومہندی کا رنگ آرہا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ جو ہیئر کلر بالوں کو خالص سیاہ کردیں نہ صرف مکروہ تحریمی ہے بلکہ بروئے حدیث باعث لعنت اور جنت سے محرومی کا سبب بھی ہے۔ البتہ جو ہیئر کلر بالوں کو خالص سیاہ نہیں کرتے بلکہ سیاہی مائل بسرخ کرتے ہیں ان کا استعمال بلا کراہت جائز ہے۔

واضح رہے کہ یہ اُس ہیئر کلر کا حکم جن میں حرام اشیاء نہ ہوں اگر حرام اشیاء ہوں تو ان کا استعمال مطلق حرام ہے خواہ بالوں کو خالص سیاہ کریں یا نہ کریں۔[ماخوذ از خضاب کا شرعی حکم، فتوی دارالافتاء بنوری ٹاؤن]۔(داڑھی اور بالوں کے شرعی احکام، ص: ۳۰، ط، مکتبہ عمر فاروق کراچی)

عورت کے لئے مہندی لگانا مستحب ہے

سوال: کیا مہندی لگانا سنت ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ عورت کے ہاتھ بغیر مہندی کے ہوں تو مردوں سے مشابہت ہوتی ہے، کیا یہ درست ہے؟ بینوا توجروا

الجواب باسم ملہم الصواب: عورت کا ہاتھوں پر مہندی لگانا سنت ہے، نہ لگانے سے مردوں سے مشابہت ہوتی ہے، اس لئے خالی ہاتھ رہنا مکروہ ہے۔

عن عائشة رضی اللّٰه تعالٰی عنها ان هندا بنت عتبة قالت یا نبی اللّٰه بایعنی فقال لاابایعک حتی تغیری کفیک فکأنما کفا سبع رواه ابو داؤد.

وعنها قالت اومت امرأة من وراء ستر بيدها كتاب الى رسول الله ﷺ فقبض النبی یده فقال ما ادری اید رجل ام ید امرأة قالت بل ید امرأة قال لو کنت امرأة لغیرت اظفارک یعنی بالحناء رواه ابو داؤد والنسائی. [مشکوة، ص: ۳۸۳]

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال لعن النبی ﷺ المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء وقال واخرجوهم من بیوتکم رواه البخاری.

قال العلامة علی القاری رحمه الله تعالیٰ: (اخرجوکم من بیوتکم) ای من مساکنکم او من بلدکم، فی شرح السنة: روی عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی ﷺ اتی بمخنث قد خضب یدیه و رجلیه بالحناء فامربه فنفی الی النقیح، ففی شرعة الاسلام: الحناء سنة للنساء و یکره لغیرهن من الرجال الا ان یکون لعذر لانه تشبه بهن، مفهومه ان تخلیة النساء عن الحناء مطلقا مکروه ایضا لتشبهن بالرجال وهو مکروه اهـ. [المرقاة، ص: ٢١٧، ج: ٨]۔(احسن الفتاوی، ج: ٩، ص: ٦٧، ٦٨، ط، ایم ایچ سعید)

پیروں پر مہندی لگانے کا حکم

سوال: کیا پیروں پر مہندی لگانا ہندوانہ رسم ہے؟ کیا فقہ کی کتاب میں کوئی جزئیہ ایسا ہے جو اس کو منع کرتا ہو؟ براہِ کرم جواب دیکر ممنون ومشکور فرمائیں۔

الجواب: عورتوں کے لیے پیروں پر مہندی لگانا جائز اور درست ہے، یہ کوئی ہندوانہ رسم نہیں ہے اور نہ ہندوؤں کے ساتھ خاص ہے بلکہ زیب وزینت کے قبیل سے ہے اور عورتوں کو اس کی اجازت ہے۔

ملاعلی قاریؒ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں تحریر فرماتے ہیں:

وأما خضب اليدين والرجلين فيستحب في حق النساء ويحرم في حق الرجال الا للتداوى. [مرقاة المفاتيح: ۸/ ۳۰٤، مكتبه امداديه]

وفي الجوهرة النيرة: ويكره للانسان أن يخضب يديه ورجليه بالحناء وكذلك الصبي ولابأس به للنساء. [الجوهرة النيرة، ص: ۳۸۳، مكتبه امداديه]

[وكذا في فتاوى الشامي: ٦/ ٣٦٢، فصل في اللبس، سعيد]

کتاب الفتاویٰ میں ہے:

شریعت نے عورتوں کو اجازت دی ہے کہ وہ زیبائش وآرائش کی جگہ جیسے ہاتھ، پیر، گلا، سینہ وغیرہ میں زینت اختیار کریں، لہٰذا پاؤں میں مہندی لگانا درست ہے.....اور اسے نہ تو سنت کہیں گے اور نہ بدعت بلکہ مباح، یعنی یہ امور ان میں سے ہیں جنہیں اختیار کرنا جائز ہے۔ [کتاب الفتاویٰ: ۶/ ۸۷]۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (فتاوی دار العلوم زکریا، ج: ۷، ص: ۴۲۶، ط، زمزم پبلشرز کراچی)

سر، داڑھی، ہاتھ، پیر میں مہندی لگانے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے

میں: کہ مہندی لگانا سر یا داڑھی کے بالوں میں اور ہاتھ پیر میں جائز ہے یا نہیں؟

(۲): یہ کہ عورت کو بالوں میں مہندی لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وباللہ التوفیق: مردوں کو سر یا داڑھی کے بالوں میں مہندی لگانا جائز ہے۔

عن ابن سيرين قال: سئل أنسؓ هل خضب رسول الله ﷺ؟ قال: انـه لـم يـكن رأى من الشيب الا قال ابن ادريس كان يقلله وقد خضب أبو بكرؓ، وعمرؓ بالحناء والكتم. [صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب شيبة ﷺ، النسخة الهندية ٢/ ٢٥٨، بيت الأفكار رقم: ٢٣٤١]

و ورد أن أبا بكرؓ خضب بالحناء والكتم. [شامی، كتاب الحظر والاباحة، فصل فی البيع، كوئٹه ٥/ ٢٩٩، كراچی ٦/ ٤٢٢، زكريا ٩/ ٦٠٥، كفايت المفتی ٩/ ١٧٢، جديد زكريا مطول ١٢/ ٣٤٤]

مردوں کو ہاتھ اور پیر میں مہندی لگانا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے۔

لايديه ورجليه، فانه مكروه للتشبه بالنساء. [شامی، مطبوعة، كوئٹه ٥/ ٢٢٩، كراچی ٦/ ٦٠٤، أوجز المسالك، باب ماجاء فی صبغ الشعر، قديم ٦/ ٣٣٤، فتاوی احياء العلوم ١/ ٢٧٠، فتاوی محموديه ١/ ١٥٥، جديد ڈابھيل ١١/ ٢١٤، فتاوی رشيديه قديم ٥٨٨، جديد زكريا ٥٧٩]

(۲): اگر شوہر کو یہی پسند ہے تو جائز ہے۔

استحباب خضاب الشيب للرجل، والمرأة بصفرة، أو حمرة.

[أوجز المسالك قديم ٦/ ٣٣٥] فقط والله سبحانه وتعالىٰ اعلم۔ (فتاوی قاسميه، ج: ٩، ٥٠٩، ٥١٠، ط، مكتبه اشرفيه ديوبند/ الدرالمنضود، ج: ٦، ص: ١٧٧، ط، مكتبه الشيخ كراچی)

ہیئر ڈریسنگ سیلون والوں کا خضاب لگانا

مسئلہ: بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ ہیئر ڈریسنگ سیلون، یعنی اصلاحِ گیسو کی دکان چلاتے ہیں، اُس دکان میں ایسے لوگ آتے ہیں جو خضاب لگایا کرتے ہیں، بعض مہندی لگانے کو کہتے ہیں، اور بعض لوگ سیاہ خضاب، یعنی سفید بالوں کو کالا کرنے کو کہتے ہیں، جو شرعاً منع ہے، اگر ہم اُن کو سیاہ خضاب نہ کریں، تو وہ ہمارے ہاں بال بھی نہیں کٹائیں گے، پھر ہمارا نقصان ہوگا، اور کاروبار بھی نہیں چلے گا، تو ہم اس صورت میں کیا کریں؟ تو جواباً عرض ہے کہ بالوں میں مہندی لگانا جائز ہے، اور سیاہ خضاب لگانا مکروہِ تحریمی ہے، حدیث پاک میں اِس کی ممانعت آئی ہے، البتہ سیاہی مائل سُرخ، سُنہرے، یا چاکلیٹی رنگ کے خضاب لگا سکتے ہیں، بشرطیکہ اُن کے لگانے سے بالوں پر تہہ نہ جمتی ہو، جو بالوں تک پانی کے پہنچنے سے مانع ہو، اس لیے ہیئر ڈریسنگ سیلون چلانے والے حضرات سیاہ خضاب لگانے سے بچیں، اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں، اللہ نقصان کو اضافہ کے ساتھ پورا کردے گا، نیز اس بات کی بھی گنجائش ہے کہ ہیئر ڈریسنگ سیلون والے سیاہ خضاب لگانے والوں سے کہیں کہ: ہمارے پاس سیاہ خضاب نہیں ہے، اگر اس کے بجائے آپ

فلاں کلر استعمال کریں، تو آپ کو موزوں محسوس ہوگا، اس طرح شرعاً ہیئر سیلون والے بھی ایک گناہ سے بچ جائیں گے۔ (المسائل المہمہ ،ج:۸،ص:۳۰۵،۳۰۶)

مأخذومراجع

١)۔ **احکام القرآن.** للعلامة أبی بکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفیؒ۔

٢)۔ **حاشیه محی الدین شیخ زاده علی تفسیر القاضی البیضاوی.** للعلامه محمد بن مصلح الدین القوجوی الحنفیؒ۔

٣)۔ **الدرالمنثور فی التفسیر بالمأثور.** لجلال الدین السیوطیؒ۔

٤)۔ **صحیح البخاری.** للامام أبی عبداللّٰه محمد بن اسماعیل البخاری الجعفیؒ۔

٥)۔ **صحیح المسلم.** للامام أبی الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوریؒ۔

٦)۔ **سنن نسائی.** للامام أبی عبدالرحمٰن أحمد بن شعیب بن علی بن سنان النسائیؒ۔

٧)۔ **سنن أبی داؤد.** للامام أبی داؤد سلیمان بن الأشعث بن اسحاق الازدی السجستانیؒ۔

٨)۔ **جامع الترمذی.** للامام أبی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ۔

٩)۔ **سنن ابن ماجة.** للامام أبی عبداللّٰه محمد بن یزید ابن ماجه القزوینیؒ۔

١٠)۔ **مجمع الزوائد ومنبع الفوائد.** للحافظ نور الدین علی بن أبی بکر الهیثمیؒ۔

١١)۔ **المعجم الکبیرللطبرانی.** للحافظ أبی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانیؒ۔

١٢)۔ **مشكوة المصابيح**.للعلامة محمد بن عبدالله الخطيب التبريزیؒ۔

١٣)۔ **عـمدة القاری**.لـلـعـلامة بدرالدين أبی محمد محمود بن أحمد العينی الحنفیؒ۔

١٤)۔ **فتح الباری**.للحافظ أحمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ۔

١٥)۔ **شرح صحيح البخاری لابن بطال**. للعلامة أبی الحسن علی بن خلف بن عبدالملك بن بطال البكری القرطبیؒ۔

١٦)۔**التـوضيـح لشرح الجامع الصحيح**. لـلـعلامة سراج الدين أبی حفص عمر بن علی بن احمد الأنصاری الشافعیؒ۔

١٧)۔ **مـنـار القاری شرح مختصر صحيح البخاری**. لـلعلامه حمزه محمد قاسمؒ۔

١٨)۔ **فيـض الباری علی صحيح البخاری**.لـلامام العصر العلامة محمد انور الكشميریؒ۔

١٩)۔ **حـاشية البـدر السـاری الی فيض الباری**. لـلـعـلامـه محمد بدر عالم الميرٹھی

٢٠)۔ **نصر الباری**.للعلامة محمد عثمان غنی۔

٢١)۔ **تحفة القاری**. لشيخ الحديث سعيد احمد پالنپوریؒ۔

٢٢)۔**الـمـنهاج شرح المسلم للنووی**. لـلـعـلامة أبی زكريا محی الدين بن شرف النوویؒ۔

٢٣)۔ **موسوعة فتح الملهم**.لشيخ الاسلام العلامة شبير احمد العثمانیؒ۔

٢٤)۔ **تحفة المنعم شرح مسلم.** للمولانا فضل محمد۔

٢٥)۔ **ذخيرة العقبىٰ فى شرح المجتبىٰ.** للعلامة محمد ابن الشيخ على بن آدم الولوى۔

٢٦)۔ **بذل المجهود في حل سنن أبي داؤد.** للعلامة خليل احمد السهانفوريؒ۔

٢٧)۔ **الدر المنضود على سنن أبى داؤد.** للمولانا محمد عاقلؒ۔

٢٨)۔ **المنهل العذب المورود شرح سنن أبى داؤد.** للعلامة محمود محمد خطاب السبكيؒ۔

٢٩)۔**عارضة الاحوذى بشرح الترمذى.**للحافظ ابن العربى المالكيؒ۔

٣٠)۔ **الكوكب الدرى على جامع الترمذى.** للعلامة رشيد أحمد الكنكوهيؒ۔

٣١)۔ **تحفة الالمعى شرح سنن الترمذى.** لشيخ الحديث العلامة سعيد احمد پالنپوريؒ۔

٣٢)۔ **تحفة الأحوذى بشرح الترمذى.**للعلامة أبى العلى محمد عبدالرحمٰن بن عبدالحيم المباركفوريؒ۔

٣٣)۔ **معارف الترمذى.** للمفتى محمد طارق۔

٣٤)۔ **خصائل نبوى شرح اردو شمائل ترمذى.** لشيخ الحديث مولانا محمد زكريا الكاندهلويؒ۔

٣٥)۔ **اوجز المسالک الیٰ مؤطا امام مالک**. لشیخ الحدیث مولانا محمد زکریا الکاندھلویؒ۔

٣٦)۔ **المسالک فی شرح مؤطا امام مالک**. للعلامه الحافظ ابن العربی المالکیؒ۔

٣٧)۔ **شرح زرقانی علی المؤطا**. للعلامة محمد الزرقانیؒ۔

٣٨)۔ **الاستذکار**. للحافظ أبی عمر یوسف بن عبدالله ابن محمد بن عبدالبر النمری الأندلسیؒ۔

٣٩)۔ **المنتقیٰ شرح مؤطا امام مالک**. للعلامه ابی الولید سلیمان بن خلف الباجی المالکیؒ۔

٤٠)۔ **التعلیق علی المؤطا**. للعلامه هشام بن احمد الوقشی الاندلسیؒ۔

٤١)۔ **بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی**. للعلامه احمد بن عبد الرحمان الشهیر بالساعاتیؒ۔

٤٢)۔ **نخب الافکار فی تنقیح مبانی الأخبار فی شرح معانی الآثار**. للعلامه بدر الدین ابی محمد محمود بن احمد العینیؒ۔

٤٣)۔ **مرقاة المفاتیح**. للعلامة الشیخ علی بن سلطان محمد القاریؒ۔

٤٤)۔ **مرقاة المفاتیح مترجم**. للمولانا راؤ محمد ندیم۔

٤٥)۔ **مظاهر حق**. للعلامه نواب محمد قطب الدین دهلویؒ

٤٦)۔ **توضیحات**.للمولانا فضل محمد۔

٤٧)۔ **التنوير شرح الجامع الصغير**. للعلامة محمد بن اسماعيل الامير الصنعانیؒ۔

٤٨)۔ **فيض القدير شرح الجامع الصغير**. للعلامة محمد عبدالرؤف المناویؒ۔

٤٩)۔ **نيل الاوطار من أسرار منتقى الأخبار**. للعلامة محمد بن على الشوكانیؒ۔

٥٠)۔ **الدين الخالص**. للعلامة محمود محمد خطاب السبكیؒ۔

٥١)۔ **البداية والنهاية**. للحافظ أبی الفداء اسماعيل بن عمر بن كثير القرشی الدمشقیؒ۔

٥٢)۔ **اللآلی المصنوعة فی الأحاديث الموضوعة**. للعلامة جلال الدين عبدالرحمٰن السيوطیؒ۔

٥٣)۔ **تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق**. للعلامة فخر الدين عثمان بن على الزيلعی الحنفیؒ۔

٥٤)۔ **حاشية الشلبی على تبيين الحقائق**. للعلامة احمد بن يونس الشلبی الحنفیؒ۔

٥٥)۔ **ردالمحتار**. للعلامة محمد امين بن عمر عابدين الشهير بابن عابدينؒ۔

٥٦)۔ **حاشية الطحطاوی على الدر المختار**. للعلامة سيد احمد الطحطاویؒ۔

۵۷)۔ **الدرالمختار**. للعلامة محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمٰن الحنفی الحصکفیؒ۔

۵۸)۔ **ملتقی الابحر**. للعلامة ابراهیم بن محمد بن ابراهیم الحلبیؒ۔

۵۹)۔ **مجمع الانهرفی شرح ملتقی الابحر**. للعلامة عبدالرحمٰن بن محمد الکلیبولیؒ۔

۶۰)۔ **سکب الانهر**. للعلامة محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمٰن الحنفی الحصکفیؒ۔

۶۱)۔ **البحر الرائق**. للعلامة زین الدین بن ابراهیم بن محمد المعروف بابن نجیم المصری الحنفیؒ۔

۶۲)۔ **النهر الفائق**. للعلامة سراج الدین عمر بن ابراهیم ابن نجیمؒ۔

۶۳)۔ **المحیط البرهانی**. للعلامة ابی المعالی محمود بن احمد بن مازةؒ۔

۶۴)۔ **الفتاوی الخانیة**. للامام فخر الدین حسن بن منصور الاوزجندی الفرغانیؒ۔

۶۵)۔ **الفتاوی التاتارخانیة**. للعلامة فرید الدین عالم بن العلاء الدهلوی الهندیؒ۔

۶۶)۔ **الفتاوی البزازیة**. للعلامة حافظ الدین محمد بن محمدبن شهاب المعروف بابن البزاز الکردری الحنفیؒ۔

۶۷)۔ **الاختیارلتعلیل المختار**. للعلامة عبداللّٰه بن محمود بن مودود

الموصلی الحنفیؒ۔

۶۸)۔ **الفقه الحنفی و أدلته.** لشیخ اسعد محمد الصاغرئؒ۔

۶۹)۔ **الهدایة.** للامام برهان الدین أبی الحسن علی بن أبی بکر المرغینانیؒ۔

۷۰)۔ **الفتاوی العالمکیریه.** للجنة من علماء الهند۔

۷۱)۔ **حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیر.** للعلامة شمس الدین الشیخ محمد عرفه الدسوقیؒ۔

۷۲)۔ **مواهب الجلیل لشرح مختصر خلیل.** للعلامة أبی عبداللّٰه محمد بن محمد بن عبدالرحمٰن المغربیؒ۔

۷۳)۔ حاشیة الشروانی علی تحفة المحتاج فی شرح المنهاج۔ للعلامة عبدالحمید الشروانیؒ۔

۷۴)۔ **مغنی المحتاج الی معرفة معانی ألفاظ المنهاج.** للعلامة شمس الدین محمد بن الخطیب الشربینیؒ۔

۷۵)۔ **حواشی تحفة المنهاج بشرح المنهاج.** للعلامتین العلامة عبد الحمیدؒ الشروانی و العلامة احمد بن قاسمؒ۔

۷۶)۔ **المجموع شرح المهذب.** للعلامة أبی زکریا محی الدین بن شرف النوویؒ۔

۷۷)۔ **مطالب أولی النهی فی شرح غایة المنتهی.** للعلامة مصطفی السیوطی الرحیبانیؒ۔

۷۸)۔ **فتح الملک العزیز بشرح الوجیز**. للعلامه علی بن البهاء البغدادی الحنبلیؒ۔

۷۹)۔ **الاقناع فی فقه الامام أحمد بن حنبل**. للعلامه ابی النجا شرف الدین موسی الحنبلیؒ۔

۸۰)۔ **فقه الدلیل شرح التسهیل**. للعلامه ابی عبد اللّٰه محمد بن علی اسباسلار الحنبلیؒ۔

۸۱)۔ **الانصاف**. للعلامه ابی الحسن علی بن سلیمان المرداویؒ۔

۸۲)۔ **معونة أولی النهٰی شرح المنتهٰی**. للعلامة محمد بن احمد بن عبدالعزیز الحنبلیؒ۔

۸۳)۔ **الشرح الکبیر**. للعلامة شمس الدین ابی الفرج احمد بن قدامةؒ۔

۸۴)۔ **کتاب الفروع**. للعلامة شمس الدین محمد بن مفلح المقدسیؒ۔

۸۵)۔ **الموسوعة الفقهیة**. للجنة علماء کویت۔

۸۶)۔ **احکام الطهارة**. للعلامه ابو عمر دبیان بن محمد الدبیانؒ ۔

۸۷)۔ **فتاوی رشیدیه**. للعلامة رشید احمد الکنکوهیؒ۔

۸۸)۔**باقیات فتاوی رشدیه**. للعلامة رشید احمد الکنکوهیؒ۔

۸۹)۔ **امداد الفتاوی**. لحکیم الامت محمد اشرف علی التهانویؒ۔

۹۰)۔ **عزیز الفتاوی**. للمفتی عزیز الرحمٰن الدیوبندیؒ۔

۹۱)۔ **کفایة المفتی**. للمفتی کفایت اللّٰه الدهلویؒ۔

٩٢)۔ **امداد الاحکام**. للعلامة ظفر احمد العثمانی التهانویؒ۔

٩٣)۔ **امداد المفتین**. للمفتی محمد شفیعؒ۔

٩٤)۔ **فتاوی محمودیه**. للمفتی محمود حسن الکنکوهیؒ۔

٩٥)۔ **فتاوی مفتی محمودؒ**. للمفتی محمودؒ۔

٩٦)۔ **فتاوی قاسمیة**. للمفتی محمد شبیر القاسمی۔

٩٧)۔ **فتاوی حقانیه**. لشیخ الحدیث عبدالحق الحقانیؒ۔

٩٨)۔ **فتاوی دار العلوم زکریا**. للمفتی رضاء الحق۔

٩٩)۔ **فتاوی رحیمیه**. للمفتی عبدالرحیم اللاجفوریؒ۔

١٠٠)۔ **خیر الفتاوی**. لشیخ الحدیث خیر محمد الجالندهریؒ۔

١٠١)۔ **فتاوی عثمانی**. للمفتی محمد تقی العثمانی۔

١٠٢)۔ **احسن الفتاوی**. للعلامة رشید احمد اللدهیانویؒ۔

١٠٣)۔ **منتخبات نظام الفتاوی**. للعلامة نظام الدین الاعظمیؒ۔

١٠٤)۔ **آپ کے مسائل اور ان کاحل**. للمولانا محمد یوسف الدهیانویؒ۔

١٠٥)۔ **فتاوی دینیه**. للمفتی اسماعیل الکشهولوی۔

١٠٦)۔ **محمود الفتاوی**. للمفتی احمد الخانفوری۔

١٠٧)۔ **فتاوی عثمانیه**. للمفتی غلام الرحمٰن۔

١٠٨)۔ **کتاب الفتاوی**. للمولانا خالد سیف اللّٰه رحمانی۔

١٠٩)۔ **ارشاد المفتین**. للمفتی حمید اللّٰه جانؒ۔

١١٠)۔ **قاموس الفقه**. للمولانا خالد سيف اللّٰه رحمانی۔

١١١)۔ **كتاب النوازل**. للمفتی محمد سلمان المنصوفوری۔

١١٢)۔ **نوادر الفقه**. للعلامة محمد يونس الجونفوریؒ۔

١١٣)۔ **المسائل المهمة فيما ابتلت به العامة**. للمفتی محمد جعفر الملی الرحمانی۔

١١٤)۔ **ميزان المسائل**. للمفتی اسامه الفالنفوری۔

١١٥)۔ **وجوب اعفاء اللحية**. لشيخ الحديث مولانا محمد زكريا الكاندهلویؒ۔

١١٦)۔ **اعلام الفتية بأحكام اللحية**. للمولانا حفظ الرحمٰن الاعظمی الندوی۔

١١٧)۔ **ڈاڑھی کا شرعی حکم**. للمفتی محمد رضوان۔

١١٨)۔ **ڈاڑھی منڈانا گناہ کبیرہ ھے اور اس کا مذاق اُڑانا کفر ھے**. لحكيم الامت مولانا اشرف علی التهانویؒ۔

١١٩)۔ **داڑھی اور بالوں کے احکام**. للمفتی احسان اللّٰه الشائق۔

١٢٠)۔ **ڈاڑھی ایک اسلامی شعار**. للمولانا عاشق الٰهی نور اللّٰه مرقدهٗ۔

١٢١)۔ **داڑھی کے مسائل**. للمولانا مختار احمد الندوی۔

١٢٢)۔ **سیاہ خضاب احکام ومسائل**. للمفتی محمد زكريا احمد القاسمی۔

﴿مؤلف کی دیگر کتب ورسائل﴾

(١) فتاوی رشیدیہ پر دوجلدوں میں جدید مطول حاشیہ

(٢) الرسالة العالية فی تحقيق الجماعة الثانية

(٣) مسائل جمعه للحنفی

(٤) سید البشر محمد رسول اللہ ﷺ کی سلسلۂ نسب کی مدلل تحقیق

(٥) ردالهماهم علی حسن الغمائم كطلوع الغمائم

(٦) القول التمام فی رد من قال خلاف الامام

(٧) تبلیغی جماعت علمائے عرب وعجم کے آئینہ میں

(٨) معدنیات کا شرعی حکم

(٩) اجرت تراویح کا شرعی حکم

(١٠) نماز جنازہ پڑھانے کا حقدار کون ہے؟

(١١) روزہ کی حالت میں انجکشن لگانے کا شرعی حکم

(١٢) پھلوں کی خرید وفروخت کے شرعی احکام

(١٣) آلات موسیقی کے حرمت پر فقہائے احناف کے دلائل

